

خلافت ۔ وقت کی ضرورت

اغیار کی نظر میں

اور

شجرِ خلافتِ احمدیہ کے شیریں ثمرات

اعترافِ حقیقت



حنیف محمود

شجرِ خلافت احمدیہ

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بینن آمد کے موقع پر امن آرگنائزیشن برائے مڈل ایسٹ کے صدر نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو درج ذیل سنہری الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا جو سو سالہ خلافت احمدیہ کا جماعت کو ایک بہت بڑا انعام ہے۔

"ہر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ احمدیہ جماعت کے درخت کے جو پھل ہیں وہ اس کے ممبرز ہیں جن کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کے ساتھ رہتے ہیں اور ان سے ملتے جلتے ہیں اور ان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ اپنی خوشی اور غم بانٹتے ہیں۔ کتنے ہی اچھے یہ لوگ ہیں اور کتنا ہی اچھا یہ پھل ہے۔

جماعت نے آج ہمیں اسی لیے بلایا ہے تاکہ ان کی خوشی میں ہم شامل ہوسکیں۔ ہم بغیر کسی شک و شبہ کے کہہ سکتے ہیں۔ احمدیت کے درخت کا پھل قابل تعریف ہے۔"

(الفضل 15 مئی 2008ء)

صرف احمدی احباب کے لئے
خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی پر مبارک تحفہ

خلافت ۔ وقت کی ضرورت

اغیار کی نظر میں

اور

شجرِ خلافتِ احمدیہ کے شیریں ثمرات

اعتراف حقیقت

حنیف احمد محمود

طبع اول 1100

تاریخ اشاعت 27 مئی 2008ء

برموقع خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی

کمپوزنگ نصیر احمد چوہدری

مطبع نصرت آرٹ پریس

انتساب

"خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کے نام جسے ہمارے پیارے اللہ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جاری فرمایا اور ہم احباب جماعت احمدیہ ایک سو سال سے اس مبارک نظام کے فیوض و برکات سے وافر حصہ لے رہے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ثم الحمدللہ

صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہو گی

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا

ابتدائیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا ہے کہ

"خلافت کا مسئلہ میرے نزدیک اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے"

(خلافت راشدہ از انوار العلوم جلد 15 صفحہ 444)

اسی طرح فرمایا۔

"خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔" (درس القرآن مطبوعہ نومبر 1921ء صفحہ 73)

حضرت مصلح موعود کے ان مبنی برحقیقت ارشادات کو تاریخ اسلام اور امت پر گزرنے والے حالات کے آئینہ میں دیکھنے کے لئے آئندہ صفحات پر اہل دانش اور مفکرین کے جذبات، خیالات، تفکرات، تحریرات اور معنی خیز اقتباسات اس تناظر میں پیش کئے جارہے ہیں کہ اغیار آج کے دور میں خلافت کو "**وقت کی ضرورت**" قرار دے رہے ہیں اور اس امر کا برملا اظہار کیا جارہا ہے کہ خلافت کے اٹھ جانے کے بعد مسلمان مسلسل تنزل، انحطاط اور انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ ہر قسم کی خیر و برکت اُٹھ چکی ہے۔ اتحاد نام کی کوئی چیز نہیں۔ کرپشن کا دور دورہ ہے۔ ہر طرف ظلم، بربریت، معاصی، گناہ اور بے حیائی نظر آتی ہے۔ مسلم کا خون بہت ارزاں ہو چکا ہے اور امت کا ضعف دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ ان سب چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

اور دوسری طرف امت میں سے اور امت سے باہر بالخصوص عیسائی دنیا سے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا جارہا ہے کہ جماعت احمدیہ جو ترقی کی منازل طے کر رہی ہے یہ خلافت کی بدولت ہے اور جماعت احمدیہ کی شاہراہ ترقی پر دشمنوں کی طرف سے رکاوٹیں قائم کرنے کے باوجود یہ جماعت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اس کی بھی ایک جھلک اس کتاب میں موجود ہے اور معاندین احمدیت کے ایسے اقتباسات کو پیش کیا گیا ہے جن کا تعلق آج کے دور سے خاص طور پر ہے جبکہ سچ کہنے کی جرات کا فقدان ہے اور منصف مزاج مسلم اور غیر مسلم احباب نے جماعت احمدیہ کی

خدمات اور ترقیات کو خلافت کی مرہون منت قرار دیا ہے جو کہ ایک اٹل حقیقت ہے۔

اس حقیر کوشش جس کو خاکسار خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے مبارک تاریخی موقعہ پر اپنے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور "نذرانہ" اور احباب جماعت کی خدمت میں بطور "تحفہ" پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی جناب سے قبول فرمائے۔ اپنی مخلوق کے حق میں اسے مفید بنائے۔ اس کے نیک ثمرات اور عمدہ اثرات قارئین پر پیدا کرے۔ اس مجموعہ کو ہم سب عشاق خلافت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بنائے اور ہم سب کو خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کے استحکام کے لئے جان، مال، وقت اور آبرو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رکھے۔ آمین اللھم آمین۔

اس اہم مواد کو یکجائی صورت میں پیش کرنے کا موجب برادرم مکرم عبدالسمیع خان صاحب بنے ہیں جنہوں نے ایک اجلاس میں اس موضوع پر تقریر سن کر روزنامہ الفضل کے لئے مضمون لکھنے کو کہا۔ خاکسار نے اس سلسلہ میں جب اپنے مواد کی چھان بین کی اور بعض نئے حوالہ جات نکلوائے تو یہ ایک مضمون نہیں کتابی شکل بن گئی۔ اس کے علاوہ مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب شعبہ تاریخ احمدیت نے اس سلسلہ میں تعاون فرماتے ہوئے گرانقدر حوالہ جات مہیا فرمائے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

حدیث مبارکہ "مَنْ لَّمْ یشکر الناس لا یشکر اللّٰہ" کے تحت میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس اہم علمی، روحانی اور تاریخی مائدہ تیار کرنے میں تعاون فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام کو دین و دنیا کے انعامات سے نوازے۔ آمین

فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

حنیف احمد محمود

27 رمئی 2008ء

برموقعہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی

حصہ اوّل

خلافت۔ وقت کی ضرورت

اور

قیام و بحالی خلافت کی کوششیں

اغیار کی نظر میں

1۔سوڈانی مہدی کی تحریک

2۔سرزمین حجاز میں خلافت کا قیام

3۔متحدہ ہندوستان میں علی برادران کی تحریک خلافت

4۔مولانا ابوالکلام آزاد کی کوششیں

5۔افغانستان میں بچہ سقاؤ کے نام سے خلافت کا قیام

6۔مصر میں قیام خلافت کی ایک کوشش

7۔بحالی خلافت کی داعی اورنقیب۔حزب التحریر

8۔سعودی عرب میں شاہ فیصل بطور مرکز اُمید

9۔جنرل جعفر نمیری کے ذریعہ سوڈان میں خلافت کے قیام کی ایک اور کوشش

10۔ایران میں اسلامی انقلاب

11۔افغانستان میں طالبان کی اسلام نوازی

12۔برطانیہ میں قیام خلافت کی ایک تازہ کوشش

13۔پاکستان میں ایک "مردحق" کی کوشش

14۔"تحریک خلافت پاکستان" کی کوششیں

15۔تحریک تبلیغ بحالی خلافت کی کوششیں

16۔ضرب حق کی طرف سے قیام خلافت کی کوششیں

17۔"تحریک خلافت راشدہ" کی احیائے خلافت کے لئے کوششیں

18۔نواز شریف کی طرف سے خلفائے راشدین کا نظام لانے کا اعلان

19۔چند مزید فکرانگیز اقتباسات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں خلافت کے بارہ میں آنحضورﷺ نے فرمایا:۔

تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّافَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكاً جَبَرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنُ ثُمَّ يَرْ فَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنَ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِثُمَّ سَكَتَ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 273۔المکتب الاسلامی بیروت۔مشکوٰۃ الرقاق باب الانذار والتحذیر)

کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپﷺ خاموش ہوگئے۔

اس پیشگوئی کے مطابق آنحضورﷺ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی جو علیٰ منہاج النبوۃ تھی۔ پھر ایک عرصہ تک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور رہا اور پھر ظالم و جابر حکومت کا زمانہ آیا اور یوں خلافت امویہ عباسیہ اور خلافت عثمانیہ کا دور باری باری رہا۔

آنحضورﷺ کے ارشاد کے مطابق جب ظلم اور بربریت برپا کرنے والے بادشاہوں کا دور لمبا

ہوا اور ان کی بادشاہت اور شہنشاہیت کی سختی، نرمی اور پیار کا رویہ رکھنے والی خلافت پر غالب آ گئی اور ان کے ظلم وستم سے لوگ تنگ آنے لگے اور ان کو حقیقی خلفاء کا پیار بھی یاد آنے لگا تو خلافت کو دوبارہ قائم کرنے اور اس کے احیاء کے لئے کوششیں شروع ہوئیں۔ مختلف ممالک میں مختلف تحریکوں، تنظیموں اور اداروں نے احیائے خلافت کے لئے آوازیں بلند کرنی شروع کیں۔ مختلف جگہوں پر کانفرسیں اور جلسے منعقد ہونے لگے۔ جن کا ذکر اختصار کے ساتھ یہاں کیا جاتا ہے۔

1۔ سوڈانی مہدی کی تحریک

ان تحریکوں میں سے احیائے خلافت کی پہلی کوشش سوڈان کے ایک خانوادۂ تصوف کے فرد "محمد احمد" نام کے ایک نوجوان صوفی کی ہے۔ جس نے 33 برس کی عمر میں 1881ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے پیروکاروں کو انصار مدینہ کے لازوال اور بے مثال ایثار کی یاد میں "انصار" کا نام دیا۔ مہدی کی اس تحریک کے دو بنیادی مقاصد تھے:۔

1۔ سوڈان سے جو اس وقت ترکوں اور مصریوں کی مشترکہ عملداری میں تھا اس اقتدار کا خاتمہ

2۔ اسلام میں راہ پا جانے والی بدعات و رسومات سے نجات۔

ترک اور مصری دونوں چونکہ مسلمان تھے اس لحاظ سے ان کا جہاد مسلمانوں ہی کے خلاف تھا۔ محمد احمد کی فوج نے اس جنگ کے دوران خرطوم پر قبضہ کر لیا اور مصری فوج کا انگریزی کمانڈر اس مقابلے میں مارا گیا۔ اس فتح کو ایک معجزہ قرار دیا گیا۔ لیکن محمد احمد اس کامیابی کے جلد بعد اپنے دعویٰ کے پانچویں سال ہی میں وفات پا گیا۔ اس نے اپنی تحریک کے لئے جو سرخ رنگ کا پرچم استعمال کیا تھا اس پر کلمہ طیبہ کے علاوہ "مہدی خلیفہ رسول اللہ" اور قرآن مجید کی آیت "نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ" بھی درج تھی۔ (فلیگز از ولیم کروپٹن ایڈیشن 1989ء صفحہ 21)

محمد احمد کی وفات کے بعد عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے لیکن 1898ء میں لارڈ کچنر (Lord Kitchener) کی فوج سے لڑتے ہوئے وہ اور ان کے تمام اہم رفقاء مارے گئے اور یوں مہدی کی سلطنت اور خلافت دونوں کا خاتمہ ہو گیا اور اس تنظیم و تحریک کے مقاصد بھی پورے نہ ہو سکے۔

2۔سرزمین حجاز میں خلافت کا قیام

سلطنت عثمانیہ کے آخری دور میں جب یہ اتنی کمزور ہوچکی تھی اور اس کی کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی تھی تو خلافت کے احیاء کی ایک اور تحریک نے جنم لیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ترکوں نے جزیرۃ العرب کی حکمرانی سنبھالتے ہی عربوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے اور عربوں سے غلاموں جیسا سلوک روا رکھا گیا۔ جس سے ان کے اندر بغاوت اور نفرت کے شدید جذبات ابھرنے لگے۔ عرب کسی بھی ایسے موقعہ کی تلاش میں تھے جس کے ذریعہ وہ ترکوں کی غلامی کا یہ طوق اپنے گلے سے اُتار پھینکیں یہ موقعہ انہیں اس وقت میسر آیا جب جنگ عظیم اول میں ترکی نے انگلستان کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ برطانیہ نے اس موقعہ پر عربوں کو حمایت کا یقین دلایا کہ ترکی کے خلاف جنگ جیتتے ہی وہ عربوں کو اس کے استحصالی چنگل سے چھڑا دیں گے۔ اس مقصد کے پیش نظر ایک نامور انٹیلی جنس افسر ٹی۔ای لارنس کو عربوں کی مدد کے لئے متعین کیا گیا اور مصر میں متعین ہائی کمشنر لارڈ کچنر نے خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر اُبھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مکہ کے شریف حسین اور اس کے دو بیٹوں فیصل اور عبداللہ نے ترکوں کے خلاف "جنگ آزادی" میں بھرپور حصہ لیا۔ جنگ کے خاتمہ پر حجاز کو آزاد ریاست قرار دے کر حسین کو اس کا بادشاہ بنا دیا گیا، فیصل کو عراق کا سربراہ بنایا گیا جب کہ عبداللہ کو اردن اور دیگر علاقوں کی حکومت سونپی گئی۔ ادھر ترک کے جلا وطن رہنما کمال مصطفیٰ، اتا ترک بن کر ترکی واپس آئے اور پارلیمنٹ کی مدد سے 3/مارچ 1924ء کو خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے "خلیفۃ المسلمین" کو مالٹا جلاوطن ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے شریف مکہ کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا۔ حجاز، اردن، فلسطین اور عراق (وہ ممالک جہاں شریف مکہ کے افراد خاندان کی حکومت تھی) نے نئے خلیفہ کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ برطرف عثمانی خلیفہ جناب وحید الدین محمد نے بھی شریف مکہ کو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ حسین شریف مکہ نے 11/مارچ 1924ء سے اہل اسلام کو بڑے درد دل سے یہ اپیل کی:۔

"تین دن سے زیادہ خلیفہ کی موجودگی کے بغیر رہنا امت مسلمہ کے مفاد میں نہیں"

(مکہ از ایف ای پیٹرز صفحہ 380)

چند ماہ بعد ابن سعود کی افواج نے حجاز پر قبضہ کرلیا اور شریف مکہ 14 را کتوبر 1924ء کو اپنے بیٹے علی کے حق میں دستبردار ہو کر حجاز سے فرار ہو گئے۔ جلد بعد علی بھی روانہ ہو گئے۔ حسین کی اس نصیحت کو 80 سال بیت گئے ہیں۔ ابھی تک اس خلاء کو پُر نہیں کیا جا سکا۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں جناح اور گاندھی از ایس کے موجمدار بیرسٹر ایٹ لاء پٹنہ 1996ء)

3۔ متحدہ ہندوستان میں علی برادران کی تحریک خلافت

سلطنت عثمانیہ جب ڈانواں ڈول تھی تو ایک طرف انگریزوں نے اس کو مزید کمزور کرنے بلکہ اس کے خاتمہ کے لئے عملی اقدام کئے اور سرزمین حجاز میں خلافت اسلامیہ قائم کر دی۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے تو دوسری طرف متحدہ ہندوستان میں سلطنت عثمانیہ جو خلافت عثمانیہ کہلاتی تھی کو بچانے کی خاطر برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے ایک پُر زور تحریک چلی۔ جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء شامل تھے اور جناب محمد علی جوہر اور جناب شوکت علی گوہر نے اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ بلکہ اس تحریک کو Lead کرنے والے تھے۔

ان کے درج ذیل دو مقاصد تھے۔

1۔ برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالا جائے تا عثمانی خلافت کے تحفظ کے بارے میں مسلمان رعایا کے جذبات کو پیش نظر رکھا جا سکے۔

2۔ ترکوں کی مالی اعانت کے لئے چندہ بھجوانے کی کوشش کی جائے۔

اس کی تفصیل شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں زیر لفظ "خلافت تحریک" یوں بیان ہوئی ہے۔

" پہلی عالمگیر جنگ میں ترکوں نے انگریزوں کے خلاف جرمنی اور آسٹریا کا ساتھ دیا تھا۔ نومبر 1918ء میں انگریزوں کو فتح ہوئی۔ 5رجنوری 1918ء کو برطانوی وزیر اعظم لائیڈ جارج نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے زور دے کر واضح کیا تھا کہ ہم ترکی سلطنت اور اس کے دارالحکومت قسطنطنیہ کے لئے قطعاً کسی خطرے کا سبب نہیں بنیں گے اور ہماری طرف سے ترکی کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ لیکن 1919ء کی صلح کانفرنس میں سلطنت ترکی کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خلافت بھی عملاً ختم کر دی گئی۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔تحریک خلافت کا آغاز احتجاجی جلسوں سے ہوا۔مسلم کانفرنس کے اجلاس لکھنؤ میں "آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی" قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔27/اکتوبر 1919ء کو ملک بھر میں "یوم خلافت" منایا گیا۔تمام کاروبار بند رہے۔ 13/دسمبر 1919ء کو حکومت نے ہفتہ تقریبات امن منانے کا اعلان کیا لیکن مسلمانوں نے ان تقریبات میں حصہ لینے سے انکار کردیا۔خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس 24/نومبر 1919ء کو دہلی میں مسٹر فضل الحق کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مسٹر گاندھی، موتی لال نہرو اور پنڈت مدن موہن مالوی بھی شریک ہوئے۔مسٹر گاندھی نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔ 1920ء میں بمبئی میں خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا اور فیصلہ ہوا کہ خلافت کے مسئلے پر لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ایک وفد یورپ روانہ کیا جائے۔دوسری طرف برطانیہ دنیا بھر میں یہ جھوٹا پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف تھا کہ ترکی کی حرکتیں اسے سخت ترین سزا کا حقدار بناتی ہیں ترکی اسی سلوک کا مستحق ہے کہ اسے کچل دیا جائے۔وفد عدن اور پورٹ سعید کے شہروں سے ہوتا ہوا لندن پہنچا۔اس وفد میں مولانا محمد علی، مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام بیرسٹر پٹنہ شامل تھے۔وفد نے برطانوی وزیراعظم سے ملاقات کی لیکن اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ مفتوحہ قوم خواہ مسلمان ہو، عیسائی، ایک جیسے سلوک کی مستحق ہے۔ترکی نے برطانیہ سے شکست کھائی ہے لہٰذا اب اسے شکست کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔مولانا محمد علی نے اس گفتگو کا جواب دینا چاہا تو برطانوی وزیراعظم نے کہا کہ میں رات بھر بیٹھ کر آپ کی بحث نہیں سننا چاہتا۔ملاقات کے خاتمے پر مولانا سید سلیمان ندوی نے خلافت کی اہمیت کے بارے میں ایک کتابچہ دینا چاہا تو برطانوی وزیراعظم نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور کتاب لینے سے انکار کردیا اس کے بعد وفد خلافت نے فرانس اور اٹلی کے متعدد شہروں کا دورہ کیا اور اپنے مشن سے لوگوں کو آگاہ کیا نومبر 1920ء میں وفد واپس ہندوستان پہنچا۔ستمبر 1920ء میں گاندھی اور علی برادران کے مشورے سے طے پایا کہ عدم تعاون کی ملک گیر تحریک چلائی جائے، عدم تعاون کے پروگرام کی کانگرس، جمعیت علمائے ہند اور خلافت کمیٹی نے تائید کردی۔عدم تعاون کی اپیل کا ہندوؤں اور مسلمانوں نے کھلے دل سے خیر مقدم کیا۔دسمبر 1921ء سے جنوری 1922ء کے درمیانی عرصے میں تین ہزار سے زائد ہندو و مسلم تحریک عدم تعاون کے سلسلے میں گرفتار کئے گئے۔مولانا محمد علی،

مولانا شوکت علی، مولانا حسین احمد مدنی، ڈاکٹر سیف الدین اور پیر غلام مجدد نثار احمد کو دو دو سال کے لئے قید کر دیا گیا۔ عدم تعاون کی تحریک کو گرفتاریوں سے زبردست دھچکا لگا، لیکن اس کے مکمل خاتمے میں تشدد آمیز واقعات نے حصہ لیا۔ تحریک خلافت سے کانگرس کو دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو مسلمان دھڑا دھڑ کانگرس میں شامل ہونے لگے۔ دوسرے کانگرس کو وہ طاقت حاصل ہوگئی جو پہلے کبھی حاصل نہ ہوئی تھی، لیکن جس طریق سے گاندھی نے اس تحریک کو ختم کیا اس نے مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کے بارے میں اس قسم کے شکوک وشبہات پیدا کئے جن کو پھر کبھی دور نہ کیا جا سکا۔ تحریک خلافت بے نتیجہ ثابت ہوئی کیونکہ ترکی میں مسلمانوں نے دوبارہ طاقت پکڑ کر جو آزاد حکومت قائم کی اس کی اسمبلی کے سربراہ کمال اتاترک نے خلافت کے باقاعدہ خاتمے کا اعلان کر دیا۔"

(شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ سید قاسم محمود۔ تاجران کتب الفیصل اردو بازار لاہور زیر لفظ خلافت تحریک صفحہ 906-907)

اس تحریک میں جہاں مسلمانوں کے لیڈروں نے بھرپور حصہ لیا اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی اسی تحریک میں شامل ہو گئے وہاں ایک مشہور ہندو لیڈر گاندھی جی کا کردار بڑا اہم رہا جو خلافت کی تحریک کے ساتھ دیگر اہم نتائج اور مقاصد کے حصول پر منتج ہوا۔ اس مقاصد کے حصول کے لئے اس ہندو لیڈر نے خلافت کے نام پر 1920ء کے لگ بھگ ہندوستانیوں سے انگریزی حکومت کی ہر شاخ یعنی تعلیمی اداروں، ملازمتوں، عدالتوں، اعزازی خطابات اور مصنوعات وغیرہ کا بائیکاٹ کا مطالبہ کر دیا جو حکومتی قوانین کے مطابق غیر قانونی وغیر آئینی تو تھا ہی۔ اسلامی تعلیمات بالخصوص خلافت کے نام پر یہ مطالبہ اسلامی تعلیمات کے منافی تھا۔

اس تحریک "عدم تعاون" کے ساتھ گاندھی جی اور علی برادران نے دیگر علماء کے ساتھ مل کر پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا۔ "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ ایجاد کیا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو اسی نعرہ سے بھڑکایا، ہزاروں مفلس، ان پڑھ اور بے بس مسلمانوں کو افغانستان جہاد کے لئے اُکسایا۔ افغان سرحد پر افغان سپاہیوں سے خونریز تصادم ہوا اور لاتعداد مسلمان اس دوران زندگی کی بازی ہار گئے اور جو افغانستان داخل ہو گئے تو وہاں کے امیر امان اللہ خان نے ان مہاجرین کی آبادکاری سے معذرت کر لی اور یوں ان لوگوں کی اکثریت بھی تنگی اور پریشان حال واپس آ گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 265) اسی پر بس نہیں موپلہ کے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف اکسایا۔ بلکہ

اعلان جہاد کر دیا اور یوں پُر امن علاقہ فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا اور قیام خلافت کے نام پر لاتعداد انگریز اور زمیندار لقمہ اجل بنا دیئے گئے۔

اور یوں یہ تحریک خلافت خون بہنے کے دوران بھی جاری رہی اور گاندھی جی نے تحریک خلافت کی تائید وحمایت کر کے اپنی تحریک کے لئے مسلمانوں کے دل جیت لئے۔

(کتاب انڈیا شائع کردہ یونیورسٹی آف کیلفورنیا ایڈیشن 1991ء صفحہ 64-63)

حضرت سر چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسٹر گاندھی کے تحریک خلافت میں شمولیت سے ایک اور فائدہ اٹھانے کا ذکر فرمایا ہے۔

"خلافت موومنٹ کے ساتھ ہمدردی ظاہر کر کے گاندھی نے بڑی شاطرانہ چال چلی اور دونوں علی برادران کو کانگرس میں کھینچ لیا۔"

(سر ظفر اللہ خان کی یادداشتیں صفحہ 21 ناشر اورینٹل پبلشرز ٹورانٹو۔ کینیڈا)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سوال وجواب کی ایک محفل میں ان کے کردار پر یوں روشنی ڈالی ہے۔

" گاندھی بہت ہوشیار انسان تھا اس کو امریکہ میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی تھی کیونکہ وہ قائل تھا آھنسا کا کہ بغیر لڑائی کے تبدیلی کرو وہ بظاہر مسلمانوں کے علاقوں میں بھی پہنچتا تھا جہاں فساد ہوا کرتے تھے اور ان کو بھی بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر اکثر اس وقت پہنچتا تھا جس وقت سب کچھ ٹھنڈا ہو چکا ہوتا تھا۔ اس کی وجہ سے فساد کہیں نہیں رکے مگر فسادوں کے بعد وہ پہنچ جایا کرتا تھا تو میں سمجھتا ہوں اس کا ایک ظاہر تھا اس کے دکھاوے کا۔ بکری رکھی ہوئی ہے۔ سادہ کپڑا پہنا ہوا سادھوؤں والا اور تھا وہ بڑا عقل والا"

(جرمن بولنے والی خواتین سے ملاقات 26رفروری 2000ء از الفضل 8رفروری 2002ء)

❁ تحریک کا انجام

تحریک خلافت بڑے زور وشور سے 1925ء تک جاری رہی۔ مارچ 1924ء میں جب ترکی کی پارلیمنٹ نے خلافت کا خاتمہ کر کے خلیفہ کو جلاوطن کر دیا تو ہندوستان میں تحریک خلافت کی کمر ٹوٹ گئی لیکن یہ بڑے قلق اور دکھ کی بات ہے کہ وہ تحریک جو "خلافت" کی بقاء اور استحکام سے جذباتی

...شتگی کا سہارا لے کر اٹھی تھی اس کے عمائدین نے ابن سعود کو اشتعال دلایا کہ وہ شریف مکہ کی خلافت کو ہر قیمت پر ناکام کرنے کی کوشش کرے۔

گاندھی جی نے اس تحریک کے اخیر میں اپنے مقاصد کا یوں اظہار کیا۔

" تحریک خلافت وہ پلیٹ فارم ہے جس کے ذریعے میں نے مسلمانوں اور مولانا محمد علی نے اپنے اپنے مذہبی مفادات کا تحفظ کیا۔ خلافت ان کے دین کا حصہ تھی وہ اس کی بقاء کے لئے سرگرم رہے جب کہ میں نے گائے کو مسلمانوں کی چھریوں سے بچایا کیونکہ گائے کا دفاع میرے مذہب کا حصہ ہے۔" (جناح اور گاندھی صفحہ 100)

4۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی کوششیں

مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف عالم دین ہیں۔ آپ گو علی برادران کی تحریک بحالی خلافت میں شامل تھے لیکن اس تحریک کے دم توڑنے کے بعد بھی آپ الگ طور پر بحالی خلافت کے لئے کوششیں کرتے رہے۔ آپ نے اس ضمن میں اپنی کتب میں اسلام کی زبوں حالی' علماء سوء کا کردار اور ایک مصلح کی ضرورت اور خلافت کے قیام پر قلم اٹھایا ہے۔ آپ نے اس علی برادران کی تحریک کے انجام پر زوال امت کا اصل اور بنیادی سبب نظام خلافت کے مٹ جانے کو قرار دیتے ہوئے لکھا۔

۞ تنزل امت کا باعث امت کا منتشر ہونا ہے

"مسلمانوں کی قومی زندگی وعروج کا اصلی دور وہی تھا جب ان کی قومی وانفرادی' مادی ومعنوی' اعتقادی وعملی زندگی پر اجتماع وائتلاف کی رحمت طاری تھی اور ان کے **تنزل وادبار کی اصلی بنیاد اسی دن پڑی جب اجتماع وائتلاف کی جگہ اشتات وانتشار کی نحوست چھانی شروع ہوگئی**۔ ابتداء میں ہر مادہ مجتمع تھا ہر طاقت سمٹی ہوئی تھی' ہر چیز بندھی ہوئی تھی لیکن بتدریج تفرقہ وانتشار کی ایسی ہوا چلی کہ ہر بندھن کھلا' ہر جماؤ پھیلا' ہر ملی جلی اور اکٹھی طاقت الگ الگ ہو کر منتشر اور تتر بتر ہوگئی۔ قرآن حکیم کے بتلائے ہوئے قانون تنزل اقوام کے مطابق یہ حالت ہر چیز اور ہر گوشۂ وجود وعمل پر طاری ہوئی اور ایک ہزار برس پر

تین صدیاں گزر چکی ہیں کہ برابر طاری ہو رہی اور بڑھتی جاتی ہے۔ لوگ اسباب تنزل امت پر بحث کرتے اور پھر طرح طرح کی علتیں ٹھہراتے اور طرح طرح کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وسنت اور عقلیات صادقہ کے نزدیک تنزل کے تمام فسادات ونتائج صرف اسی ایک چیز کا نتیجہ ہیں۔ اس حقیقت کو کتنے ہی مختلف ناموں سے پکارلو مگر اصلی علت اس کے سوا کوئی نہیں۔"

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"اجتماع ائتلاف کی یہ حالت حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہوگئی اس کے بعد سے اشتات وانتشار کا دور شروع ہوا۔ ازاں جملہ مرکزی قوتوں اور منصوبوں کا انتشار واشتات تھا۔ جس نے فی الحقیقت امت کا تمام نظام شرعی دراصل درہم برہم کردیا۔ خلافت خاصہ کے بعد یہ ساری یکجا قوتیں الگ الگ ہوگئیں۔" (مسئلہ خلافت صفحہ 21-17 ناشر مکتبہ جمال لاہور)

۞ آخری دور، برکات کے اعتبار سے دوراوّل کی یاد تازہ کرے گا

مولانا ابوالکلام آزاد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر یقین رکھتے تھے۔ برکات کے اعتبار سے آخری دور میں دوراول کے خصائص تازہ ہونے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"نبوت اور رحمت کی برکات کی محرومی وفقدان کا ایک تدریجی تنزل تھا اور بدعات وفتن کے ظہور واحاطہ کی ایک تدریجی ترقی ہوئی۔ کالحصیر عودًا عودًا۔ جو حضرت عثمانؓ کی شہادت سے شروع ہوئی اور جس قدر عہد نبوت سے دُوری بڑھتی گئی اتنی ہی عہد نبوت اور خلافت رحمت کی سعادتوں سے امت محروم ہوتی گئی۔ یہ محرومی صرف امامت وخلافت کبریٰ کے معاملہ ہی میں نہیں ہوئی، بلکہ قوام و نظام امت کے مبادیات واساسات سے لے کر حیات شخصی وانفرادی کی اعتقادی وعملی جزئیات تک ساری باتوں کا یہی حال ہوا۔ فتن وفساد کے اس سیلاب کو صرف ایک دیوار روکے ہوئے تھی جو بقول حضرت حذیفہؓ (اعلم الصحابة بالفتن) حضرت عمرؓ کا وجود تھا۔ جونہی یہ بنیان مرصوص ہٹی سیلاب عظیم امنڈا اور پھر کوئی سدو بند اس کی راہ نہ روک سکا۔ اسی سیلاب کو حضرت حذیفہؓ کی روایت میں التی تموج کموج البحر (رواہ بخاری) سے تعبیر کیا گیا تھا۔ یعنی سمندر کی موجوں کی طرح اس کی موجیں اٹھیں گی سو واقعی اٹھیں اور دور خلافت ورحمت اور خلافة علیٰ منهاج النبوة کی عظیم الشان عمارت اس کے تلاطم وطغیان میں آناً فاناً بہہ گئی۔

احادیث میں نہایت کثرت کے ساتھ اسلام کے ایک آخری دور کی بھی خبر دی گئی ہے جو اپنے برکات کے اعتبار سے دور اول کے خصائص تازہ کر دے گا اور جس کا حال یہ ہوگا کہ **لا یدری اولھا خیر ام آخرھا** ۔نہیں کہا جا سکتا کہ امت کی ابتداء زیادہ کامیاب تھی یا اس کا اختتام؟ یہی وہ آخری زمانہ ہوگا جب اللہ کا اعلان اپنے کامل معنوں میں پورا ہو کر رہے گا کہ۔

لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون (9:61)"

(مسئلہ خلافت صفحہ 24 ناشر مکتبہ جمال لاہور)

۞ گھر کی طرح جماعت کا بھی ایک سربراہ اور امیر ہونا ضروری ہے

پھر آپ خلافت کی ضرورت اور ایک امیر اور سربراہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس نظام میں پہلی چیز "جماعت" ہے۔جس کی مختصر تشریح اوپر گزر چکی۔غور کرو دنیا کا کونسا کام ایسا ہے۔جس کو بلا اجتماع و جماعت کے انجام دیا جا سکتا ہے۔جماعت کی زیادہ دقیق اور فلسفیانہ تعریف چھوڑ دو۔صاف اور سیدھے سادھے معنی جو ہو سکتے ہیں۔صرف انہی پر غور کر لو۔سوسائٹی، پارٹی، کمیٹی، کلب، انجمن، کانفرنس، پارلیمنٹ بلکہ قوم، ملک، فوج ان سب سے مقصود کیا ہے؟ یہی کہ "جماعت" اور "التزام جماعت"۔وحشی قوموں تک کو دیکھتے ہو کہ جنگل کے درختوں کے نیچے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور مل جل کر اپنے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں۔پھر جماعت بے سود ہے اگر اس کا نظام نہ ہو اور کوئی سردار و رہنما نہ ہو تم پانچ آدمیوں کی بھی کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو سب سے پہلے ایک پریذیڈنٹ کا انتخاب کرتے ہو اور کہتے ہو کہ جب تک کسی کو صدر مجلس نہ مان لیں گے یہ پانچ آدمیوں کی مجلس بھی باقاعدہ کام نہ کر سکے گی۔فوج ترتیب دیتے ہو تو دس آدمیوں کو بھی بغیر ایک افسر کے نہیں چھوڑتے اس کی اطاعت ماتحتوں کے لئے فرض سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کہ بغیر اس کے فوج کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔پانچ دس آدمی بھی اگر بغیر امیر کے کام نہیں کر سکتے تو قومیں کیونکر اپنے فرائض بلا امیر کے انجام دے سکتی ہیں؟اس سے بھی سادہ تر مثال یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں کو دیکھو!خود تمہارا گھر بھی تو ایک چھوٹی سی آبادی ہے؟اگر بیوی تمہارا حکم نہ مانے تو تم کیوں بگڑتے ہو!اگر گھر کے لوگ تمہارے کہنے پر نہ چلیں تو تم کیوں لڑتے ہو!تم کہتے ہو کہ فلاں گھر میں امن و انتظام نہیں۔روز خانہ جنگی ہوتی ہے سب کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ الجماعۃ السمع و الطاعۃ پر عمل نہیں ہو رہا۔کوئی جماعت امن و نظم و ضبط پا نہیں

سکتی۔ جب تک اس کا کوئی امیر نہ ہو اور جب تک امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر ہو۔ پس گھر کی عافیت و کامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں۔"

(مسئلہ خلافت صفحہ 51-50 ناشر مکتبہ جمال لاہور)

خلافت کانفرنس کا انعقاد

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ خلافت ترکی کے آخری دور اور اس کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے احیاء کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ خلافت کے نام پر انجمنیں بنیں تنظیموں نے جنم لیا۔ تحریکیں چلیں۔ اجلاس منعقد ہوئے۔ کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کی ایک کانفرنس 24 دسمبر 1926ء کو کان پور میں ہوئی۔ اسے " خلافت کانفرنس " کا نام دیا گیا اور اس کانفرنس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ اس کانفرنس میں جو خطاب مولانا موصوف نے فرمایا اس کا لب لباب یہ تھا کہ تحریک خلافت قائم رہے اور اسے تقویت دی جائے اور اس کے لئے خلافت کمیٹیوں کو ہندوستان کی اندرونی سیاست میں کانگرس کمیٹیوں کے ساتھ اتحاد بھی کرنا چاہئے تا قومی پروگرام ترقی کرے۔

(الفضل قادیان 8 جنوری 1926ء)

مسلمانوں میں ابوجہل زندہ ہو گیا

سلطنت ترکی کی تباہی اور بربادی ہر ایک مسلمان کے لئے نہایت رنجیدہ اور افسوسناک ہے لیکن اس سے مسلمانوں کو جو خاص سبق حاصل ہو رہا ہے اس کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہیں اپنی اصل اور حقیقی حالت کا احساس ہو رہا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ کیا سے کیا بن گئے ہیں۔ چنانچہ مدارس کا روزنامہ اخبار " قومی رپورٹ " اپنے 15 ستمبر کے پرچہ میں اسلامی دنیا کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ہم مسلمانوں کی بدبختی ہے کہ ابوجہل ہم میں زندہ ہو گیا۔ مگر بلال حبشی زندہ نہیں ہوا۔ ابن ملجم ہم میں زندہ ہو گیا مگر عمر فاروق زندہ نہیں ہوا۔ یزید ہم میں زندہ ہو گیا مگر حسین ہم میں زندہ نہیں ہوا۔ ہم میں

خداوندوں کے بندے بہت ہیں ہم میں حق کے دشمن بہت ہیں اور ہم میں ظلم کے دوست بہت ہیں۔"

(الفضل قادیان 27 ستمبر 1920ء)

ان لوگوں کو ابوجہل، ابن ملجم وغیرہ تو نظر آنے لگے لیکن پیشگوئیوں کے مطابق جو مسیح موعود پیدا ہوا اور اس کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی اس کے مظہر نظر نہ آئے۔ جن کے ذریعہ دنیا میں مسلمانوں کے مصائب میں کمی آ رہی ہے اور امت محمدیہ خیر امت بننے کے زینے طے کر رہی ہے۔

5۔افغانستان میں بچہ سقاؤ کے نام سے خلافت کا قیام

والی افغانستان امیر امان اللہ خان جن کے دور میں جماعت احمدیہ کے ایک معصوم اور بیگناہ احمدی مولوی نعمت اللہ صاحب کو 1924ء میں سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا تھا اور سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے اس امیر کو مخاطب ہو کر معرکۃ الآراء کتاب "دعوۃ الامیر" تحریر فرمائی اور پیغام حق پہنچایا تھا۔ نے یورپ کے دورے سے واپسی پر ملک کے بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھ کر ملک میں اصلاحات نافذ کرنے کا پروگرام بنایا مگر اس سفر یورپ کے حوالہ سے امیر امان اللہ خان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ نے فضا اس قدر مسموم کر دی تھی کہ انہیں اپنے بھائی عنایت اللہ خان کے حق میں دستبردار ہو کر اٹلی بھاگنا پڑا۔ چند دن بعد عنایت اللہ خان کو بھی تخت چھوڑنا پڑا۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے ایک غیر مشہور فوجی منظر عام پر آیا جس کا اصل نام آج تک ایک راز ہے۔ یہ شخص بچہ سقاؤ (ماشکی کا لڑکا) کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے جنوری 1929ء میں کابل پر قبضہ کر کے امیر المومنین امیر حبیب اللہ خان ثانی کے نام سے اپنی خلافت اور حکومت کا اعلان کر دیا۔ دیہی علاقوں کے سادہ لوح بکثرت اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

سابقہ حکمرانوں نے افغانستان کی پسماندگی کو دور کرنے اور سماجی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو اصلاحات کی تھیں، بچہ سقاؤ نے ان سب کو کالعدم کر دیا۔ اس نے علماء کو بہت مقام دیا۔ آخر کار نادر خان نامی ایک جرنیل نے بچہ سقاؤ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور اکتوبر 1969ء میں بچہ سقاؤ اور اس کے 16 قریبی معتمدین کو پھانسی دے دی گئی۔ اس خلافت کی مدت صرف 9 ماہ بنتی ہے۔

6۔ مصر میں قیام خلافت کی ایک کوشش

تحریک خلافت کی داستان بہت طویل ہے اور زیر و بم کھاتی مختلف علاقوں اور ملکوں میں اس نے مختلف انداز میں جنم لیا۔ اسی طرح کی ایک تحریک نے مصر میں بھی اس وقت جنم لیا جب خاندان محمد علی کے آٹھویں بادشاہ حسین کامل کے دل میں 1917ء میں یہ خیال گزرا کہ وہ حسین شریف مکہ کے مقابلہ میں منصب خلافت کا زیادہ اہل ہے مگر حکومت برطانیہ کی طرف سے اسے یہ خیال دل سے نکال دینے کا مشورہ دیا گیا۔

(مکہ از ایف ای پیٹرز مصنفہ صفحہ 381)

اس واقعہ کے تقریباً 40 سال بعد بعض سیاسی مدبّروں، دانشوروں اور صحافیوں کو یہ خیال آیا کہ فاروق شاہ مصر کے ہاتھ پر عالم اسلام کو متحد کیا جا سکتا ہے۔ اسی مہم کے زیر اثر لاہور کے احراری اخبار "زمیندار" نے بھی شاہ فاروق کی پورے صفحہ کی تصویر دے کر اپنی تسکین کا سامان بھی کیا۔ چند سال بعد جنرل نجیب کی قیادت میں جمال عبدالناصر اور انوار السادات وغیرہ انقلابی لیڈروں نے فوجی انقلاب کے ذریعے انہیں اقتدار سے محروم کر دیا اور بعد میں مصر سے ملوکیت کا خاتمہ کر دیا اور اس طرح آسمانی بادشاہت کے آغاز کی نوبت نہ آسکی۔

7۔ بحالی خلافت کی داعی اور نقیب۔ حزب التحریر

حزب التحریر جس کی بنیاد 1950ء میں مقبوضہ بیت المقدس میں ایک فلسطینی مذہبی عالم تقی الدین النبہانی نے رکھی تھی۔ خلافت کے قیام کی بہت بڑی علمبردار اسلامی تحریک ہے۔ مشرق وسطی اور وسطی ایشیا سمیت اس تنظیم کے دفاتر مغربی ممالک میں بھی قائم ہیں۔ پاکستان میں بھی اس تنظیم نے خلافت کے احیاء اور بحالی کے لئے کام شروع کر رکھا ہے۔ جلسوں، جلوسوں، بینرز، ہینڈ بلز، وال چاکنگ کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں خلافت کی بحالی کے لئے پیغامات بھجواتی رہتی ہے۔

حال ہی میں انڈونیشیا میں اس تنظیم کے زیر انتظام ایک اجتماع منعقد ہوا ہے جس میں دنیا بھر

سے 70 ہزار افراد نے شرکت کی جس میں علماء، سکالرز اور دانشوروں نے خلافت کے احیاء کا اعادہ کیا ہے اور زوال امت کا سبب خلافت سے محرومی کو قرار دیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد 13/اگست 2007ء)

بحالی خلافت کے حوالہ سے "حزب التحریر" کی مساعی، بہت وسیع ہے مگر نصف صدی سے زائد عرصہ کی مساعی بھی رنگ نہ لاسکی کیونکہ خلافت مانگنے پر نہیں ملتی اور نہ ہی سڑکوں پر جلوس جلسے کرنے اور بینرز وغیرہ لگانے سے آتی ہے یہ تو خدائی انعام ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے پھر خواہ ساری دنیا مخالفت کرے خدا تعالیٰ اس کی تائید ونصرت فرماتا ہے اور وہ خلیفہ، اللہ کی گود اور اس کی امان میں ہوتا ہے۔

یہاں چند نمونے ان کی مساعی کے درج کئے جاتے ہیں۔ 13/اپریل 2003ء کو ایک لیف لیٹ اسلام آباد میں گھر گھر تقسیم ہوا۔ اس کا عنوان تھا "حزب التحریر کی پکار۔ صرف خلافت کے ذریعے ہی تم فتح حاصل کرو گے"

۞ صرف خلافت کے ذریعہ ہی تم فتح حاصل کرو گے

اس میں لکھا۔

"اے مسلمانو! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم اپنے معاملات پر غور کرو اور اس بات کو جان لو کہ اس تہہ در تہہ ظلمت سے نکالنے والا صرف نظام خلافت ہی ہے؟

کیا تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتے جب وہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ تم کو کس طرح عزت اور نصرت ملے گی۔ فان العزة للّٰہ جمیعاً بلاشبہ تمام کی تمام عزت اللہ کے لئے ہی ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ان تنصر واللہ ینصر کم اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا پس تم اللہ کی مدد کرو، خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے شریعت کو نافذ کرو، تب ہی تمہیں فتح اور عزت ملے گی۔......

کیا تم اس بات سے محبت نہیں کرتے کہ تم انصار رضوان اللہ علیہم کی سیرت کو زندہ کرو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور انہوں نے اپنی زمین کو "دار الاسلام" بنایا؟ پس تم خلافت راشدہ کے قیام کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرو تا کہ یہ علاقے دوبارہ "دار الاسلام" بن جائیں اور تمہارے اعمال اللہ کے نزدیک کتاب میں نور سے لکھے جائیں۔......

خلافت ہی تمہیں ذلت ورسوائی سے نکالے گی۔ خلافت تمہاری عزت ووقار کولوٹانے کے لئے کافی ہے اور یہ وہ نظام ہے جس کو رب العالمین نے فرض کیا ہے اور نصرت کواس کے ساتھ منسلک کیا ہے۔

خلافت کے ساتھ تم معتصم کی سیرت کو زندہ کرو گے۔ تم مدد کے لئے بچوں کی چیخ وپکار کا جواب دے سکو گے جن کو کفار نے عراق کی دشمنی میں ذلیل وخوار کر رکھا ہے۔ اوران کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ مدد کے لئے اپنے ہاتھ دراز کریں اور یہ منظر دلوں کو چیر دیتا ہے۔ ان بچوں کے چہروں سے معصومیت ٹپکتی ہے جبکہ خوف ان کے دلوں میں بس گیا ہے۔

خلافت کے ذریعے تم اپنے دشمن کے قتال کے لئے نکلو گے۔ تمہارا خلیفہ لڑائی میں تمہاری قیادت کرے گا نہ کہ فرار میں۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا اور تم اس کی قیادت تلے قتال کرو گے اور وہ تمہیں ایک فتح سے دوسری فتح تک لے جائے گا نہ کہ ایک شکست سے دوسری شکست تک۔

اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو، تم عزت پاؤ گے، اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے۔ ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے ہی چلے جاؤ گے اور اس وقت پشیمان ہو گے جب بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ تب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو تم سے بہتر ہو گی جو کہ اللہ کے وعدے کو پورا کرے گی۔......

اے مسلمانو! پس تم اپنے معاملات کو اپنی گرفت میں لے لو اور خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اللہ کے دین کی مدد کرو۔ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سینوں کو دشمن کی شکست سے ٹھنڈا کرے گا۔ ویو مئذ یفرح المؤمنون ٥بنصر اللّٰہ اور اس دن مومن اللہ کی نصرت سے خوش ہوں گے۔"

(13/اپریل 2003ء۔حزب التحریر)

۞ 28رجب یوم سقوط خلافت۔ جس دن امت اپنی ڈھال سے محروم ہوگئی

ترکی میں خلافت عثمانیہ کا انہدام 28/رجب 1342ھ کو ہوا تھا۔ جب مصطفیٰ کمال نے خلافت کی بجائے سیکولر ریاست کی بنیاد رکھی تھی اور اس وقت کے برطانوی سیکرٹری خارجہ مسٹر لارڈ کرزن نے کہا تھا کہ ترکی اب دوبارہ کبھی نہیں اٹھ سکے گا کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت اسلام اور خلافت کو تباہ کر دیا ہے۔

حزب التحریر اس دن کو یوم سقوط خلافت کے نام سے مناتی ہے۔28 رجب کے حوالے سے پمفلٹس، سٹکرز اور پوسٹرز تیار کر کے دیواروں پر لگائے جاتے ہیں۔

اس حوالہ سے ایک پمفلٹ میں لکھا۔

"86 برس قبل رجب کی 28 تاریخ کو خلافت کے انہدام کے بعد ہی استعماری کفار کے اثر و رسوخ کی جڑیں تمام تر اسلامی علاقوں میں مضبوطی سے پیوست ہو گئیں۔ استعماری کفار نے مسلمانوں کے علاقوں کے حصے بخرے کر دیئے اور اب انہیں پچاس سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے جو آج اسلامی ممالک کہلاتے ہیں۔......

خلافت کے انہدام کے بعد ہی کفار نے اسراء و معراج کی بابرکت سرزمین یعنی فلسطین پر یہودیوں کو ایک ریاست عطا کی اور انہیں وہ وسائل اور ذرائع مہیا کئے جس کے ذریعے وہ اس ناجائز قبضے کو برقرار رکھ سکیں۔......خلافت کو گرانے کے بعد استعماری کفار نے برصغیر کی اسلامی سرزمین کا زیادہ تر حصہ ہندو مشرکین کے حوالے کر دیا۔

اے مسلمانان پاکستان!

یہ ایک افسوسناک صورت حال ہے کہ آپ کفار کے سامنے کمزور ہیں، آپ اپنے نقصانات گن رہے ہیں اور ایک کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں، اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو جو وسائل عطا کئے ہیں وہ کفار سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ امت مسلمہ اس وقت جس علاقے اور آبادی کی مالک ہے وہ امریکہ سمیت دنیا کی تمام بڑی طاقتوں سے زیادہ ہے۔ بلاشبہ صرف پاکستان ہی کا رقبہ تقریباً برطانیہ اور فرانس کے مجموعی حجم کے برابر ہے اور پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے اور اس کی آبادی روس، فرانس اور برطانیہ سے زیادہ ہے۔ اسلامی سرزمین میں مغربی ممالک سے 18 گنا زیادہ تیل موجود ہے۔ پاکستان، ایران، ترکی، مصر، شام، انڈونیشیا، سعودی عرب اور مراکش کی مجموعی فوج کی تعداد 30 لاکھ سے زائد ہے۔ یہ تعداد عراق میں موجود امریکی فوج سے بیس گنا زیادہ ہے۔ وہ امریکی فوج جو کہ معمولی اسلحہ رکھنے والے عراقی شہریوں کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتی ہے صرف پاکستان کی فوج دنیا کی ساتویں سب سے بڑی فوج ہے کسی بھی یورپی طاقت کی فوج سے بڑی!

بلاشبہ آپ کی کمزوری وسائل کی کمی کی وجہ سے نہیں کیونکہ آپ کو تو ایسے وسائل و ذرائع سے نوازا گیا ہے جو دنیا کی بڑی طاقتوں کے پاس بھی نہیں ہیں۔ اس کی واحد وجہ آپ کی ڈھال یعنی ریاست

خلافت کا موجود نہ ہونا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

انما الامام جنة يقاتل من ورائه و يتقى به بے شک خلیفہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

پس اس 28 رجب 1428 ہجری کو آپ اس ڈھال کو یاد کریں کہ جس سے آپ اس دن محروم ہو گئے اور اس عظیم نقصان کا غم آپ کو اس امر کی طرف متحرک کرے کہ آپ خلافت کے دوبارہ قیام کے لئے کوشش کا آغاز کریں۔......

ہم آپ کو پکارتے ہیں کہ آپ ان کی کوششوں میں اپنی کوششوں کو شامل کریں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ اپنی دعاؤں کو شامل کریں کہ اللہ خالق کائنات کے اذن سے خلافت کے دوبارہ قیام کا ہدف پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ہم آپ کو پکارتے ہیں کہ آپ بھی خلافت کے دوبارہ قیام کے اجر عظیم میں اپنا حصہ بنائیں، جس کے دوبارہ قیام کا رسول اللہ ﷺ نے وعدہ کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ثم تكون الخلافة على منهاج النبوة ......پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہوگی"

(23/جولائی 2007ء۔حزب التحریر ولایہ پاکستان)

وال چاکنگ کے لئے سٹکرز

حزب التحریر نے وال چاکنگ کے لئے جو سٹکرز تیار کئے۔ان میں چند ایک بطور نمونہ پیش ہیں۔

i۔"ایک ارب سے زائد مسلم آبادی کے باوجود مغرب کی سیاسی غلامی کی بنیادی وجہ خلافت کی عدم موجودگی ہے۔" (حزب التحریر ولایہ پاکستان)

ii۔"ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر ایمان ہونے کے باوجود مسلمانوں کی مرکزیت اور 50 سے زائد مما لک میں تقسیم کی بنیادی وجہ خلافت کی عدم موجودگی ہے۔"

(حزب التحریر ولایہ پاکستان)

iii۔"40 لاکھ فوج اور بیش بہا اسلحہ رکھنے کے باوجود مسلم مقبوضہ علاقے آزاد کرانے میں امت کی ناکامی کی بنیادی وجہ خلافت کی عدم موجودگی ہے۔"

(حزب التحریر ولایہ پاکستان)

۞ پوسٹرز

یہ پوسٹرز لاہور کی شاہراہوں، گلیوں اور چوراہوں پر آویزاں نظر آتے ہیں۔

i۔ ☆"الیکشن کا بائیکاٹ کرو جمہوریت کو مسمار کرو خلافت کا نفاذ کرو۔"

(حزب التحریر ولایہ پاکستان)

☆امت کی وحدت...... بذریعہ خلافت

☆ خلافت کا قیام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆ قانون سازی کا حق صرف اللہ کو ہے۔

(اے محمد ﷺ) تمہارے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ یہ آپ کو اپنے اختلافات میں فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں۔ پھر جب آپ فیصلہ کریں تو یہ اپنے اندر کوئی گرانی محسوس نہ کریں۔ بلکہ ان فیصلوں کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔ (النساء:65)

(حزب التحریر ولایہ پاکستان)

ii۔ ☆ جمہوریت نظام کفر ہے

☆حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے (یوسف:40)

☆ خلافت سے غفلت برتنا حرام ہے

اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (صحیح مسلم)

☆ خلافت امت کے تحفظ کی ضامن ہے

امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے امت لڑتی ہے اور اپنا دفاع کرتی ہے۔(صحیح مسلم)

(حزب التحریر ولایہ پاکستان)

۞ بجلی اور گیس کے بحران نے ثابت کر دیا ہے کہ نظام خلافت امت کی فوری ضرورت ہے

حزب التحریر اپنے مطبوعہ لیف لیٹس اور انٹرنیٹ کے ذریعہ قیام خلافت کی آواز کو بلند کرتی رہتی

ہے ابھی حال ہی میں ان کا ایک اشتہار مندرج بالا عنوان کے ساتھ ملتان میں تقسیم ہوتا دیکھا گیا ہے جس میں انہوں نے برملا اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے معدنیات جیسے تیل، گیس اور بجلی کسی کی ذاتی یا ریاستی ملکیت نہیں ہیں بلکہ عوام کی اجتماعی ملکیت ہیں۔ جس کا فائدہ تمام معاشرہ کو پہنچتا ہے۔ ان ذخائر کو کسی کمپنی یا کسی شخص کی ملکیت میں دینا حرام ہے اور یہ معدنیات نظام خلافت کے تحت ممکنہ حد تک ایسی قیمت پر لوگوں کو مہیا کی جاتی ہیں جو عوام کی پہنچ میں ہوں۔ اس لئے

" اے پاکستان کے مسلمانو!

کیا آپ ایک ایسی قیادت نہیں چاہتے جو خلافت کے قیام کے ذریعے تم پر اسلام کے ذریعے حکمرانی کرے؟ تمہارے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تم آگے بڑھو اور حزب التحریر کے مخلص اور قابل اعتماد نوجوان سیاستدانوں کے ساتھ مل کر خلافت کے دوبارہ قیام کی جدوجہد میں شامل ہو جاؤ وہ خلافت جو اسلام کو نافذ کرے گی اور پھر مسلمان حقیقی خوشی، کامیابی اور سب سے بڑھ کر اس دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی رضا حاصل کر سکیں گے۔"

(4 فروری 2008ء۔ حزب التحریر ولایہ پاکستان)

صرف خلافت ہی مسلمانوں کو جمہوریت اور آمریت کے جبر واستحصال سے نجات دلائے گی

حزب التحریر کا دو ورقہ ایک اور لیف لیٹ درج بالا عنوان کے ساتھ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ جس میں ایک اور پہلو کا اظہار کر کے خلافت کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔ ملک میں جاری بحرانوں بالخصوص آمریت اور عدلیہ کا ذکر کر کے مغرب کی طرف سے لائی جانے والی جمہوریت کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ بھی ایک آمریت کا تسلسل ہے چہرے بدلے ہیں کام وہی ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"دراصل مغرب جانتا ہے کہ ریاست خلافت کا دوبارہ لوٹنا اب ناگزیر ہو چکا ہے۔ خلافت کے دوبارہ قیام کا خوف اس حد تک ان کے ذہنوں پر سوار ہو گیا ہے کہ مغرب کے حکمران عوامی خطابات میں اپنی فکرمندی کا اظہار کر رہے ہیں اور ان کے تھنک ٹینکوں نے خلافت سے نبٹنے کی منصوبہ بندی کا آغاز

کر دیا ہے۔

اب وقت آ چکا ہے کہ آپ اپنے حکمرانوں سے کنارہ کش ہو جائیں جو آپ پر ایسے دستور وقوانین کے ذریعے حکمرانی کرتے ہیں، جن کی بنیاد کفر ہے، خواہ آمریت ہو یا جمہوریت اور آپ اپنے علاقوں کو استعماری کفار کے پنجے سے آزاد کرائیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ریاست خلافت کو قائم کیا جائے، اللہ کے نازل کردہ کے ذریعے حکمرانی کے لئے ایک خلیفہ کا انتخاب کیا جائے اور مجلس امت کے نمائندے منتخب ہوں، جو خلیفہ کو مشورہ دیں اور اس کا احتساب کریں۔

اگر ہم خلافت کے دور میں مسلمانوں کی صورت حال کا موازنہ آج کی صورت حال سے کریں جب خلافت موجود نہیں ہے، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دین محافظت کے لئے خلافت کی موجودگی کی کیا اہمیت ہے۔ خلافت وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے شریعت کا نفاذ ہوتا ہے جو اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ہمارے بچوں کی تعلیم، ہمارے اقتصادی وسائل کا انتظام وانصرام اور ہماری افواج کی قیادت، سب کا سب اسلام کی خاطر ہو۔ مسلمانوں کا خلیفہ حقیقت میں مسلمانوں کا خدمت گزار ہے جس کے پیچھے رہ کر مسلمان جہاد کرتے ہیں اور جس کے ذریعے وہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔ یہ ان حکمرانوں کے برعکس ہے جو خلافت کے خاتمے کے بعد آئے، خواہ جمہوری حکمران ہوں یا ڈکٹیٹر۔ انہوں نے مسلمانوں کو دبایا، وہ مسلمانوں کے دشمنوں کے حق میں مسلمانوں کے علاقوں اور وسائل سے دستبردار ہو گئے اور ان کی تمام وفاداری مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے تھی۔

اے مسلمانانِ پاکستان!

حزب التحریر آپ سب کو پکارتی ہے خواہ آپ مرد ہیں یا عورت، جوان ہیں یا بوڑھے، قطع نظر کہ آپ کا تعلق کس رنگ، نسل یا مکتبہ فکر سے ہے، کہ آپ اسلامی ریاست خلافت کے دوبارہ قیام کے لئے کام کریں۔ حزب التحریر پچھلی پانچ دہائیوں سے امت مسلمہ میں سرگرم عمل ہے، وہ اس وقت تمام اسلامی دنیا میں کام کر رہی ہے اور وہ خلافت کے دوبارہ قیام کی آخری تیاریوں میں ہے۔

حزب التحریر نے اسلامی ریاست کا مکمل ڈھانچہ تیار کیا ہے، جو کہ اللہ کے اذن سے جلد قائم ہو گی۔ ہم اس پمفلٹ کے آخر میں ریاست خلافت کے اجمالی نقشے کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔"

(5/جون 2007ء۔حزب التحریر ولایہ پاکستان)

"خلافت کی ہی ایک نعمت ہے۔ جو جماعت کی
جان ہے۔اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت
احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز
خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

7۔ سعودی عرب میں شاہ فیصل بطور مرکز اُمید

شاہ فیصل خاندان سعود کے تیسرے فرماں روا تھے جو 1964ء سے 1975ء تک برسر اقتدار رہے۔ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں تیل کی بندش کو بطور ہتھیار استعمال کر کے عالمی سیاست کو بھی متاثر کیا۔ پاکستان کے اُس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور یوگنڈا کے آمر مطلق عیدی امین ان کے پُر جوش مداحوں میں شامل تھے جو انہیں عالم اسلام کا خلیفہ اور رہبر بنانا چاہتے تھے۔

فروری 1974ء میں پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دنیا بھر کی تمام مسلمان ریاستوں کے سربراہوں کی کانفرنس لاہور میں منعقد کروائی۔ جس میں اور بہت سے اہم اور دلچسپ پہلوؤں کے ایک تجویز امت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے خلیفہ کے تقرر کی تجویز تھی اور اس کے لئے ارض حجاز جہاں مسلمانوں کی مقدس اور پیاری بستی مکہ و مدینہ آباد ہیں موزوں سمجھی جانے لگی اور سعودی فرمانروا شاہ فیصل کو خلیفہ بنانے کے لئے ایک تجویز پیش ہوئی۔

جناب آغا اشرف اپنی کتاب "اجتماع ملت اسلامیہ" میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرآن حکیم میں تین اطاعتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت، مسلمانوں میں جو اولوالامر ہو اس کی اطاعت، اللہ کی اطاعت، کتاب اللہ کی اطاعت ہے رسول کی اطاعت سے مقصود سنت قول وفعل ہے۔ باقی رہی اطاعت اولوالامر تو نہایت قوی وروشن وجوہ موجود ہیں کہ اولوالامر سے مقصود مسلمانوں کا خلیفہ و امام ہے جو کتاب وسنت کے احکام نافذ کرنے والا ہے، نظام امت قائم کرنے والا ہے اور تمام اجتہادی امور میں صاحب حکم وسلطان ہے۔

اہل حق را زندگی از قوت است
قوت ہر ملت از جمعیت است
رائے بے قوت ہمہ مکر و فسوں
قوت بے رائے جہل است و جنوں

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی مرکز نہیں ہے۔ کوئی تعلیم باقی نہیں رہ سکتی جب

تک اس کی ایک قائم و جاری جامعہ نہ ہو۔ نظام شمسی کا ہر ستارہ روشنی وحرارت صرف اپنے مرکز شمسی سے حاصل کرتا ہے۔ یہی قانون الٰہی ہے جس پر اس کی شریعت سے تمام جماعتی احکام مبنی ہیں۔ جس طرح اسلام نے امت کی بقا اور حق وہدایت کے لئے ہر طرح کے مراکز قرار دیئے ہیں' ضروری تھا کہ ایک ارضی مرکز بھی قیامت تک کے لئے قرار دیا جائے اور اسلام نے اس غرض کے لئے سرزمین حجاز کو منتخب فرمایا اور سرزمین حجاز جزیرہ عرب میں تھی وہی اسلام کا اولین وطن اور وہی اس کا سب سے پہلا سرچشمہ تھا۔ مرکزی ارض اسلام' مرکزی ارض اسلام سے مقصود یہ ہے کہ اسلام کی دعوت ایک عالمگیر اور دنیا کی بین الملی دعوت تھی وہ کسی خاص ملک اور قوم میں محدود نہ تھی مسلمانوں کی قومیت کے اجزاء تمام کرہ ارض پر محیط و بسیط ہو جانے والے تھے۔ لہٰذا ان کو ایک مستقل متحدہ قومیت کی ترکیب میں قائم رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا مقام مخصوص کر دیا جائے کہ مختلف سمتوں میں منتشر ومتفرق اجزاء کو مرکزیت دے دی جائے۔ ان کے اتحاد وانضمام کے لئے ایک مرکزی نقطہ قائم کر دیا جائے تا کہ تمام منتشر ومتفرق اجزاء اس مرکزی نقطے پر آپس میں مدغم ومنسلک ہو جائیں منتشر ومتفرق کثرت اسی نقطہ وحدت میں سمٹ آئے اور پھر یہ بھی ضروری تھا کہ اس نقطہ وحدت کو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔"

(اجتماع ملت اسلامیہ 353-352 ناشر مکتبہ میری لائبریری لاہور)

کتاب A Man of God کے مصنف آئن ایڈم سن نے اس کانفرنس کے ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

"یوگنڈا کے نیم پاگل ڈکٹیٹر عیدی امین نے اس موقع پر تجویز پیش کی کہ شاہ فیصل کو عالم اسلام کا خلیفہ مقرر کیا جائے۔ خاندان سعود کے خوشہ چینوں اور بہی خواہوں نے اس تجویز کو بڑی محنت سے تیار کیا تھا مگر اس وقت مسلم ممالک بہت سے داخلی اختلافات میں الجھے ہوئے تھے اس لئے اس وقت دُوررس اثرات کی حامل تجویز پر اتفاق رائے نہ ہو سکا اور شاہ فیصل کو اس موقع پر امت مسلمہ کا خلیفہ منتخب نہ کیا جا سکا۔ اپنے اثر ورسوخ اور دیگر صفات ومناقب اور خدمات کے اعتبار سے ان کا ایک خاص مقام تھا۔ مزید برآں وہ محافظ حرمین الشریفین بھی تھے لیکن اس کے باوجود خلافت کا اعزاز حاصل نہ کر سکے۔ تقریباً 3 سال بعد 25/مارچ 1975ء کو اپنے بھتیجے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ بھٹو صاحب کو جنرل ضیاء الحق نے ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ ایک مقدمہ میں ماخوذ کر کے انہیں سزائے موت دے دی۔ عیدی

امین ایک فوجی انقلاب کے بعد ملک سے فرار ہو کر سعودی عرب میں پناہ لینے پر مجبور ہوا اور بالآخر اسی زمین میں وفات پائی اور یوں خلافت کے امیدوار اور اس کے مجوز و مؤید سب کا خاتمہ ہو گیا۔"

(اے مین آف گاڈ صفحہ 86)

9۔ جنرل جعفر نمیری کے ذریعہ سوڈان میں خلافت کے قیام کی ایک اور کوشش

1969ء میں سوڈانی فوج کے ایک افسر جعفر نمیری نے ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ سوڈان پر قبضہ کر کے ایک سوشلسٹ ریاست بنانے کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور بہت توقیر کی۔ مگر جلد آپ کی اصلاحات سے تنگ آ کر تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کی۔ جس پر نمیری نے کیمونسٹوں کو کچلنے کے لئے مذہبی پارٹیوں، بنیاد پرستوں کو ساتھ ملا کر ملک میں شریعت نافذ کر دی اور بڑی شدت کے ساتھ کیمونسٹوں کو کچل ڈالا تا ایوان اقتدار میں رہ کر امام سوڈان بن کر خلیفہ کا مقام بھی حاصل کر سکیں۔

مگر ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ جنرل سوار الذہب نے فوجی انقلاب کے ذریعہ نمیری کو ایوان اقتدار سے نکال باہر کر کے مصر جلاوطن کر دیا اور یوں جنرل نمیری کی خلافت اور امامت کے حسین خواب چکنا چور ہو کر رہ گئے۔

10۔ ایران میں اسلامی انقلاب

فروری 1979ء میں ایران کے جلاوطن رہنما امام خمینی نے ایران واپس آ کر بادشاہت کا خاتمہ کر کے انقلاب اسلامی کی بنیاد رکھی اور قانون میں اسلامی اصلاحات لا کر اسلام نافذ کرنے کی کوششیں کی عوام جو بادشاہت کے ظلم و بربریت سے تنگ آ چکے تھے نے آپ کا ساتھ دیا۔ آپ نے وحدت اسلامی پر بہت زور دیا اور اپنے متعدد خطابات میں تمام امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی تلقین کی اور ایک موقع پر بیت اللہ کے حاجیوں کے نام اپنے پیغام میں کہا۔

"اے اسلام کی سچائی پر ایمان رکھنے والے دنیا کے مسلمانو! اٹھو اور پرچم توحید اور اسلامی تعلیمات کے زیر سایہ جمع ہو جاؤ۔ اپنے ملکوں اور ان کے عظیم وسائل سے سپر طاقتوں کے غدار ہاتھوں کو کاٹ دو۔ اسلام کی عظمت کو از سر نو زندہ کرو اور اختلاف و نفسانی و ذاتی خواہشات سے دستبردار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہر چیز تمہاری ملکیت میں ہے۔"

(نوائے وقت رنگین فیچر 28/مارچ 2008ء)

پھر قدس کانگرس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے "نماز وحدت" کی ادائیگی کا بھی کہہ دیا۔

"انشاء اللہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بن جائیں گے، تمام اسلامی سرزمینوں سے فساد کی بیخ کنی ہو جائے گی اور فساد کی جڑ اسرائیل کا ہمارے اسلامی علاقے سے خاتمہ ہو جائے گا۔ ہم مل کر بیت القدس جائیں گے اور (وہاں پر) نماز وحدت ادا کریں گے۔"

(نوائے وقت رنگین فیچر 28/مارچ 2008ء)

آپ کے تمام خطابات اور تقاریر وحدت اسلامی کے گرد گھومتی رہیں اور تمام اسلامی ممالک کو اپنے اندر وحدت کلمہ پیدا کرنے کی تلقین کی تاہم آپ نے اپنی زبان سے خلافت کے احیاء کا ذکر تو نہ کیا مگر آپ کی اسلام کے نام سے خدمات اور اصلاحات کو دیکھ کر مسلمان بالخصوص ایرانی مسلمان آپ کو خلیفہ تصور کرتے رہے اور "امیر المومنین" کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

11۔ افغانستان میں طالبان کی اسلام نوازی

1992ء میں افغانستان میں روسی انخلاء کے بعد دینی مدارس کے فارغ التحصیل طالبان نے کابل پر قبضہ کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ بہت بڑے علاقے پر اپنی حکومت قائم کر لی اور اپنی آئیڈیالوجی نفاذ اسلام کے نام پر ٹھونسنی شروع کر دی۔ Stephen Tumer نے طالبان کے ان اقدامات کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اس صورت حال کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔! لکھتا ہے۔

"عورتوں کو بے حیثیت کر کے قعر گمنامی میں گرا دیا۔ ان پر تعلیم اور کام کاج کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ مختلف جرائم کی سزا کے طور پر ہاتھ، کان اور سر کاٹنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ زنا کی روک تھام کے لئے رجم یا سنگساری کو مؤثر سمجھا گیا۔ ٹیلی ویژن دیکھنے، موسیقی سننے، سیٹی مارنے اور پتنگ اڑانے پر

پابندی عائد کردی گئی۔اگر کسی عورت کا بازو ننگا ہو جاتا یا سفید رنگ کی جرابیں استعمال کرلیتی تو اسے مار مار کرلہولہان کر دیا جاتا۔گھر کی کھڑکیوں کے شیشوں پر سیاہ رنگ کا روغن کرنے کی ہدایت دی گئی۔ طالبان نے معاشرے میں امن تو قائم کردیا مگر قرون مظلمہ کے خوف اور دہشت میں غرق امن۔"

(افغانستان الیگزنڈر سے طالبان تک ناشر کیپو پریس نیویارک ایڈیشن 2002ء صفحہ 284)

اس جہادی گروہ کی سربراہی ملاّ عمر کررہے تھے۔افغانستان میں تو ان کی اسلام نوازی کا تذکرہ ہوتا ہی تھا۔پاکستان پریس بھی ان کے کارناموں پر طالبان کی قصیدہ خوانی پر کمربستہ نظر آنے لگا اور ملاعمر کو "امیر المومنین" کے خطاب سے نوازا گیا۔ ملاعمر گاہے گاہے حضرت رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب ایک قبا زیب تن کر کے پبلک میں آتے۔ پاکستان کے بعض ناعاقبت اندیش علماء نے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ملاعمر کی خواب میں امورِ سلطنت کے بارے میں راہنمائی فرماتے ہیں اور حضرت عمرؓ سے مشابہت کی کہانیاں شائع ہونے لگیں۔

نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے یلغار کی تو ملاعمر کابل چھوڑ کر قندھار چلے گئے اور وہاں سے بھی 7 دن کے بعد غائب ہوگئے اور آج تک روپوش ہیں اور ان کے وجود کا علم نہیں اور یوں ان کی طرف منسوب خلافت بھی دم توڑ گئی۔

12۔ برطانیہ میں قیام خلافت کی ایک تازہ کوشش

برطانیہ میں بعض اسلامی تنظیموں نے عام انتخاب مئی 2005ء میں جمہوریت اور انتخابات کی بھرپور مذمت کی۔ یہاں تک کہہ دیا کہ انتخاب میں حصہ لینے والے ووٹرز دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حزب التحریر (جس کا ذکر اوپر ہو گزرا ہے)،المہاجرون اور خلافت موومنٹ نامی تنظیموں نے بہت زور لگایا اور سمجھانے کی کوشش کی کہ جمہوریت ایک کافرانہ نظام ہے اور مسلمانوں کو صرف اور صرف نظام خلافت بحال کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ (پاکستان ٹائمز اردو۔امریکہ 12 رمئی 2005ء)

مگر مسلمان ووٹروں نے ان تنظیموں کی اپیل ردّ کرتے ہوئے انتخابات میں ڈٹ کر حصہ لیا اور یوں ان انتخابات نے برطانیہ کی خلافت موومنٹ کے پُر جوش مگر کوتاہ نظر مجاہدوں کو نہ صرف ایک ہزیمت سے دوچار کردیا۔ بلکہ چار مسلمان امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب کروایا۔

13۔ پاکستان میں ایک "مردحق" کی کوششیں

جنرل محمد ضیاء الحق نے 1979ء میں فوجی انقلاب کے ذریعہ اقتدار پر قابض ہونے کے بعد اسلام کے نام پر اصلاحات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ زکوٰۃ اور عشر کی جبری وصولی اور دفاتر میں باجماعت نماز کا اہتمام وغیرہ ان میں شامل تھے۔ اس قسم کے اقدام کی وجہ سے بعض لوگ انہیں "امیر المومنین" پکارنے اور لکھنے لگے یہ طرز تخاطب انہیں بہت اچھا لگا اور دھیرے دھیرے وہ سمجھنے لگے کہ وہ اس منصب کے مستحق ہیں۔ جماعت احمدیہ سے تعصب اور نفرت کی وجہ سے انہوں نے احمدیت کو سرطان قرار دیا اور برطانیہ میں سفیر پاکستان نے ان کا یہ پیغام ایک کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ 26/اپریل 1984ء کو انہوں نے امتناع قادیانیت کا بدنام زمانہ آرڈیننس 20 جاری کیا۔ جو میثاق مدینہ، اقوام متحدہ کے منشور اور خود آئین پاکستان کی روح سے متصادم تھا۔ جنرل ضیاء الحق 11 سال تک اقتدار میں رہ کر 17/اگست 1988ء کو ایک فضائی حادثے میں اپنے جرنیلوں اور مصاحبوں سمیت ہلاک ہوا۔ مذہبی حلقوں کے تائیدی حصار میں بڑھنے پھولنے والا یہ شخص بھی اپنی طرف منسوب امامت اور خلافت کو دیر تک قائم نہ رکھ سکا۔ ایک فوجی ڈکٹیٹر جو ظلم کی انتہا کو چھو رہا تھا اور جس نے اسلامی سزائیں دُرّے وغیرہ بھی رائج کروائے کی زندگی میں تو لوگ اس سے ڈرتے رہے مگر وفات کے بعد لوگ اس کے مخالف ہوئے اور اس مخالفت اور اس کے بدذکر میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ کلاشن کوف کلچر، ہیروئن اور دیگر بُرائیاں جواب پاکستانی معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں ضیاء ہی کی باقیات کے نام پر موسوم ہیں۔

پاکستان میں احیائے خلافت کے لئے کوششیں

مسلمانوں کی عظیم الشان تہذیب، تیل کی شکل میں بے حد وحساب دولت، سائنسی ایجادات میں مسلمان سائنس دانوں کا اہم کرداراور نہایت آبی شاہراہوں کا قرب وجواراور شان دار قابل فخر ماضی نیز دنیا میں 1.3 بلین مسلمان ہونے کے باوجود مسلمان بہت سے مسائل سے دوچار ہیں۔مسلمانوں کی غالب اکثریت کا یہی خیال ہے کہ خلافت راشدہ کا احیاء ہی ان دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا ہے اور خلافت ترکیہ کے آخری دور سے لے کراب تک 90 سالوں میں دنیا بھر میں بااثر شخصیات اور طاقتور تنظیمیں احیائے خلافت کے لئے جوکوششیں کر چکی ہیں ان کا کسی حد تک تفصیل سے ذکراوپر گزر چکا ہے۔

چونکہ پاکستان کوامت مسلمہ میں ایک اہم مقام حاصل ہے اوراسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے۔ پہلی مسلمان ایٹمی طاقت ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔مگر بدقسمتی سے اسلام کی تعلیم کے مخالف تمام برائیوں کی آماجگاہ بھی یہی ملک ہے جہاں چوری، ڈاکہ، قتل وغارت، دہشت گردی، عدالتوں میں جھوٹ اورفریب سے مقدمات کی پیروی، حقوق العباد کی تلفی اور رشوت، خیانت کا ہر طرف بازار گرم ہے۔روز بروز اہل دانش ومفکرین کی بے چینی بڑھ رہی ہے۔اس بے چینی کو دور کرنے کے لئے پاکستان میں خلافت کے قیام اوراحیاء کی تحریکات نے بھی دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ جنم لیا اور دیگر ممالک کی تنظیموں نے اپنا رخ بھی پاکستان کی طرف کرلیا اور گزشتہ دو دہائیوں میں احیائے خلافت کے لئے کوششوں میں تیزی آ گئی اور یہ اسلام کا قلعہ ہونے کے ناطے قیام خلافت کے لئے کی جانے والی کوششوں کا مرکز تصور ہونے لگا۔اس کے لئے 1974ء کی اسلامی سربراہان کانفرنس کا انعقاد ایک اہم حصہ ہے۔حزب التحریر جس کے بانی کا تعلق فلسطین سے تھا اور یہ تنظیم گوتمام ممالک میں احیائے خلافت کے لئے کوششیں کررہی ہے مگراس کا فعال کردار پاکستان میں موجود ہے۔اس کے ذکر کے علاوہ ایک مردحق کی طرف سے احیائے خلافت کی کوششوں کا ذکراوپر ہو چکا ہے۔

14۔ "تحریک خلافت پاکستان" کی کوششیں

اس کے علاوہ پاکستان میں اس نعمت گم گشتہ خلافت کے حصول کے لئے جو حضرات اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان میں سرفہرست جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی "تحریک خلافت پاکستان" ہے۔ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کم وبیش گزشتہ دو دہائیوں سے خلافت تحریک کے عظیم داعی کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ خلافت کے حصول کے لئے اتنے شد و مد کے ساتھ انہوں نے کام کیا ہے۔ لیکچرز دیئے۔ مجالس منعقد کیں۔ کتب لکھیں۔ چھوٹی سکرین پر آ کر اپنا موقف بیان کیا اور یہ خیال کیا جانے لگا کہ یہ خود ہی "خلیفۃ المسلمین" اور "امیر المومنین" بننے کے لئے کوشاں ہیں اور امت مسلمہ کی خلافت کا بار گراں اٹھانے کے لئے خود کو موزوں ترین شخصیت سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا موقف خود اتنا واضح نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی مخمصہ میں پھنسے ہوئے ہیں اور خلافت کے قیام بارے مبہم اور غیر واضح موقف پیش کرتے اور پینترا بدلتے دکھلائی دیتے ہیں۔ بلکہ احیائے خلافت کے حوالے سے یہ اپنی پوزیشن بھی بدلتے رہتے ہیں۔ افغانستان میں طالبان آئے تو ان کا ساتھ دیا اور کہنے لگے کہ اب انہی کے ذریعہ احیائے خلافت ہوگی مگر سقوط کابل اور قندھار کے بعد بنگلہ دیش پر نظریں جائیں اور احیائے خلافت کے لئے بنگلہ دیش امیدوں کی آماجگاہ بن گیا۔ پھر کبھی پاکستان۔ کبھی کسی مسلم ملک کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے دکھلائی دیتے ہیں لیکن چونکہ اس دور میں بحالی خلافت کے ایک عظیم داعی اور نقیب ہیں اور ملک میں موجود بدامنی، بے چینی، لڑائی جھگڑوں، بڑھتے ہوئے جرائم کی وجہ خلافت کا نہ ہونا مانتے ہیں اور ان کے سدّ باب کا ایک ہی حل خلافت کا قیام قرار دیتے ہیں اس لئے ان کا موقف بھی گو مبہم سا ہے پیش خدمت ہے۔

خلافت کا مسئلہ اسلام کے بنیادی مسائل سے ہے

خلافت کے حوالہ سے ایک نشست کا انتظام 1993ء میں موقر روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنے ایوان وقت لاہور میں کیا۔ جس میں "تحریک خلافت پاکستان" کے داعی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو بلایا گیا۔ جہاں دیگر اہل علم کے علاوہ دو ایسے زعماء بھی موجود تھے جو خود بھی اپنے انداز میں خلافت اسلامیہ کا علم اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنا موقف پیش کیا اور درج ذیل

علماء وزعماء کے سوالات اور وضاحتوں کے جوابات دیئے۔

جنرل انصاری، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، خورشید احمد گنگوہی، چوہدری رحمت علی، ڈاکٹر میر معظم علی، ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ۔

"جہاں تک اس ملک میں نظام اسلام یا نظام خلافت کے قیام کی ضرورت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو اس ملک کے لئے واحد وجہ جواز ہے جس کے لئے یہ قائم کیا گیا تھا۔...... لیکن ہم نے اس اصل مقصد کی طرف تا حال کوئی پیش قدمی نہیں کی۔ یہی سبب ہے کہ پاکستان کمزور ہوا جس کے نتیجہ میں یہ ملک دولخت ہوا اور اب بھی انتشار اور اختلال سے دوچار ہے، نہ مقصد کی وحدت ہے نہ قومی ہم آہنگی موجود ہے اور یہ تمام چیزیں اصل منزل کی جانب پیش قدمی کے بغیر ہمیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔

جہاں تک نظام خلافت کے حصول اور اس کے اہم نکات کا تعلق ہے، اصل میں ساری بات صرف ایک لفظ یعنی لفظ "خلافت" سے واضح ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ لفظ ہے بمقابلہ حاکمیت۔ آج کی دنیا میں عام تصور یہ ہے عوام کے ہاتھ میں حاکمیت کا کل اختیار موجود ہے۔ اب سے کچھ پہلے یہ حاکمیت افراد کے اختیار میں ہوتی تھی لیکن اب جو ترقی انسان نے کی اس سے صرف یہ تبدیلی ہوئی ہے کہ حاکمیت کسی شخص واحد کی نہیں بلکہ عوام کی ہے۔ اسلام اس کے برعکس خلافت کا تصور دیتا ہے کہ انسان حاکم نہیں بلکہ خلیفہ ہے۔"

اسی محفل پر جناب خورشید احمد گنگوہی صاحب نے خلافت کو عقائد کا حصہ قرار دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک خلافت کے مسئلہ کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں خلافت کا مسئلہ اسلام کے ان بنیادی مسائل میں سے ہے جن میں ہمارے فقہاء حضرات کے درمیان اختلاف موجود ہے۔ بعض نے اس کو عقائد میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ فقہاء ایسے ہیں جنہوں نے اس کو عقیدہ کے طور پر قبول نہیں کیا۔ اگرچہ کوئی نقطہ نہیں ملتا جو یہ ثابت کرے کہ یہ عقائد میں شامل ہے۔ بہرحال علماء کرام کی ایک جماعت نے اس کو عقائد میں ضرور شامل کیا اور کسی چیز کا عقیدہ میں شامل ہو جانا خود اس کی اہمیت کو طے کر دیتا ہے۔"

جس پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرے نزدیک یہ ہمارے عقیدہ توحید کا منطقی اور لازمی نتیجہ ہے اور اس اعتبار سے گویا عقیدہ

توحید کا جزو لازم ہے۔ عقیدہ توحید کا ہی ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ یہ توحید حاکمیت ہے اسی کا عکس درحقیقت خلافت ہے۔ لہٰذا اس سے قطع نظر کہ یہ عقیدہ کا جزو ہے یا نہیں اس کے ساتھ اس کا تعلق لازم وملزوم کا ضرور ہے۔ اس سے یہ کسی طرح علیحدہ نہیں کیا جاسکتا دوسری بات بہت صحیح ہے یعنی یہ کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی اصطلاح استعمال کرنی چاہئے جس کا ذکر یہاں نہیں آسکا۔......اس اعتبار سے اس کا نقطہ آغاز پاکستان ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے ہمیں سب سے پہلے اس سرزمین پر اس نظام خلافت کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔......

اور ہمیں یقین ہے کہ کسی ایک ملک میں خلافت قائم ہوگی تو اس کی توسیع ہوگی اور بجلی کی رفتار سے عالمی خلافت قائم ہوگی۔......تحریک خلافت کا دائرہ کار صرف اس حد تک محدود رکھا گیا ہے کہ وہ صرف عوام کو Educate کرے کہ خلافت ہے کیا اور اسی لئے ہم نے اسے رجسٹرڈ کروالیا ہے۔"

(ندائے خلافت لاہور 18 تا 24 رمئی 1993ء صفحہ 22-16)

1975ء سے قائم تنظیم اسلامی کے امیر، صدر مرکزی انجمن خدام القران اور 1991ء میں تحریک خلافت پاکستان کو قائم کرنے والے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جمعہ 17رجولائی 1992ء کو قرآن آڈیٹوریم میں سیاست اور خلافت پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا۔ جس میں پاکستان کے نامور سکالرز اور دانشوروں نے خلافت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان میں چند ایک پیش کئے جارہے ہیں۔

☆ خلافت اسلامیہ کے ایک نقیب مولانا خورشید احمد گنگوہی تھے۔ انہوں نے کہا کہ "خلافت کا نفاذ دین کی ایسی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ اگر پوری امت اسے چھوڑ دے تو اہل سنت کے عقیدے کے مطابق پوری امت گناہ گار ہوگی۔"

☆ انشاء پرداز جناب خورشید احمد گیلانی نے کہا۔

"خلافت کے ختم ہونے کے بعد اب ہر مسلمان تسلیم کرے گا کہ وہی خلافت غنیمت تھی۔ مادی خوشحالی تو کیا آنی تھی، ہمارا روحانی ورثہ بھی چھن گیا ہے۔ اب ان مسائل پر کھل کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔"

☆ شیعہ عالم دین جناب سید ہادی علی نقوی نے اس موقعہ پر کہا۔

ہم خوش نصیب ہیں کہ یہ آواز سب سے پہلے پاکستان میں بلند ہوئی ہے۔ نبی اکرمؐ کی ایک حدیث ہے کہ میرے خاندان کا ایک آدمی جو میرا ہم نام ہوگا خلافت قائم کرے گا لیکن اس سے پہلے

اس کے لئے بہت جدوجہد ہوگی۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے کتابچے سے اختلاف ہوسکتا ہے انکار نہیں ہوسکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں تمہارے لئے کتاب اور سنت چھوڑ کر جا رہا ہوں جو تمہاری راہنمائی کرے گی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بار بار حضرت علیؓ کو خلیفتی اور وصیی کہا یعنی حضرت علیؓ کا نام لے کر ان کو خلافت پر فائز کیا لیکن بعد میں امت نے اس کے خلاف عمل کیا اور اس ہدایت سے بھی روگردانی کی کہ خلافت بنو ہاشم میں رکھی جائے۔...... اس سلسلے میں باقاعدہ ایک دعوت الی الخلافہ تیار کی جائے پھر اسے سب علماء کو بھیجا جائے کہ وہ مدد یا تعاون کریں یا پھر انکار کر دیں۔

☆ حنیف رامے نے کہا۔

"اگر خلافت نے تمام جہانوں پر پھیلنا ہے تو وہ کسی چیز کا تمتہ نہیں ہوسکتی۔ یہ ہماری اور ڈاکٹر صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام لوگوں تک اس نظام کو پہنچائیں۔"

ممتاز قانون دان اور جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے ایک رکن جناب سید معین الدین شاہ جو تحریک خلافت پاکستان کے باقاعدہ معاون ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار اس فورم پر کیا۔ ہر چیز کی ایک تدریج ہوتی ہے اس لئے نظام خلافت کو پاکستان سے شروع ہونے دیں۔ ابتدا City State سے کریں اور لمبی چھلانگ نہ لگائیں۔ نظام خلافت کے بارے میں اب کھل کر بات چیت ہونی چاہئے۔ معاشرہ چونکہ ریاست کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے اس کے بغیر معاشرہ آزادی سے نہیں چل سکتا لیکن ریاست کا مطلب ہے نظم و نسق۔ ایک مرکز مانیں گے تو کوئی دائرہ کھینچ سکیں گے۔ اسلام میں جغرافیائی حدود کی نفی ہے۔ اسلام ایک قومیت پیدا کرتا ہے جس کا جنرل نام امت مسلمہ ہے۔

(ندائے خلافت لاہور 16 تا 27 / جولائی 1992ء صفحہ 18-14)

۞ جمہوریت نہیں خلافت

جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے متعلق جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ وہ گو پاکستان میں خلافت کی بحالی کے بہت بڑے نقیب ہیں مگر خلافت کے متعلق ان کا موقف واضح نہیں۔ تاہم صدارتی نظام کو خلافت کے قریب قریب سمجھتے ہیں اور اپنے اسی غیر واضح موقف کی وجہ سے بالعموم اپنے ہم عصر علماء اسکالرز کی طرف سے تنقید کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ایسے علماء کے ایک دو بیانات بطور نمونہ کے یہاں دیئے جائیں۔ مناسب معلوم

ہوتا ہے جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مضمون "جمہوریت نہیں خلافت" سے ایک اقتباس بحالی خلافت کے حوالہ سے یہاں دیا جائے جس سے آپ کا موقف واضح ہو۔آپ تجویز کے رنگ میں لکھتے ہیں۔

"بہر حال اب ہمیں لفظ خلافت کو اپنانا چاہئے اور اسے استعمال کرنا چاہئے جو ہماری تاریخ میں اور ہمارے اسلاف میں موجود رہا ہے۔امریکہ اور انگلستان میں چند سالوں سے میری ملاقات عالم عرب کے نوجوانوں کی ایک تحریک "حزب التحریر" کے رہنماؤں سے ہوتی رہی ہے اس تحریک نے بھی اسی لفظ خلافت کو اپنایا ہے اور انہوں نے اپنی جدوجہد کا منتہائے مقصود دنیا میں احیائے خلافت کو قرار دیا ہے۔پچھلے دنوں کچھ اور حضرات سے ملاقات ہوئی تو ان سے گفتگو کے بعد یہ انشراح صدر ہوا کہ اب ہمیں جمہوریت کی اصطلاح ترک کر کے اصل قرآنی اور دینی اصطلاح خلافت ہی اختیار کرنی چاہئے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 24/ اکتوبر 1991ء)

ایک مشہور کالم نویس جناب اثر چوہان صاحب نے آپ کے اس بیان پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

"78 سال بعد خلافت کے احیاء کا خیال ڈاکٹر صاحب کو اس وقت آیا جب ان کا ذہن منتقل ہوا اور ذہن اس وقت منتقل ہوا جب ان کی ملاقات "حزب التحریر" کے رہنماؤں سے ہوئی جو پوری دنیا میں "خلافت کا نظام" قائم کرنا چاہتے ہیں۔اب ڈاکٹر صاحب کا ذہن منتقل ہو چکا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ پاکستانی قوم کا ذہن منتقل ہو جائے۔"

ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا "پاکستان میں نظام خلافت کب قائم ہوگا؟" تو فرمایا۔

"فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔میری عمر اس وقت ساٹھ سال ہوگئی ہے اگر کچھ تازہ دم رفقاء مل گئے تو شاید منزل قریب آجائے لیکن ایک بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا بھر میں خلافت قائم ہو کر رہے گی۔ڈاکٹر صاحب خلافت کا نظام قائم کرنے سے پہلے "انقلاب" لانا چاہتے ہیں اور اس انقلاب کے لئے انہیں دو لاکھ افراد کی ضرورت ہے۔ان کا خیال ہے کہ دو لاکھ منظّم لوگ پاکستان میں وہی کردار ادا کر سکتے ہیں جو امام خمینی کی قیادت میں ایران کے نہتے لوگوں نے ادا کیا تھا۔یہ دو لاکھ افراد کب تک اکٹھے ہو جائیں گے؟ اس بارہ میں بھی ڈاکٹر صاحب نے وثوق سے کچھ نہیں بتایا۔

ڈاکٹر صاحب فی الحال اپنی تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے ارکان پر اس طرز کی پابندی نہیں لگاتے کہ وہ موجودہ سیاسی اور انتخابی عمل کا بائیکاٹ کر دیں۔انہیں ووٹ دینے کی اجازت ہے لیکن خود کو

انتخاب لڑنے کی اجازت نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ موجودہ سیاسی نظام اس وقت تک چلتا رہے جب تک ان کی تحریک خلافت دو لاکھ افراد اکٹھے نہ کر لے اور یہ دو لاکھ افراد انقلاب لا کر ملک میں خلافت کا نظام قائم نہ کر دیں اس وقت تک تقریر اور تحریر کا محاذ گرم رہے گا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 28/ اکتوبر 1991ء)

جناب لیفٹیننٹ کرنل (ر) ڈاکٹر ایم۔اے۔کے مسرت لاہور کینٹ نے آپ کے اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ نوائے وقت لاہور کے ایڈیٹر کے نام اپنے خط میں لکھا۔

"محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا مضمون "جمہوریت نہیں خلافت" بڑی دلچسپی اور غور وغوض سے پڑھا۔ صاحب مضمون عام قاری کو کیا سمجھانا چاہتے تھے کچھ صاف بیان نہیں کر پائے۔ ڈاکٹر اسرار ہمیشہ سے ہی اپنی انفرادیت کے عفریت میں کھوئے ملتے ہیں۔ وہ کیا چاہتے ہیں انہیں غالباً خود بھی پتہ نہیں۔ اگر معلوم ہے تو یہ کہ انہیں "امیر" مان لیا جائے ان پر بیعت کر لی جائے تو پاکستان کیا اسلامی ممالک کے پرابلم حل ہو جائیں گے۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور 28/ اکتوبر 1991ء)

خلافت سے محرومی کے اسباب اور کون مجرم

اس کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"بہرحال جو ذلت و مسکنت یہود کا مقدر تھی وہ امت مسلمہ پر مسلط ہے۔ اس لئے کہ ہم نے خود بھی وہی کچھ کیا ہے جو یہود کا چلن تھا۔ ہم نے دین سے غداری کی' بے وفائی کی جبکہ فتح و نصرت کا وعدہ تو وفا سے مشروط ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا' لوح و قلم تیرے ہیں

امت مسلمہ میں سب سے بڑے مجرم خود اہل عرب ہیں' اس لئے کہ انہی میں سے محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب نازل فرمائی' لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اللہ کے دین سے روگردانی اختیار کر لی...... غیر عرب اقوام میں سب سے بڑے مجرم ہم پاکستانی ہیں کہ ہم نے اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا تھا۔ ہم نے "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ!" کے نعرے لگائے تھے لیکن 53 برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ جو اسلام پہلے موجود تھا اب

تو ہم اس سے بھی بڑے دور جا چکے ہیں۔ انگریزی تہذیب وتمدن جس قدر آج ہمارے ہاں رواج پا چکے ہیں' 1947ء سے پہلے تو یہ حال نہ تھا اس وقت چند اونچے گھرانوں کا یہ چلن تھا مگر آج پوری قوم اس تہذیب میں رنگی جا چکی ہے۔ اس اعتبار سے ہمارا حال بہت دگرگوں ہے مگر مستقبل کے حوالے سے حضور ﷺ کی یہ پیشن گوئیاں موجود ہیں' جن کے مطابق ایک بہت بڑے قائد کی حیثیت سے حضرت مہدیؑ آئیں گے۔"

(پاکستان میں نظام خلافت کیا' کیوں' کیسے؟ صفحہ 64-63)

اور خلافت کے قیام کے سلسلہ میں اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"اس مقصد کے لئے کوشش کرنا چاہئے' احیائے خلافت کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے۔ اس کے لئے' جیسا کہ میں نے عرض کیا' ایک جماعتی نظم ناگزیر ہے۔ ہم نے اسی محنت اور کوشش کے لئے تنظیم اسلامی قائم کی ہے۔ آپ لوگ اگر اپنا تن' من اور دھن لگانے کے لئے تیار ہوں تو آگے بڑھئے' ہمارے دست و بازو بنئے' تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کیجئے! لیکن اگر ابھی ارادہ اتنا قوی نہیں ہے تو تحریک خلافت کے منشور کو عوام میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں ہمارا ساتھ دیجئے اور اس کے لئے تحریک خلافت کی معاونت اختیار کیجئے۔"

(پاکستان میں نظام خلافت کیا' کیوں' کیسے؟ صفحہ 87)

۞ نظام خلافت سے خود کو محروم کر کے اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب بن رہے ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تنظیم' بحالی خلافت کے لئے صرف لاہور میں نہیں پورے پاکستان میں کام کر رہی ہے۔ تنظیم اسلامی کی حلقہ سرحد جنوبی پشاور برانچ نے ایڈریس A-18 ناصر مینشن ریلوے روڈ نمبر2 شعبہ بازار [illegible] سے حال ہی میں ایک اشتہار بعنوان "ہمارا دین ہمارا نظام۔ سیکولرازم یا اسلام؟ کیا آپ نے کبھی غور کیا؟" شائع کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔

"ہم مسلمانان پاکستان' اللہ کے فضل وکرم سے صاحب ایمان ہیں۔ ہم اللہ پر' اس کے رسولؐ پر' اس کی کتاب پر اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں سے وعدہ

کیا ہے کہ "اے مسلمانو! تم ہی غالب و سربلند ہو گے اگر تم صاحب ایمان و یقین ہوئے"

تو کیا وجہ ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہیں اور کمزوری بے بسی کا یہ عالم ہے کہ آج امریکہ کے غلام اور محکوم بن چکے ہیں؟ کیا اس کے سبب یہی نہیں کہ آج ہم ایمان کے عملی تقاضوں سے غافل ہیں اور اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کی ذمہ داری سے گریزاں ہیں؟

ہم سب مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ کا دین جسے نظام مصطفیٰ ﷺ بھی کہا جا سکتا ہے۔ دنیا کا اعلیٰ ترین نظام ہے جس میں سماجی، معاشی اور سیاسی سطح پر کامل عدل و انصاف ملتا ہے اور اس نظام کی برکت سے عام خوشحالی آتی ہے۔ لوگوں کو ان کے تمام حقوق میسر آتے ہیں، تعلیم، علاج اور انصاف کا حصول یقینی ہو جاتا ہے اس کی درخشاں مثال دورِ خلافت راشدہ ہے جو انسانی تاریخ کا سہانا ترین دور تھا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس دین کو غالب اور نظام خلافت کو قائم کیوں نہیں کرتے؟

کیا اس بہترین نظام کی برکات اور عدل و انصاف سے خود کو اور پوری دنیا کو محروم کر کے ہم اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب نہیں بن رہے؟...... کیا یہ اللہ کی عظیم نعمت کی ناقدری اور کفران نعمت نہیں ہے جس کی سزا آج ہم بھگت رہے ہیں؟...... آیئے! بحیثیت امتی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے ہم خود بھی پورے کے پورے دین میں داخل ہو جائیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ اس "دین حق" کو پاکستان میں قائم و غالب کرنے کی اجتماعی جدوجہد کے ساتھی بن جائیں اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے اور تمام ریاستی و حکومتی معاملات قرآن و سنت کے تابع کرنے یعنی خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو اللہ کی رحمت اور نصرت ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور یہ مملکت خداداد پاکستان جو مسلسل بحرانی کیفیت سے دوچار ہے اور اب امریکہ جیسی طاغوتی قوت کی غلامی کے شکنجے میں ہے دین حق کی برکت سے آزادی و خوشحالی اور امن و سلامتی کا حقیقی گہوارہ بن جائے گا۔ انشاءاللہ!"

15۔ "تحریک تبلیغ بحالی خلافت" کی کوششیں

خلافت کے قیام کے لئے ایک "تحریک" "تحریک تبلیغ بحالی خلافت" ہے جس کے سب سے بڑی داعی چوہدری رحمت علی صاحب ہیں۔ وہ اپنی کتاب "خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل" کے آغاز

پر قارئین کرام کو مخاطب ہو کر نہایت حسرت کے ساتھ مسلمانوں کی مغلوبیت کا نقشہ کھینچ کر خلافت کے ازسرنو قیام کی آرزو کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

۞ جہاد خلافت کے بغیر ممکن نہیں

"چونکہ آج کی دنیا میں کفار و مشرکین سپر طاقتیں بن بیٹھے ہیں اور مسلمان ہیں کہ مغلوب کچھ امریکہ کی جھولی میں اور کچھ دوسرے روس کے "دم چھلہ" لہٰذا ہماری نماز اور دوسرے مناسک عبادت کی تو کیا حیثیت، ہم قرآنی تعلیمات کے مطابق سرے سے مومن ہی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کو خیر امت کا لقب دے کر انہیں نہ صرف دنیا بھر کی راہنمائی پر متمکن کرتا ہے بلکہ یہ ان کا فرض منصبی قرار دیتا ہے کہ وہ دنیا والوں کو خیر یعنی قرآن وسنت کی دعوت دیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مغلوب ایسی دعوت دے بھی سکتا ہے؟ کیا ایسی صورت میں یہ غالب کی صوابدید پر منحصر نہیں ہو جاتا کہ وہ چاہے تو دعوت دینے کی اجازت دے اور چاہے تو فتنہ بن کر راستے کا پتھر بن جائے؟ غور فرمائیں تو دعوت الی الخیر تبھی ممکن ہے جب اسلام دنیا میں بطور غالب قوت موجود ہو۔ یہی وہ ضرورت ہے جسے پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کو جو آخری ہدف دیا گیا اور جس میں ہی ان کے رب کی خوشنودی ہے وہ یہ کہ کافروں سے جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین حق غالب ہو جائے۔ (الانفال:29)

تاہم جہاد ممکن ہی نہیں جب تک پوری امت مسلمہ کا ایک سربراہ یا خلیفہ نہ ہو جائے ورنہ سربراہان ہوں گے تو آپس میں ہی لڑتے رہیں گے۔ پھر پوری مسلم دنیا کا ایک خلیفہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب موجودہ تمام اسلامی ملکوں کو ملا کر ایک عظیم تر اسلامی مملکت یعنی دارالسلام کو معرض وجود میں لایا جائے ورنہ ملک ایک نہ ہو تو ایک خلیفہ کیسے؟ ہاں جس لمحے خلافت قائم ہو جائے گی اسی لمحے مسلمانوں کا ایسی سپر طاقت بن جانا یقینی ہے جس کا کوئی ہم پلہ نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ ذات ان کی پشت پر ہوگی جس کا فرمانا یوں کہ "اللہ تمہارے مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں (60:3)

تحریک تبلیغ بحالی خلافت قیام "دارالسلام" اور غلبہ اسلام کا داعیہ لے کر اٹھی ہے۔ یہ "کار عظیم" بہرحال عظیم جدوجہد کا متقاضی ہے تاہم باہمت ہاتھ میسر آ جائیں تو اتنا بھی مشکل نہیں۔"

۞ بحالی خلافت کا طریق کار

جناب چوہدری رحمت علی صاحب آگے چل کر بحالی خلافت کا طریق کار یوں بیان کرتے ہیں۔

"ظاہر ہے اصلاح احوال ایک ہی طریقہ سے ممکن ہے کہ امت کی گاڑی جہاں سے پٹڑی سے اُتری تھی، وہیں سے پھر اسے پٹڑی پر ڈال دیا جائے۔ بیماری کی تشخیص ہو چکی۔ علاج مشکل ضرور، ناممکن نہیں۔ دل کو پھر جسم میں پیوند کریں گے تو بگڑی بنے گی ورنہ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ تمام موجودہ اسلامی ممالک کو باہم مدغم کر کے عظیم تر اسلامی مملکت "دارالسلام" کو معرض وجود میں لانا ہو گا۔ خلیفہ وخلافت کے وہ تمام ضابطے اپنا کر اسلام کو پھر بالفعل دنیا میں متمکن کرنا ہوگا۔ کام کا آغاز تاخیر سے سہی۔ تاہم سچ مچ ہے جب بھی اختیار کیا جائے۔ اس کے لئے نہ کوئی زماں ناموافق ہے نہ کوئی مکاں ناسازگار۔ حماقت ہوگی تو مزید تاخیر کرنے میں اور ناکامی ہوگی تو کبھی بھی نہ کرنے سے۔ اس "کار عظیم" کو کیسے کیا جائے۔ قدم بہ قدم کچھ اس طرح

(1) پہلے مرحلہ میں دنیا کے طول وعرض بالخصوص مسلم دنیا میں خلیفہ وخلافت کے بھولے بسرے تصور کو پھر عام کیا جائے۔ "سبق پھر پڑھ" کی ایک عالمگیر تحریک کو حقیقت کا روپ دیا جائے۔ دیگر ذرائع ابلاغ کے علاوہ دنیا بھر میں تبلیغ اکیڈیمیوں اور تبلیغ سنٹروں کا جال بچھا دیا جائے۔ جہاں مذاکرات ہوں۔ سیمینار ہوں اور لٹریچر کی تقسیم کا خاطر خواہ انتظام ہو۔

(2) جب آگاہی وتصور کا مرحلہ طے ہو گیا تو دوسرے مرحلے پر تین صورتیں ممکن ہیں۔

اولاً اس وقت وہ تمام حکمران جو مختلف مسلم ممالک کی سربراہی پر متمکن ہیں خدا خوفی، دانشمندی اور ایثار وقربانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے آپ میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیں، باقی سب ان صوبوں کے گورنر بن جائیں جو اس وقت تو خود مختار مملکتیں ہیں لیکن خلافت کی شکل میں "دارالسلام" یعنی دنیا میں عظیم تر واحد اسلامی مملکت کے صوبوں کا روپ دھار جائیں گے۔ یہ طریق کار احسن تر اور آسان تر ہے یوں ہو جانے سے اس دنیا میں بھی اسلام والے غائب ہوں گے اور آخرت میں بھی سرخرو۔

ثانیاً موجودہ مسلمان حکمرانوں میں سے کوئی اس قدر طاقت پکڑ لے یا ان میں سے بالفعل کسی کو اپنے ملک میں بطور خلیفہ نصب ہونے کا شرف حاصل ہو جائے کہ وہ دوسرے چھوٹے بڑے مسلم ممالک کو کسی نہ کسی طور ایک مملکت میں مدغم کر گزرے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں بہ رضا ورغبت بذریعہ طاقت یا کوئی اور انداز جو بھی اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے میں ممد ومعاون ہو، اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مقصد واضح تر ہوتا گیا تو بظاہر یہ مشکل کام بھی آسان ہو جائے گا۔

ثالثاً مندرجہ بالا دونوں صورتوں کے کارگر نہ ہونے کی صورت میں تیسری اور آخری صورت یہ رہ

جاتی ہے کہ پوری اسلامی دنیا کے عوام جب "دارالسلام" کے قیام کو اپنا مطمح نظر بنالیں تو سڑکوں پر نکل آئیں اوران جملہ سربراہوں کو مجبور کردیں کہ وہ ہر قیمت پر بحالی خلافت پر نہ صرف متفق ہوجائیں بلکہ ایسا بالفعل کرگزریں۔" (خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 128-126)

۞ جملہ مسائل ومشکلات کا حل بحالی خلافت میں ہے

تحریک بحالی خلافت نے خلافت پبلیکیشنز کے نام پر کتب کی اشاعت کا ادارہ بھی بنارکھا ہے اور "سبق پھر پڑھ" ایک رسالہ بھی نکالتے ہیں۔اس تحریک کے داعی چوہدری رحمت علی صاحب اپنی اس کتاب کے اخیر میں جاکر لکھتے ہیں۔

"آخر میں ہم ایک دفعہ پھرعرض کردیں کہ **ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مصداق ہمارے جملہ مسائل ومشکلات کا حل بحالی خلافت میں ہے۔یہ کام آج کرگزریں کل والی دنیا انشاءاللہ جنت نشان ہوگی۔اسی میں ہمارے رب کی خوشنودی** ہے۔اسی میں رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل **ہےاوراسی میں ہماری بلکہ پوری انسانیت کی فلاح وبہبود کا راز مضمر** ہے......فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔" (خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 128)

۞ جہاد بغیر خلافت ناممکن

جناب چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں۔

"قرآن وسنت کی رو سے یہ جہاد نہیں کہ ہرآدمی یا چندآدمی جب چاہیں اٹھ کر نظامِ باطل سے ٹکراجائیں۔یہ بھی جہاد (قتال بالسیف) نہیں کہ مسلمانوں کی چندٹولیاں مختلف نظموں کے تحت نظام کفر سے بھڑ جائیں۔ایسا جہاد کسی ہنگامی اوروقتی ضرورت میں تو جہاد کہلائے گا ورنہ فساد متصور ہوگا۔شرعی جہاد یہ ہے کہ وقت کے کسی بھی موڑ پر موجود مسلمان ایک نظم کے تحت ایک امیر کے حکم پرحق وصداقت کی سربلندی وبالادستی کے لئے نظام باطل کے خلاف صف آراء ہوجائیں۔بالفاظ دیگر شرعی جہاد اسی وقت ممکن ہے جب پوری اسلامی دنیا ایک خلیفہ کی سربراہی میں ہو۔ایسا ہوگا تو مسلمانوں کی طاقت مجتمع ہوکر ایک ڈھال کی شکل اختیار کرے گی۔یہی حقیقت ہے جس کو ہادی برحق نے یوں بیان فرمایا۔

امام سپر ہے جس کے پیچھے مسلمان لڑتے ہیں اورجس کی وجہ سے لوگ بچتے ہیں تکلیف سے۔

پھر اگر وہ حکم کرے اللہ سے ڈرنے کا اور انصاف کرے تو اس کو ثواب ہوگا اور جو اس کے خلاف حکم دے تو اس پر وبال ہوگا۔ (مسلم)

اگر مسلمان خلافت کے تحت یکجا ہونے کی بجائے متعدد خود مختار مملکتوں میں بٹے ہوئے ہوں گے جیسے کہ وقت کے موجودہ موڑ پر ہیں تو طاقت منتشر ہونے کی وجہ سے کفر کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے۔ پھر بسا اوقات آپس ہی میں دست و گریباں ہوں گے بلکہ کفر خود آگے بڑھ کر ان غیر شرعی معرض وجود میں آئے ہوئے ان گنت سربراہان کو ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار رکھے گا۔ یاد رہے حالیہ ایران و عراق اور عراق و کویت وغیرہ کی باہمی لڑائیاں اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔ گھر لٹا تو مسلمان کا اور تباہی و بربادی ہوئی تو امت مسلمہ کی۔ اغیار نے محض تماشہ دیکھا۔"

(خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 23-22)

دعوت الی اللہ، اقامت صلوٰۃ وغیرہ خلافت کے بغیر ممکن نہیں

چوہدری صاحب اس بارہ میں لکھتے ہیں۔

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی جو اس آخری امت کا فرض منصبی ہے بغیر خلافت واقتدار ممکن نہیں۔ اسی لئے اسے لازم ہی اس وقت قرار دیا جب خلیفہ واقتدار معرض وجود میں آ چکے ہوں۔......

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کی کیا بات۔ آیت الحج 41 سے عیاں ہے کہ اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوۃ کے شعبہ جات بھی خلافت کی موجودگی ہی میں بطریق احسن رواں دواں رہ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔......

مختصراً بات یہ سمجھ میں آئی کہ قیام خلافت اور اقامت دین ہی لازم و ملزوم نہیں بلکہ قیام خلافت، اقامت دین اور غلبہ دین تینوں حالتیں لازم و ملزوم ہیں۔"

(خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 24-23)

خلافت میں طاقت ہے

پھر لکھا۔

"یاد رہے خلافت کی عدم موجودگی میں امت ہے ہی نہیں، تو میں ہیں کوئی اُردنی، کوئی پاکستانی

اور کوئی ایرانی وغیرہ اس وقت گزر رہی ہے دور ضلالت کا غالباً انتہائی مکروہ منظر ہے۔یعنی مسلمانوں کے اعداء بذریعہ ریموٹ کنٹرول اپنے اپنے دارالحکومتوں میں بیٹھے احوال امت کے سیاہ وسپید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔دنیا کی انہیں ہر چیز گوارا ہے اگر نہیں گوارا تو محمد عربیؐ کے پیروکاروں کی مسلمانی اور اللہ کا پسندیدہ نظام عدل وقسط یعنی خلافت۔دنیا میں کسی جگہ کوئی مسلمان سر اٹھائے یہ چیلوں کی طرح اس پر لپک پڑتے ہیں۔نہ صرف خود لپک پڑتے ہیں بلکہ چند دوسرے مسلمان حکمرانوں کو ساتھ ملا کر یہ آئے دن کسی نہ کسی مسلمان حکمران کو ڈاؤن کرنے کے لئے یہ ڈرامہ رچائے رکھتے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ کہیں روئے زمین میں خلافت دوبارہ عود نہ کر آئے کیونکہ **خلافت میں طاقت ہے اور طاقت میں ان دشمنوں کی اپنی موت۔**" (خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 76)

۞ ہماری مشکلات اور ان کا حل خلافت میں ہے

ہمارے زوال کی داستان تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پر محیط ہے۔جس نسبت سے ہم خلافت سے دور ہوتے چلے گئے اسی سے کئی گنا سرعت سے ہم قعر ذلت ومسکنت میں لڑھکتے چلے گئے۔......

آگے بڑھنے سے پہلے اس حقیقت کو اچھی طرح ازبر کر لیں کہ مسلمانوں کا اس دنیا میں عروج وزوال براہ راست خلافت کے وجود وعدم سے منسلک ہے۔**جب خلافت قائم تھی دنیا میں غالب بھی ہم ہی تھے۔جونہی خلافت سے قدرے روگردانی ہوئی، ہم بھی اسی نسبت سے نظام خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے پھر جب خلافت بے جان وبرائے نام ہو گئی تو ہم اغیار کی غلامی اور کاسہ لیسی پر مجبور ہو گئے اور آج جب خلافت کا وجود ہے ہی نہیں، ہم ہیں کہ کفار ومشرکین کے رحم وکرم پر۔**یعنی وہ ہیں ترقی یافتہ ممالک (Developed Nations) اور ہم ہیں تیسری دنیا کے ممالک (Third world Countries)۔یہ بھی ان کی ڈپلومیسی ہے کہ وہ ہمیں "تھرڈ ورلڈ اقوام" کہتے ہیں ورنہ ان کا مطلب تو "تھرڈ کلاس لوگ" ہی کہنا ہوتا ہے۔ظاہر ہے ایسا کہنے میں ان کا چنداں قصور بھی نہیں کیونکہ اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔

بیماری وعلالت کی تشخیص ہو چکی۔ہماری جملہ گراوٹوں، ذلتوں اور مسکنتوں کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے دنیا میں اس وقت خلافت کا نہ ہونا۔علاج بھی واضح کہ خلافت کی بحالی ہی سے ہم مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ایسی مشکلات جن سے خلافت نہ ہونے کی وجہ سے ہم وقت کے

اس موڑ پر دوچار ہیں یا بالفاظ دیگر جو خلافت ہی کی بحالی اور دوبارہ قیام سے حل ہو سکتی ہیں۔
(خلافت جملہ مسائل کا حل صفحہ 78-77)

ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گئے

جناب چوہدری رحمت علی صاحب نے مسلمانوں کی بدعملی اور کفار کے متحد ہونے پر ایک تفصیلی مضمون زیر عنوان "ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گئے" تحریر کیا ہے۔ جس میں وہ اپنے زخمی دل کی حالت کا ذکر یوں بیان کرتے ہیں۔

"چونکہ کوئی گھر، کوئی ادارہ اور کوئی محکمہ ایسی صورت میں چند دن نہیں چل سکتا اگر اس کے ایک کی بجائے دو یا دو سے زیادہ سربراہان یکساں اختیارات و مرتبے کے حامل ہوں۔ لہٰذا مسئلے کی نزاکت کے پیش نظر نبی کائنات ﷺ نے ہر اس شخص کو واجب القتل ٹھہرایا کہ جو امت مسلمہ کے ایک حکمران کی موجودگی میں کسی نہ کسی طور پر خود بخود حکمران آدھمکے یا مسلمانوں کی وحدت اور نظام خلافت کو پارہ پارہ کرنے کا مرتکب ہو۔ بنابریں آج کی دنیا کے وہ تمام مسلمان حکمران غاصب اور واجب القتل ہیں جو نظام خلیفہ و خلافت کو درہم برہم کئے ہوئے ہیں۔ اس میں استثناء اگر ہو سکتی ہے تو آج کے اس حکمران کی کہ جو خود نظام خلیفہ و خلافت کو پھر معرض وجود میں لانے کی جدوجہد کر رہا ہو۔

ایک طرف ہم مسلمان آج اسلام کی ان بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں اور دوسری طرف امریکہ کی باون ترپن ریاستیں ایک صدر کی سربراہی میں متحد ہیں۔ انصاف کیجئے، کون عمل کر رہا ہے اسلامی تعلیمات پر ہم مسلمان یا امریکہ والے؟ اگر امریکہ والے عمل پیرا ہیں اور ہم نہیں تو کیا امریکہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دنیا میں بطور سپر طاقت ہو اور کم از کم اس دنیا کی حدود تک اتحاد و اتفاق کی برکات و فیوض سے مستفید ہو؟ قرآن میں کیا کہیں یہ آیا ہے کہ مسلمان متحد نہ بھی ہوں تو کامیاب اور کفار و مشرکین خواہ متحد بھی ہو جائیں تو ناکام۔ پرندوں کا غول، درختوں کا جھنڈ اور لہروں کا ریلہ اپنا وزن ضرور رکھے گا اس لئے کہ اتحاد میں طاقت ہے، برکت ہے، عزت و وقار ہے۔ ہاں قرآن میں یہ ضرور آیا ہے کہ مسلمانو! اگر دنیا میں تم متحد ہو گے تو پوری انسانیت کا بھلا ہوگا اور اگر کافر متحد ہو گئے اور تم منتشر تو پوری دنیا تباہی سے دوچار ہو گی۔......

یہ وہی صورت حال ہے جس سے آج پوری انسانیت دوچار ہے یعنی کفار و مشرکین تو ایک

دوسرے کے حمایتی ہیں لیکن مسلمان حکمران باہم دگر۔ حد یہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنے اپنے ذاتی اقتدار کو قائم کرنے کے لئے خود بھی کفار و مشرکین کا دم چھلہ اوران کے حمایتی بنے ہوئے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر فتنہ وفساد نے ڈیرے آ جمائے ہیں۔"

امت بے امام ہوئی تو بگڑتی چلی گئی

پھر چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں۔

"اندازہ لگائیں اس امت کا کہ جو کئی صدیوں سے بے امام ہے۔ امام وخلیفہ کی برکات اس قدر بے حد و کنار ہیں کہ خلافت راشدہ کا دور تقریباً 30 سالوں پر محیط ہے لیکن ان 30 سالوں میں جو کام ہوا اس کی بدولت بعد کے تقریباً گیارہ سو سال امت مسلمہ بطور غالب قوت دنیا میں موجود رہی۔ جوں جوں عالمی سطح پر مسلمانوں کی مرکزیت ختم ہوتی گئی اور اسلامی دنیا کو ان گنت اسلامی ملکوں میں تقسیم کر دیا گیا، توں توں امت مسلمہ زوال پذیر ہوتی گئی۔ آج زیرآسماں جس قدر ذلت اور رسوائی اور درماندگی و پسماندگی کا شکار امت مسلمہ ہے دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں۔ دنیا کی کسی ایک اور ایسی قوم کا نام بتایئے جس کی سرزمینوں پر فلسطین، کشمیر، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا وغیرہ جیسے مقتل کھلے ہوں؟ آج کی دنیا میں ارزانی ہے تو خون مسلم کی اور ویرانی ہے تو عصمت مسلم کی۔ فوت ہونے والے گھر کے سربراہ کی مانند امت مسلمہ بے امام ہوئی تو مسلمانوں کی شامت آ گئی۔ کوئی ان کے ملکوں پر قابض ہو گیا تو کوئی ان کے خام مال کو مفت کا مال سمجھ بیٹھا۔ کوئی انہیں اسلحہ نہیں بنانے دیتا تو کوئی انہیں کارخانے نہیں لگانے دیتا۔ کوئی ان کی قراردادوں کو ویٹو کرتا ہے تو کوئی انہیں نیو ورلڈ آرڈر میں جکڑنے کی فکر میں ہے۔ امت کا سربراہ نہ رہا تو سربراہان آدھمکے، خود بھی آپس میں لڑتے ہیں اور اغیار کو بھی موقع مل گیا کہ انہیں آپس میں لڑائیں۔

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر ان کے مٹ گئے آبادیاں بَن ہو گئیں

دنیائے کفر مصمم ارادہ کئے ہوئے ہے کہ لُوٹ لو اسلامی دنیا کو جی بھر کر، شاید ایسا موقع پھر کبھی ہاتھ نہ لگے۔

؎ نشان برگ گل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گلچین

تری قسمت میں رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ گیارہ سو سال دنیا میں غالب رہنے کے بعد مسلمان زوال پذیر ہوئے تو کیوں؟ کیا ان کے پاس انفرادی قوت کی کمی ہے؟ ہرگز نہیں' اس لئے کہ دنیا میں ہر چوتھا فرد مسلمان ہے۔ کیا مسلمانوں کے ہاں قدرتی وسائل کی کمی ہے؟ ہرگز نہیں' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان دنیا کو موسم دیا ہے تو انتہائی سازگار' زمینیں دی ہیں تو وادی سندھ اور وادی نیل جیسی نہایت زرخیز۔ پانی دیا ہے تو وافر' دنیا کا سب سے بڑا ہتھیار معدنی تیل تو یوں جیسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کے پاس ہے۔ محل وقوع دیا تو ایسا کہ دنیا بھر کی بری' بحری' فضائی شاہراہیں اسلامی دنیا سے ہو کر گزرتی ہیں۔ پھر یہ بھی مسلمانوں کا اعزاز ہے کہ کتاب وسنت کی شکل میں اللہ کا آخری پیغام میسر ہے تو انہیں۔ بایں ہمہ اگر مسلمان دنیا میں وقت کے اس موڑ پر درماندگی و پسماندگی اور ظلم و جور کا شکار ہیں تو اس کی کوئی وجہ تو ہے۔ وجہ ڈھونڈنے کے لئے کسی ارسطو کے دماغ کی ضرورت نہیں۔ امت بے امام ہوئی اور خلیفہ و خلافت کو تیاگ کر بیٹھی تو مسلمانوں کی بگڑتی چلی گئی۔ وائے ناکامی' مسلم دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ جان لے کہ یہ بگڑی مزید بگڑتی چلی جائے گی الّا یہ کہ پوری اسلامی دنیا پھر ایک سربراہ کی سرکردگی میں آ جائے۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ غیر مسلم اقوام تو متحد ہو رہی ہیں۔ یورپی اقوام یورپی یونین کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔ آپس میں ویزا سسٹم ختم کر چکیں اور یورپی مشترکہ منڈی قائم کر لی لیکن مسلمانوں کی بدبختی بلکہ نادانی کہ ایک اللہ' ایک کتاب' ایک رسولؐ' ایک مرکز' ایک تمدن' ایک منزل کے حامل ہوتے ہوئے اتحاد امت اور احیائے خلافت کو ناممکن سمجھ کر لمبی تان کر سو گئے۔ قرآن کو چومتے تو بہت ہیں' اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ سمجھ کر پڑھنے کی سعادت سے بھی محروم ہو چکے۔"

(مضمون شیرازہ ہوا امت مرحوم کا ابتر صفحہ 8-6)

۞ دعائیں بہت لیکن نامنظور۔ آخر کیوں؟

خلافت کی بحالی کے نقیب جناب چوہدری رحمت علی صاحب کا ایک اور مضمون حال ہی میں نوائے وقت میں زیر عنوان "دعائیں بہت لیکن نامنظور آخر کیوں؟" شائع ہوا ہے۔ جس میں ایک دفعہ پھر خلافت کی ضرورت آپ نے بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج مسلمانوں کی دعائیں جب قبول نہیں ہورہیں تو وہ کون سی کوتاہی اور بے عملی ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی دعائیں صداالصحرا ہورہی ہیں۔ بہت نہیں صرف ایک ہی کام صرف ایک ہی ذمہ داری اور صرف ایک ہی فرض ہے کہ جو مسلمانوں نے کرنا تھا لیکن ایک لمبے عرصے سے ان سے نہیں ہورہا ہے وہ کام جو مسلمانوں سے نہیں ہورہا بلکہ جس کو کرنے کا شعور تک ان کے ذہنوں سے محو اور ان کے ایجنڈے سے معدوم ہو چکا وہ ہے "اقامت دین" کا فرض منصبی یعنی قرآن و سنت کے احکامات کا نفاذ یا نظام خلافت کا قیام۔ اللہ تعالیٰ نے بتکرار یہ کام کرنے کی انہیں دعوت دی...... **جب دعائیں قبول ہوتی ہیں تو ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر اور مسلمان مرتبہ خلافت، غلبہ، دین حق اور دین حق کی برکات سے نوازے جاتے ہیں تو ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر اور آج نہ دعائیں قبول ہو رہی ہیں اور نہ یہ مرتبہ خلافت سے نوازے جارہے ہیں تو اس سے دو اور دو چار کی طرح عیاں کہ آج کے مسلمانوں کا ایمان اور اعمال صالحہ ناقص ہیں اور اس معیار کے نہیں جو مذکورہ فیوض و برکات پر منتج ہوں۔** آیئے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے ایمان میں کمی کیا ہے؟ یہ معیاری کیوں نہیں؟ یاد رہے ہمارا ایمان اس وقت تک معیاری نہیں ہوسکتا جب تک ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کا اقرار کرنے سے پہلے طاغوت کا انکار نہیں کرتے۔......

نظام خلافت کی عدم موجودگی میں یہ ممکن ہی نہیں کہ ہماری عدالتوں میں خالص قرآن وسنت کے قوانین کے مطابق فیصلے ہوں اور دنیا میں مسلمانوں کا غلبہ ہو۔ اس کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہوا کہ اولین کام خلافت کے نظام کو قائم کرنے کا ہے یہی کچھ مکی دور نبوت میں ہوا۔ یعنی مکہ کی زندگی میں بت پرستی، رسوم وخرافات پرستی، قبائلی زیروزبر یعنی ہر برائی موجود تھی۔ اللہ کے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے براہ راست ان برائیوں سے محاذ آرائی نہیں کی۔ کوئی جزوی اصلاح بھی نہیں کی۔ پورے باطل نظام کا قلع قمع کیا حتیٰ کہ مکی دور نبوت کے اختتام پر جب مدینہ میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست معرض وجود میں آگئی یا نظام خلافت قائم ہوگیا تو وہ تمام برائیاں جنہوں نے اس دَور کو دَور جہالت کا نام دے رکھا تھا دیکھتے ہی دیکھتے معدوم ہوگئیں۔ امن وعدل، خوشحالی و فارغ البالی کا دور دورہ ہوگیا اس تگ و دو میں جو سب سے بڑا فائدہ مسلمانوں کا ہوا تو یہ کہ ان کا ایمان وقت کے ساتھ نکھرتا چلا گیا۔ ...... یاد رہے آج ہم مسلمان دنیا میں نظام خلافت سے محروم ہیں تو ہماری نمازوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی

16۔ضرب حق کی طرف سے قیام خلافت کی کوششیں

کراچی سے ضرب حق کے چیف آرگنائز جناب سید عتیق الرحمٰن گیلانی صاحب بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو خلافت کے قیام کے لئے کوشش کر رہے ہیں آپ کی مساعی کا ذکر آپ کے اخبار سے ملتا ہے جس کا اختصار سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

❁ جس طرح روح کے بغیر جسم نہیں اسی طرح خلافت کے بغیر زندہ امت کا تصور نہیں (سید عتیق الرحمٰن گیلانی)

"رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوا اور دعائے خلیل علیہ السلام کی تکمیل کے لئے خلافت وامامت کا عظیم الشان سلسلہ امت مسلمہ کے اندر جاری ہوا۔ اُس کی تکمیل امت کے اس آخری امیر اور امام کے ہاتھوں ہوگی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کریں گے۔ مسلمانوں کے مرکزی حرم پاک لوگوں کے اجتماع اور امن کی جگہ حجر اسود کے پاس حج کے زمانے میں ان کی بیعت ہوگی جس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے...... جب سے مسلمانوں نے ایک مرکزی اولی الامر کا عملی نظام ختم کر دیا ہے اس وقت سے مسلمان ایک بے روح جسم کے مختلف ٹکڑوں کی طرح دنیا میں بکھرا پڑا ہے۔ اولی الامر مسلمانوں کے جسم کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے بغیر یہ مردہ اور بے جان تصور ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةَ الْجَاهِلِيَّه جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ اور تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں بتاؤ کہ روح میرے رب کا امر ہے **جس طرح روح کے بغیر جسم کے اندر زندگی کا تصور نہیں ہو سکتا اس طرح اولی الامر کے بغیر کسی زندہ امت کا تصور ممکن نہیں۔** کئی احادیث صحیحہ میں نظام خلافت کے بغیر مسلمانوں کی موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔...... آج سے 80 سال لگ بھگ ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز خلافت نہیں۔ افتراق وانتشار کے اس دور میں جب تک اختلافات کی گھتیاں سُلجھانے کے لئے مل بیٹھ کر حقائق کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا اس وقت تک انتشار وافتراق کی یہ کیفیت نہ صرف برقرار رہے گی بلکہ کفار ملت اسلامیہ کے

انتشار سے بھر پور فائدہ اٹھا کر مسلم ممالک کے ایک ایک ملک پر بتدریج قبضہ کرتا رہے گا۔ افغانستان کی منتشر جہادی قوتوں کے قائدین نے حرمین کے حدود میں مشاورت، صلح اور معاہدے کئے۔ لیکن اُس کا پاس نہیں رکھ سکے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کے اندر غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ جس کے بعد یہ امت دنیا کی امامت کا فریضہ بخیر وخوبی انجام دے سکے گی۔ ایران وافغانستان میں مذہبی قوتوں کو اقتدار ملا تھا۔ لیکن غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے بجائے امت کو مزید تفریق وانتشار کی طرف دھکیل دیا گیا۔...... مرکزیت کے بغیر ایران کی شیعہ اسلامی حکومت اور افغانستان کی سنی اسلامی حکومت کا کردار کسی کے لئے قابل رشک نہیں بن سکا۔"

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

۞ خلافت اسلامیہ کا قیام ہر وقت کا اہم تقاضا رہا ہے (محمد فاروق ستار)

محمد فاروق ستار ممبر قومی اسمبلی و پارلیمانی لیڈر متحدہ قومی موومنٹ نے کہا۔

"خلافت اسلامیہ صرف موجودہ دور کا نہیں بلکہ ہر وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ہمارے سید عتیق گیلانی صاحب کافی عرصے سے اس سلسلے میں جدوجہد فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور انشاء اللہ کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔ فرقہ واریت ختم کرنے کے حوالے سے حضرت شاہ صاحب بڑا کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ علماء ومفتیان ان کے نقش قدم چلیں گے تو انشاء اللہ فرقہ واریت کا نام ونشان نہیں رہے گا اور خلافت اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے گا۔" (ضرب حق کراچی نومبر 2004ء جلد 8 شمارہ 8)

۞ خلافت کا قیام ایک اسلامی بنیادی حیثیت رکھتا ہے (راجہ ممتاز حسین)

مصطفائی ماڈل سکول و مدرسہ پشاور کے منتظم جناب چیئرمین راجہ ممتاز حسین نے اس تحریک کی تائید میں کہا کہ۔

"آپس میں اتحاد واتفاق کر کے خلافت راشدہ کے راستے پر چلیں وہ ہے خلیفہ کا قیام میں ایک دفعہ پھر شاہ صاحب اور ضرب حق کے نمائندگان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ آج بڑے بڑے علمائے کرام دین ارکان نماز، روزہ، حج کی بات تو کرتے ہیں لیکن ایک خلیفہ مقرر کرنے کے لئے بات تک نہیں کرتے جو اسلامی بنیادی حیثیت رکھتا ہے...... لہٰذا ایک قدم اور بڑھایئے خلیفہ مقرر کریں تا کہ خدا

کی زمین پر خدا کا نظام قائم ہو جائے خالی کھوکھلا نعرہ نہ رہے یہ ممکن نہیں کہ خلیفہ کے بغیر خلافت کا نظام آئے۔" (ضرب حق کراچی اگست 2004ء جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 6)

صحابہؓ کے نقش قدم پر چل کر ایک خلیفہ بنانا ہوگا (محمد رفیق چشتی)

جناب صاحبزادہ محمد رفیق چشتی سیالوی نائب صدر علماء کونسل یو کے و سابق چیف آرگنائزر علماء و مشائخ ونگ پاکستان مسلم لیگ (ن) یو کے نے اپنی رہائش گاہ گلشن راوی بلاک H لاہور میں ایک خصوصی نشست میں کہا۔

"آج امت مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کی انتہائی ضرورت ہے کیونکہ عالم کفر نے عالم اسلام کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہوا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ عالم کفر کے مظالم سے بچنے کے لئے ہمیں تمام مسلمانوں کو ایک امیر کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ایک طاقت بننا پڑے گا اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر کافروں کو منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایک امیر کی قیادت میں مسلمانوں کو فتوحات ہوئیں۔ **آج بھی صحابہؓ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنا ایک خلیفہ بنانا ہوگا۔** ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ابھی تک ایسی کوئی شخصیت منظر عام پر نہیں ہے جسے خلیفۃ المسلمین کے لئے منتخب کیا جائے ہاں البتہ واقعات و حالات سے محسوس ہو رہا ہے اور نشانیاں پائی جا رہی ہیں کہ خلافت کا قیام قریب ہے انہوں نے کہا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف، حضرت شمس الدین سیالوی سیال شریف اور ایسے بے شمار اکابرین کی اولادیں موجود ہیں جن کی شاخیں بیشتر ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے خلیفہ بنا لیا جائے یا ان کو چاہئے کہ وہ خود خلیفہ کا اعلان کریں کہ ایسا نہیں ہوتا تو پھر جو شخص بھی خلیفہ کا اعلان کرے اور اس میں خلیفہ کی صفات پائی جائیں تمام مسلمانوں کو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے۔" (ضرب حق کراچی جولائی 2004ء جلد 8 شمارہ 5)

اسلام میں جمہوریت نہیں خلافت ہے (عبداللہ غازی)

جناب عبداللہ غازی چیئرمین تحریک اہل حدیث پاکستان نے کہا کہ۔

"اسلام میں جمہوریت نہیں خلافت ہے اور بغیر تقرر امام کے خلافت کا تصور نہیں۔ علماء اور مفتی

حضرات ایک امام کا تقرر کریں جو خلافت اسلامیہ نافذ کرنے کی کوشش کرے اور تمام مکاتب کے علماء اور صلحاء اس کا ساتھ دیں۔

بغیر تقرر امام کے جہاد نہیں فساد ہے۔ بڑے لیڈر خود جہاد میں نہیں جاتے اور نہ اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ خود بنفس نفیس تمام غزوات میں قیادت فرماتے تھے۔"

(ضرب حق جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

۞ شریعت کے مطابق ایک خلیفہ مقرر کیا جائے (محمد امیر شاہ)

محمد امیر شاہ دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، خطیب و امام مسجد رحمانیہ، نصرت بھٹو کالونی، نارتھ ناظم آباد کراچی نے کہا ہے کہ

"آج امت مسلمہ فرقہ واریت میں پھنسی ہوئی ہے امت کو جوڑنے کی ضرورت ہے۔ انسانوں کے قلوب رب العزت سے غافل ہو کر دنیا کی یاد میں مشغول ہیں اور مسلمان پیسوں کے لئے ایمان بیچ رہے ہیں۔ حالانکہ اصل اور لازوال خزانہ اللہ رب العزت کی ذات ہے اور دنیا اور پیسہ فانی اور حقیر چیز ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ سب سے تعلق توڑ کر اسی اللہ سے تعلق جوڑ دیں ایمان کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ امت مسلمہ جس شکل میں قید ہے اس سے نکل جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ شریعت کے مطابق ایک خلیفہ مقرر کیا جائے، شریعت کے مطابق ہر کام کیا جائے، شریعت کے لئے حضور ﷺ نے جس طریقے سے قربانی دی اس طرح قربانی دینی چاہئے۔"

(ضرب حق کراچی دسمبر 2004ء جلد 8 شمارہ 9)

۞ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہونی چاہئے (پروفیسر شاہ فرید الحق)

جمعیت علماء پاکستان کے صدر پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا ہے کہ

"خلافت اور تقرر امام" کا کام اچھا ہے اگر لوگ راضی ہو جائیں جو یہاں سیاسی اور دینی علماء اور افراد موجود ہیں ان کو اعتماد میں لے کر کام کرنا چاہئے تو کامیابی ہوگی۔ کون چاہتا ہے کہ خلافت نہ ہو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہونی چاہئے۔ ایک آدمی کے کہنے سے یا مان لینے سے نہیں بلکہ یہ اجتماعی مسئلہ ہے اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔...... ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو خلافت قائم کر سکیں۔ اوپر سے لا کر

تھوپی نہیں جاسکتی اگر آپ تھوپ دیں گے تو جلد ختم ہو جائے گی۔ دنیا کے لوگ ہمارے مخالف ہو جائیں گے اس لئے مسلمانوں میں یہ تبلیغ کرنی چاہئے کہ وہ ایسے فرد کا انتخاب کریں جو اس عہدے کے قابل ہو۔ عام لوگ یہ نہیں کر سکتے جبھی 55 سالوں سے پریشان ہیں۔ نمائندے کے ایک سوال پر کہ اگر علماء کسی خلیفہ کا انتخاب کریں؟ جواب دیتے ہوئے پروفیسر صاحب نے کہا کہ جو خلافت کے معیار پر پورا اترتا ہو جسے لوگ اپنا ووٹ دے کر بنائیں کہ یہ سربراہ ہو سکتا ہے جہاں تک علماء کی طرف سے خلیفہ کے تقرر کا تعلق ہے وہ تو ایک طریقہ کار منتخب کریں گے کہ ایسا آئین بنایا جائے کہ اس میں شوریٰ سے مشورہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی مشورہ ہوتا تھا لیکن نبی کریم ﷺ کا فیصلہ آخری ہوتا تھا۔ اس طرح خلفاء راشدین کے زمانے میں فیصلہ ہوتا تھا مخصوص لوگوں کو بلا کر رائے لی جاتی تھی اس کے بعد عام طریقہ پر مسجدوں میں اور جگہوں پر اکٹھا ہو کر ان کی رائے لی جاتی تھی۔"

(ضرب حق کراچی مئی 2004ء جلد 8 شمارہ 3)

۞ علماء خلافت کے درس کے سبق کو آگے بڑھائیں (پروفیسر حافظ ضیاء الدین)

پروفیسر حافظ ضیاء الدین لیکچرار گورنمنٹ کالج کامرس اینڈ اکنامکس فاضل عربی، اردو، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی نے اپنے ایک بیان میں کہا۔

"اس وقت تمام ممالک خصوصاً اسلامی ممالک امریکہ کی چاپلوسی کر رہے ہیں یہاں تک کہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ وانا کے حالات کے حوالے سے حکومتی اقدامات ہوں یا مجاہدین کا ردعمل دونوں صورتوں میں نقصان مسلمانوں کا ہی ہو رہا ہے ایسے میں علماء کرام پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امت کو متحد کریں کیونکہ اسلام اخوت و رواداری کا درس دیتا ہے جس طرح شاہ صاحب (سید عتیق الرحمٰن) خلافت کے درس کو زندہ کر رہے ہیں علماء اس سبق کو آگے بڑھائیں آپ دیکھیں کہ عیسائیوں نے بھی اپنا مرکز بنایا ہوا ہے اور ہم اپنا سبق بھولے ہوئے ہیں۔"

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

۞ علماء اور دانشور باقی باتیں چھوڑ کر ایک خلیفہ مقرر کریں (چیئرمین)

ضرب حق کے قاری جناب چیئرمین صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ

"ضرب حق نے اپنی جدوجہد سے خلافت اسلامیہ کے قیام کے لئے فکری راہیں ہموار کردی ہیں ۔لیکن ہمارے علماء کرام نے اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابھی تک اس پر کان نہیں دھرے ہیں ۔جس کی وجہ سے ان کا امیج دن بدن تباہی کی طرف جارہا ہے ۔جس دن انہوں نے ایک خلیفہ مقرر کرنے کے لئے آواز اٹھائی اور میدان میں نکلے تو اسی دن انگریزی فوج کو عراق اور افغانستان سے بھاگنا پڑے گا۔ پھر انگریز کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی اور تمام دنیا کے مسلمان یہود و نصاریٰ کی چالوں سے محفوظ ہو جائیں گے ۔ میں پاکستان کے تمام علماء کرام اور دانشوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ **باقی باتیں چھوڑ کر ایک خلیفہ مقرر کریں۔ پہلے ہی وقت کا بہت ضیاع ہو چکا ہے۔"**

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

۞ خلافت کا قیام ضروری ہے (حاجی احسان الحق)

جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام و متحدہ مجلس عمل ضلع پشاور حاجی احسان الحق نے کہا:۔

"پاکستان اور دنیا بھر کے مسلمان متحدہ جدوجہد شروع کریں تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اس دھرتی پر اللہ کے نظام کو عملی شکل دے کر خلافت راشدہ کی طرح خلافت کے لئے راہ ہموار نہ کر سکیں لیکن ہمارے آپس کے جھگڑوں نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا آج کفار ہم مسلمانوں کو ایک تر نوالہ سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں اور ان حالات کو ہم دیکھ رہے ہیں اور ہم افسوس کے چند آنسو بہانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اور امریکہ اور ان کے اتحادی افغانستان عراق فلسطین اور پورے عالم دنیا سے ہمیں مٹا رہے ہیں **اس کے مقابلے کے لئے خلافت کا قیام ضروری ہے** اور اس سلسلے میں محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے۔"

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

۞ مشکلات کے حل کے لئے امام کا انتخاب ضروری ہے

حافظ عبدالحفیظ چیف ایڈیٹر روزنامہ "وقت کا سورج"

(ضرب حق مئی 2004ء جلد 8 شمارہ 3)

۞ ایک خلیفہ کی ضرورت ہے (قاری عبدالجبار)

صدر جمعیت علمائے اسلام پشاور جناب قاری عبدالجبار صاحب کی خواہش کو ضرب حق نے ان

الفاظ میں محفوظ کیا ہے۔

"صحابہ کرام کے نقش پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہے۔"

(ضرب حق کراچی اگست 2004ء جلد 8 شمارہ 6)

17۔ "تحریک خلافت راشدہ" کی احیائے خلافت کے لئے کوششیں

دنیا بھر میں خلافت کے احیاء اور قیام کے لئے جو تنظیمیں محرک ہیں۔ان میں سے ایک تحریک "تحریک خلافت راشدہ" کے نام سے موسوم ہے۔جس کے دارالمحام ڈاکٹر میر معظم علی علوی ہیں۔اس کا مین آفس لندن یوکے میں ہے تاہم پاکستان میں بھی مختلف شہروں میں اس تحریک نے اپنے آفس بنا رکھے ہیں۔احیائے خلافت کے لئے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے مختلف لیکچرز دینے کا سلسلہ شروع کیا اور بعدازاں ان لیکچرز کو "نظام خلافت راشدہ۔احیائے خلافت وریاست کی اساس تربیت" کے نام سے طبع بھی کروادیا۔اس وقت یہ لیکچرز میرے ہاتھ میں ہیں۔اس کتاب کا مقدمہ مولانا ابوعمار زاہدالراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ نے لکھا ہے جس میں انہوں نے اس تحریک کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ خلافت کی ضرورت،اس کے قیام واحیاء پر زور دیا ہے۔ان کے تحریر کردہ مقدمہ کو اگر "احکام اسلام کا نفاذ خلافت کے قیام پر موقوف" ہے کا عنوان دیا جائے تو بہت بہتر رہے گا۔آپ لکھتے ہیں:۔

"خلافت کا قیام امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر فقہاء ومحدثین نے تصریح کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس اجتماعی فریضہ کی ادائیگی کی طرف سب سے پہلے توجہ دی،وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے جانشین اور خلیفہ کی حیثیت سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب تھا جنہوں نے جانشین رسول کے طور پر امت کی قیادت کے ساتھ ساتھ زمام حکومت بھی سنبھالی اور اس کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ کی تجہیز وتکفین اور تدفین کا اہم فریضہ سرانجام دیا گیا۔حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے علاوہ خلافت کے قیام کی فرضیت اس وجہ سے بھی ہے کہ قرآن کریم کے بہت سے احکام مثلاً جہاد، اقامت حدود، امن عامہ کا قیام اور دیگر احکام کا نفاذ خلافت وحکومت کے قیام پر موقوف ہے اس لئے اس اصول کے تحت کہ جس چیز پر کسی فرض کی ادائیگی کا دارومدار ہو، وہ خود بھی شرعی طور پر فرض کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے، خلافت کا قیام مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے اور اس کی حیثیت فرض کفایہ کی ہے، اگر دنیا کے کسی خطے میں چند مسلمانوں کی کوشش سے خلافت قائم ہو جائے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت خلافت کا وجود باقی نہ رہے اور قرآن وسنت کے اجتماعی احکام کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت کی اتھارٹی معدوم ہو جائے تو پوری کی پوری امت گناہ گار قرار پاتی ہے اور فرض کی تارک شمار ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور دیگر فقہاء کرام کی ان تصریحات کی روشنی میں اس وقت ہم سب دنیا کے مسلمان مجموعی طور پر شرعی فریضہ کے تارک اور خلافت اسلامیہ قائم نہ کرنے کے گناہ گار ہیں اور اسی وجہ سے افرادی قوت، بے پناہ وسائل اور دولت ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت ورضا سے محروم ہو کر غیروں کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں۔

آج دنیا میں کسی جگہ بھی خلافت اسلامیہ کا نظام موجود نہیں ہے البتہ عالم اسلام کے مختلف حصوں میں خلافت کے احیاء وقیام کے لئے مساعی اور جدوجہد کا سلسلہ جاری ہے اور بیسیوں تحریکات مختلف مسلم ممالک میں خلافت کے قیام کے لئے تگ ودو کر رہی ہیں۔ پاکستان میں جو حلقے اس مقدس جدوجہد میں مصروف ہیں ان میں محترم ڈاکٹر میر معظم علی علوی صاحب کا حلقہ بطور خاص قابل ذکر ہے جو خلافت کی اہمیت کو مسلمانوں کے ذہنوں میں اجاگر کرنے اور اس کے لئے لوگوں کی ذہن سازی وفکری تربیت کے کام میں ہمہ تن مصروف ہے...... اس لئے ڈاکٹر صاحب موصوف اور تحریک پاکستان کے ان جیسے دیگر نظریاتی کارکنوں کے ذہنوں میں پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے سوا اور کسی بات کا تصور بھی نہیں آسکتا اور وہ اسی جذبہ اور لگن سے پاکستان میں خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔"

(مقدمہ۔ نظام خلافت راشدہ صفحہ 36-35)

پھر آگے چل کر مولانا زاہد الراشدی خلافت کے قیام کے لئے کام کرنے والی تمام تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا اور متحد ہو کر کام کرنے کی طرف بلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم اس وقت دنیا بھر میں خلافت اسلامیہ کے حوالے سے ذہن سازی کے مرحلے میں ہیں اور بیسیوں فکری حلقے اس مقصد کے لئے اپنے اپنے ذوق اور مطالعہ وتحقیق کی بنیاد پر خلافت کے خاکے اور پروگرام تجویز کر کے ان کے لئے محنت کر رہے ہیں جو ظاہر ہے کہ اپنی جزئیات وتفصیلات کے حوالے سے اور بعض جگہ اصولوں کے تعین میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔ اس لئے اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ خلافت کے لئے کام کرنے والے مختلف حلقوں اور تحریکات میں باہمی مشاورت، رابطہ اور مفاہمت ومباحثہ کا بھی اہتمام ہو، تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ متفقہ پروگرام امت کے سامنے پیش کر سکیں۔ ہمارے نزدیک اس وقت امت مجموعی طور پر خلافت کی طرف آنے کے لئے تیار ہے مگر بیسیوں حلقوں کے الگ الگ پروگرام اور فکری ڈھانچے شاید اس میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور اگر ہم اس مرحلے کو حکمت عملی اور سنجیدگی کے ساتھ طے کر سکیں تو خلافت اسلامیہ کے احیاء کی منزل قریب آ سکتی ہے۔"

(مقدمہ۔ نظام خلافت راشدہ صفحہ 35)

۞ خلافت کیسے قائم ہو۔ انقلاب یا انتخاب سے

خلافت کے قیام کی خاطر جو مختلف تحریکات کام کر رہی ہیں۔ ان میں خلافت کے قیام کے طریق کار میں بھی اختلاف ہے۔ بعض انقلاب کے ذریعہ خلافت کے قیام کی حامی ہیں جبکہ بعض انتخاب اور بعض پارلیمانی طریق سے۔

چنانچہ ڈاکٹر امیر معظم علی علوی صاحب بانی تحریک خلافت راشدہ انتخاب کے ذریعہ خلافت کے قیام کے حامی ہیں اور وہ اپنا نظریہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آجکل بڑی بحث چل رہی ہے کہ آیا اب جو خلافت قائم ہوگی وہ کس طریقے سے ہوگی؟ وہ انقلاب کے ذریعے ہوگی یا انتخاب کے ذریعے؟ بعض لوگ یہاں انقلاب کی تھیوری بیان کرتے ہیں اور ہمیں بڑا تعجب ہوتا ہے یہ سن کر کہ جب وہ کہتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اسلام انقلابی انداز میں بیان کیا۔ حالانکہ اسلام میں کہیں انقلاب نہیں ہے۔...... تحریک نظام خلافت راشدہ اس کے مقابلے میں انتخاب کی تھیوری بیان کرتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ چونکہ ہمارے پاکستان میں اس وقت پارلیمنٹری سسٹم ہے اور جو انتخاب ہی کے ذریعے ہوتا ہے تو لہٰذا ہم انتخاب کے ذریعے خلافت راشدہ

قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔......

تحریک نظام خلافت راشدہ کے سلسلے میں ایک پورا منصوبہ میں نے پیش کیا ہے جو پاک اتحاد کے نام سے چھپ بھی گیا ہے...... اس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح آپ اکثریت میں اچھے اور دیندار لوگوں کو پارلیمنٹ میں لے جا سکتے ہیں اور انہیں کامیاب بنا سکتے ہیں اور وہاں چونکہ سارے عمدہ اور اچھے پاکیزہ، دیندار اور دیانت دار لوگ ہوں گے اور وہ قوم کے منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس وقت اپنے نمائندہ (Representative) ہونے کی حیثیت سے اپنے ہی میں سے بہترین آدمی کو اپنا خلیفہ چن لیں گے۔ تو اس طریقے سے خلافت قائم ہو سکتی ہے۔"

(نظام خلافت راشدہ صفحہ 151-149)

جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد داعی تحریک خلافت پاکستان قیام خلافت کے لئے انقلاب کے حامی ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"دوسری طرف وہاں پاکستان کا اصل اور حقیقی دفاع اس میں مضمر ہے کہ یہاں اسلام کے "نظام خلافت" کو بہ تمام وکمال رائج وقائم کر کے ان اللہ یدافع عن الذین امنوا (الحج:38) اللہ خود دفاع کرے گا اہل ایمان کی جانب سے کے مصداق اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدافعت کے مستحق بنیں۔

اس نظام خلافت کے لئے ظاہر ہے کہ صرف عنوان یا لیبل بدلنے کی نہیں مکمل انقلاب کی ضرورت ہے جو صرف جانی اور مالی قربانی ہی کے ذریعے رونما ہو سکتا ہے اور جس کے لئے زبردست عوامی تحریک اور انقلابی جدوجہد کی ضرورت ہے"

(پاکستان میں نظام خلافت کیا کیوں کیسے؟ صفحہ 11-10)

18۔ نواز شریف کی طرف سے

خلفائے راشدین کا نظام لانے کا اعلان

پاکستان میں احیائے خلافت کے لئے جو تحریکیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں ایک جامعہ رضویہ ٹرسٹ کی طرف سے "تحریک احیائے خلافت" کے نام سے جاری ہے۔ جسے مفتی غلام سرور قادری چلا

رہے ہیں۔اس تحریک کی طرف سے "البر" کے نام پر ماہانہ پرچہ بھی جاری ہوتا ہے جس کی پیشانی پر علامہ اقبال کا یہ شعر درج ہوتا ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ایڈیٹر صاحب پرچہ ہذا اپنے شمارہ ستمبر 1996ء کے اداریہ میں بعنوان تحریک پاکستان بچاؤ کے تحت لکھتے ہیں۔

"میاں صاحب (نواز شریف) نے ملک میں خلفائے راشدین کا نظام لانے کی جو بات کی ہے۔ہم ان کی حمایت کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ میاں صاحب اس کو فقط انتخابی نعرہ نہیں بنائیں گے بلکہ برسر اقتدار آ کر اس پر عمل بھی کریں گے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر خلفائے راشدین والا نظام جو کہ اسلام کا ہی حقیقی نظام ہے کے نافذ ہونے کے بعد دنیا میں پاکستان سے زیادہ پر امن کوئی ملک نہیں ہوگا۔" (ماہنامہ البر ستمبر 1996ء صفحہ 4)

19۔چند مزید فکر انگیز اقتباسات

عدم خلافت کی وجہ سے امت جن مشکلات سے گزری اور گزر رہی ہے ان کے ازالہ کے لئے خلافت کے قیام کے لئے جو آوازیں بلند ہوئیں۔ان میں سے بعض منظم مختلف اداروں اور سوسائٹیوں کی طرف سے بطور تحریک کے تھیں۔ان میں سے چند بڑی بڑی مشہور تحریکوں کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔امت کے لئے درد رکھنے والے بعض لوگوں نے اس آواز کو بلند کیا اور خلافت کے وجود کو قبول کیا۔اب آئندہ صفحات میں چند ایسے اقتباسات درج کئے جا رہے ہیں۔جن میں خلافت کی ضرورت کا بھی ذکر ہے اور خلافت سے محرومی کا جرمانہ جو مختلف شکلوں میں امت بھگت رہی ہے ان کا بھی ذکر ہے۔

نعمت کاملہ (حضرت سید اسماعیل شہید)

حضرت سید اسمٰعیل شہید خلافت کی جستجو اور اس نعمت کے لئے دعا کرنے کے بارہ میں

تحریر فرماتے ہیں۔

"نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئے۔شائد یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اس وقت ہی جلوہ گر ہو جاوے۔" (منصب امامت صفحہ 86)

۞ اسلام کی بقا احیائے خلافت میں مضمر ہے (محمد امجد محسود)

جناب محمد امجد محسود نے اپنے ایک مضمون میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور زوال وتنزل کا ذکر کر کے اسلام کی بقا کا حل احیائے خلافت بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"خلافت ہی وہ چیز ہے جس کے حصول کے بعد یہ سب کچھ بدل جائے گا۔ جب مسلمان خلافت کا قیام عمل میں لائیں گے تو سب کچھ بدل جائے گا لیکن خلافت کے قیام کے لئے سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو اپنا آپ بدلنا ہوگا' اپنے طرز عمل کو بدلنا ہوگا' اپنی سوچ' فکر' نظریے کو بدلنا ہوگا اپنی معیشت' تجارت' ثقافت' معاشرت کو بدلنا ہوگا اپنے رہن سہن' لباس' خوراک تک کو بدلنا ہوگا ہم جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں کو نہیں اپنائیں گے ہم جب تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے تب تک نہ ہم خلافت کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں اور نہ ہی ان مصائب و آلام سے نجات پا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو زوال کی گہرائیوں سے نکالنے اور عروج کی چوٹی تک لے جانے کا واحد حل خلافت کا قیام عمل میں لانا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلافت ہی کیوں؟ کوئی اور متبادل راستہ کیوں نہ اپنایا جائے جو دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہو تو اس کا جواب یہی ہے کہ جب سے خلافت کا خاتمہ ہوا ہے تب سے آج تک ہم کتنے طریقے آزما چکے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ روشن خالی' اعتدال پسندی' جمہوریت' شہنشاہیت' سوشل ازم' کمیونزم وغیرہ سب کچھ دنیا نے دیکھ لیا لیکن وہ سکون جو خلافت کے وقت دنیا میں تھا وہ امن اور بھائی چارہ جو خلافت کے زیر سایہ تھا اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ خوف و وحشت تمہارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑیں گے دنیا کے دوسرے نظاموں سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں ملا بلکہ الٹا نقصان اٹھانا پڑا آج دنیا جس تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے یہ

دنیاوی نظاموں کے مرہون منت ہے۔ آج دنیا کو خدائی نظام کی ضرورت ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہوتا' اگر دنیا کو نقصان سے نکالنا اور فائدے کی طرف لانا ہے تو کیوں نہ ہم واپس اپنے پرانے طریقے پر ہی آ جائیں جس میں نجات ہے' سکون ہے' آرام ہے اور سب سے بڑھ کر امن ہے اور وہ طریقہ' وہ نظام' خلافت کا نظام ہے جس میں امیر و غریب' ہندو' مسلم' سکھ' عیسائی اور یہودی سب امن کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

آج مسلمان کی نجات خلافت میں پوشیدہ ہے خلافت ہی مسلمان کو اس کا کھویا ہوا مقام دوبارہ دے سکتی ہے جب مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت تھی تو ان کے پاس حکومت بھی تھی' دولت بھی تھی' شہرت بھی تھی' علم پر مسلمانوں کا قبضہ تھا' معیشت پر مسلمانوں کا کنٹرول تھا' ٹیکنالوجی پر مسلمانوں کی دسترس تھی غرض دنیا پر مسلمانوں کا رعب دبدبہ تھا لیکن جب مسلمانوں سے خلافت چھینی گئی جب مسلمانوں کی خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو علم بھی ہاتھ سے جاتا رہا' معیشت بھی ہاتھ سے جاتی رہی' ٹیکنالوجی بھی کنٹرول میں نہ رہی اور تو اور خلافت کے ٹوٹنے کے بعد ہم سے ہماری ثقافت' تہذیب اور تمدن تک چھینا گیا اور ہم پر اپنی ثقافت' تہذیب اور تمدن لاگو کئے گئے۔ ہمیں اس قدر ذہنی غلامی کا شکار کیا گیا کہ ہم ان کے اشاروں پر ناچتے گئے اور وہ ہمیں نچاتے گئے ہم سے سب کچھ چھیننے کے بعد بھی ہمیں معاف نہ کیا گیا بلکہ وقتاً فوقتاً ہمیں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہماری آبادیوں پر بم برسائے گئے' ہماری مسجدوں کو تباہ کیا گیا' ہمارے بچوں کو ذبح کیا گیا' ہماری عورتوں کی عصمتوں سے کھیلا گیا' ہماری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ایک ایک کر کے ہمیں مٹانے کی منصوبے بنائے گئے ہیں اور ان پر عمل درآمد شروع ہے جن کی زندہ مثال افغانستان' عراق اور لبنان کی جنگ ہے۔

اگر اب بھی مسلمان بیدار نہ ہوئے تو وہ دن دور نہیں جب چار سو کفر ہی کفر ہوگا اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کو کفر سے نجات دلانے کے لئے میں نوجوانوں کو یہ فکر دینا چاہتا ہوں کہ آئیں سب مل کر خلافت کا قیام عمل میں لائیں تاکہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے شکنجے سے نکال سکیں آج مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ خلافت ہے ہمیں ایک امیر کی اطاعت کرنی ہوگی تب جا کر ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے تمام مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر لانا ہوگا۔ ایک خدا' ایک قرآن' ایک رسول کے ماننے والوں کو ایک ہی جھنڈے کے نیچے اکٹھا ہونا ہوگا۔

وہ کون سی خلافت ہے جس پر ساری امت مسلمہ کا اتفاق و اتحاد قائم ہو سکتا ہے وہ خلافت

"خلافت راشدہ" ہے جس پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے چنانچہ ہمیں خلافت راشدہ کے اصولوں کے مطابق "خلافت" کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی اور ایک ایسی خلافت کا قیام عمل میں لانا ہوگا جو خلافت راشدہ کا عکس ہوگی کیونکہ خلافت راشدہ ہی معیار حق ہے۔ خلافت راشدہ ہی وہ واحد نظام حکومت ہے جو قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ ہمیں نہ شریعت بل کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی ماڈرن وروشن خیال اسلام کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس وقت ضرورت ہے تو "خلافت" ہی کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت صرف ہماری ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کی ضرورت ہے اور وہ واحد راستہ بلکہ آخری راستہ ہے جس سے مسلمان تباہی و بربادی سے نکل کر امن وآشتی میں آسکتے ہیں چنانچہ مسلمانوں کو تباہی و بربادی سے بچانے اور اپنی آنے والی نسلوں کو ظلم و بربریت سے محفوظ رکھنے اور انہیں امن وسکون اور محبت و پیار سے بھرا ہوا گلشن مہیا کرنے کے لئے خلافت بطرز خلافت راشدہ کا قیام عمل میں لانا ہوگا اور اس مشن کی تکمیل کے لئے ہمیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ہوگا۔ آئیں! تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہم سب مل کر اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لئے خلافت کے قیام کو یقینی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشن میں کامیابی وکامرانی عطا کرے۔ آمین"

(ضرب مومن کراچی 19 رجنوری تا 25 رجنوری 2007ء)

۞ نماز استقاء کی طرح مسلمانوں کو "نماز قیادت" بھی ادا کرنی چاہئے

(ایڈیٹر نوائے وقت)

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ نوائے وقت "سرراہے" کے تحت لکھتے ہیں۔

"اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ **جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی ایک روز "نماز قیادت" ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رورو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔** آمین"

(روزنامہ نوائے وقت 16 ردسمبر 2003ء)

اسلامی انقلاب کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے (قاضی محمد زاہد الحسینی)

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب آف اٹک نے بڑی اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"امت کے آخری دور کے لئے وہی نظام حیات کامیاب ہوسکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں لگے ہوئے رضی اللہ عنہ ورضواعنہ کی امتیازی شان سے سرفراز ہوئے مگراس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے جو تقریباً پانچ سو سال سے متعین نہ ہوسکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دنیا پر پورا حکمران ہے۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کر لی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دنیا کے جعفری حرکت میں آجاتے ہیں۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے۔ ہم کنتم خیر امة کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں۔ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کے بجائے ایک ایک عالمی امیر ہو، جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے، اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں جس کی اشد ضرورت ہے۔"

(ماہنامہ اکوڑہ خٹک اگست 1994ء صفحہ 44-43 بحوالہ الفضل 7/اکتوبر 1998ء)

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ مہر خوشگوار

خلافت راشدہ کے قیام کے لئے علم جہاد بلند کرنے کا عزم

(تحریک استقلال)

تحریک استقلال ضلع فیصل آباد کے کارکنان نے ایک موقعہ پر خلافت راشدہ کے قیام کا یوں عزم کیا۔

"ہم اس عزم کا اعادہ کرتے ہیں کہ ملک کی بقا اور سالمیت کے تحفظ کے لئے ملک میں خلافت راشدہ کے نظام کے قیام کے لئے ...... علم جہاد بلند رکھیں گے۔"

(نوائے وقت لاہور 26/جون 1972ء)

۞ عالم اسلام کا ایک خلیفہ (اہل حدیث)

اہل حدیثوں کے ماہنامہ "محدث" لاہور نے لکھا کہ۔

"تمام عالم اسلام کو ایک خلیفہ واحد کے تحت منظّم کیا جائے اور ان تمام مختلف ممالک کا دارالخلافہ مکہ مکرمہ کو قرار دیا جائے اور جتنے جداگانہ جغرافیائی خطے ہیں۔ان میں سارے حکمران خودمختار سربراہوں کے بجائے مرکزی حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے کام کریں۔تعدد خلفاء کے جواز کا نظریہ ہمارے نزدیک ملت اسلامیہ کو چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرنے کا باعث ہے بلکہ روح اسلام کے بھی خلاف ہے۔"

(ماہنامہ محدث لاہور صفحہ 7 بابت محرم الحرام 1396ء بحوالہ الفرقان جولائی 1976ء)

۞ خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں (منیر حسین نجمی)

کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے جناب منیر حسین نجمی صاحب کا خط "ندائے خلافت" میں نقطہ نظر کے تحت شائع ہوا۔جس میں امت مسلمہ پر آنے والے تکلیف دہ حالات اور بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھ کر اس خط میں تمام امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی اپیل نہایت دردمندانہ انداز میں یوں کی ہے۔

"آج پوری دنیا پر سوائے طالبان اور ایران کے شیطانی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کر لی گئی ہے۔خدا کے بندے ابلیس کی بندگی کر رہے ہیں۔مسلمانوں کی اجتماعیت ختم ہو چکی ہے۔اندریں حالات ہمارا اولین فریضہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو عملاً نافذ کرنا ہے۔**پس اسلامی ریاست کے قیام، حفظ ناموس الٰہی، خدا کی حاکمیت اعلیٰ، اقامت دین، نصب امامت، احیائے خلافت راشدہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تمام دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا ہوگا** تاکہ اولاً پاکستان میں اور ثانیاً پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی راہ ہموار کی جا سکے۔...... میں اس خط کے ذریعے دینی جماعتوں کے راہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور ایک امیر کی اطاعت میں عصر حاضر کے فرنگیانہ، کافرانہ،

ملحدانہ اور انسانیت کش سسٹم کے خلاف اعلان جنگ کریں۔ کسی بے دین جماعت یا پارٹی سے ہرگز اتحاد نہ کریں۔ خاص طور پر میں قاضی حسین احمد، ڈاکٹر طاہر القادری، مولانا اعظم طارق، مولانا محمد اکرم اعوان، مولانا عبدالستار خان نیازی، شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، ڈاکٹر اسرار احمد اور مولانا ساجد میر سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اتحاد کر لیں۔ ایک اسلامی انقلاب کونسل تشکیل دیں جس کے امیر کا انتخاب ریفرنڈم کے ذریعے ہو جو دو مراحل پر مشتمل ہو۔ پہلے مرحلے میں اندرون اور بیرون ملک پاکستانی اس انقلابی کونسل کے لئے امیر کا چناؤ کریں۔ دوسرے مرحلے میں دینی جماعتوں کے اراکین سے بھی رائے لی جائے پھر ان دو مراحل کی رائے دہی کے بعد دینی جماعتوں کے سربراہ بھی رائے کا اظہار کریں اور اپنے میں سے ایک امیر منتخب کریں جو تاحیات امیر المومنین ہو یا ایران کی طرح اجتہاد کرتے ہوئے ہر 5 سال بعد رائے کی توثیق کروالی جائے۔"

(ندائے خلافت لاہور 6 تا 12 مئی 1999ء)

مرکزیت کی ضرورت (محمد عادل)

جناب محمد عادل صاحب نے اپنے مضمون "مرکزیت کی ضرورت" میں خلافت راشدہ کے بعد خلافت پر آنے والے زیروبم کا ذکر کیا ہے جس میں مرکز کے قیام پر اپنے دل کی آواز کو یوں بیان کیا ہے۔

"رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ تو ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ لیکن ملت مسلمہ کی دینی اور دنیوی معاملات میں رہبری اور قیادت کے لئے آپ ﷺ کے ایک نائب کی ضرورت پیدا ہوئی جو خلیفۃ الرسول کے معزز لقب سے نوازا جائے۔ جس کا کام افراد ملت کو ایک رشتہ میں منسلک رکھنا ہو اور جو احکام خداوندی کے مطابق مسلمانوں کو زندگی گزارنے میں مدد دے سکے۔......

اسی سلسلہ میں بعض دانشوروں کی آراء سے واقفیت دلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جناب اے کے بروہی نے اپنے کتابچہ "اقبال اور اسلامی سوشلزم کا تصور" میں اقبال ہی کے اشعار کا ترجمہ انگریزی میں پیش کیا ہے جس کا لب لباب یہ ہے:۔

حقیقی طور پر اسلام کی مؤثر سیاسی وحدت قائم کرنے کے لئے پہلے تمام مسلمان ممالک کو چاہئے

کہ وہ آزادی حاصل کریں بعدہ اجتماعی طور پر ایک خلیفہ کی سرکردگی میں خود کو منظم کرلیں۔ یہ بات اگر آج ممکن نہیں ہے تو مستقبل کا انتظار کیا جائے۔ اس دوران خلیفہ حالات کو درست کرلے اور ایک قابل عمل جدید ریاست کی تاسیس عمل میں لے آئے۔ آج کی بین الاقوامی دنیا میں کمزور کے ساتھ کسی کو ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ صرف تعظیم وتکریم کا مستحق طاقتور ہی ہوتا ہے۔

جناب عبدالعزیز شرقی مقیم مدینہ منورہ کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں جن میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب بیان کئے گئے ہیں اور خلافت کے احیاء کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ؔ غیروں کی شکایت ہے نہ اپنوں کا گلہ ہے
یہ شامت اعمال ہے جو کچھ کہ ہوا ہے
اللہ سے رخ پھیر لیا غیر کی جانب
یوں نصرت حق نے بھی ہمیں چھوڑ دیا ہے
کافی ہے مسلماں کو فقط رشتہ اسلام
جو قوم وطن ملک کے رشتوں سے سوا ہے
شیطان نے بہکایا ہے اس راہ سے ہم کو
آغاز مصیبت کا اسی سے تو ہوا ہے
ندائے خلافت ہی سے بدلی ہے یہ تاریخ
پھسلا جو مسلماں تو پھسلتا ہی گیا ہے
منہاج نبوت پہ جو قائم ہو خلافت
اس دور سیاست کی یہی ایک دوا ہے
ہر ازم سے توبہ کرو لوٹ آؤ خدارا
اخلاص سے دل درد سے دیتا یہ صدا ہے
توبہ کی طرف تو کوئی مائل نہیں ہوتا
کون ان کو بتائے در توبہ بھی کھلا ہے
لوٹ آئیں ندامت سے اگر آج مسلماں
بار برسنے کو مدینہ کی گھٹا ہے

ان حالات میں ہماری ملت مسلمہ سے عموماً اور پاکستانی بھائیوں سے خصوصاً نہایت دردمندانہ اپیل ہے کہ للہ اب اس بے حسی کو ترک کرو اور ملت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے لئے اپنی تمام توانائیوں کو صرف کردو۔ اس کے لئے وہی پرانا اور آزمودہ نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے یعنی "مسلمانوں کے لئے ایک مرکز کا قیام اور خلافت کا احیاء"

ہمارے نزدیک مرکز کے لئے پاکستان سے زیادہ مناسب اور موزوں جگہ کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے اور ابھی تک یہاں وہ روایتیں کسی نہ کسی درجہ میں موجود ہیں جو مسلمانوں کو اپنے ماضی کی طرف لوٹنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ پاکستانیوں کا یقیناً ایک عظیم کارنامہ ہوگا اگر وہ اس جانب پیش قدمی کر کے پوری ملت مسلمہ کی قیادت کے فرائض انجام دیں۔ یہ کام اس زمانہ میں خاصا دشوار نظر آتا ہے لیکن اللہ کے بندوں کے لئے کوئی راہ بند نہیں ہے کیونکہ بقول اقبال مومن کے پاس ایسے ہتھیار موجود ہیں جو بڑی سے بڑی رکاوٹ کو بھی راستہ سے ہٹا دیں۔ ان کا کہنا ہے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اللہ پر بھروسہ کر کے اور اس کا نام لے کر آگے بڑھیئے اور پھر اپنی کوششوں کے ثمرات دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ آج بھی اسی طرح سچا ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ قرآن کریم آج بھی پکار پکار کر ہمیں اس جانب متوجہ کرتا ہے۔ وانتم الا علون ان کنتم مومنین لہٰذا عزم صمیم کے ساتھ اس کے ادارہ کے احیاء کا کام شروع کردو تا کہ ملت مسلمہ کے بکھرے ہوئے دانوں کو ایک لڑی میں منسلک کیا جا سکے۔"

(مہارت جلد 2 شمارہ 22، 8 / اگست 1992ء صفحہ 33-32)

❁ تنسیخ خلافت کی سزا افتراق کی صورت میں امت بھگت رہی ہے (عبدالماجد دریابادی)

مفکر اسلام مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں۔

"اتنے تفرق اور تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر، یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کون سی ایک

خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی ......ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔"

(صدق جدید یکم مارچ 1974ء)

☆ خلافت سے محرومی کا جرمانہ مسلمان مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں

(سید ابوالحسن ندوی)

مولانا سید ابوالحسن ندوی نے زیرعنوان "پندرھویں صدی میں عالم اسلام کے دس نکاتی پروگرام" کے لکھا۔

"اسی کے ساتھ عالم اسلام میں ایک ایسی مرکزی قیادت کے عالم وجود میں آنے کی فکر وسعی جو "شورائیت" کے اسلامی اصول اور تعاونوا علی البر والتقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو اور اپنی اس کوتاہی اور محرومی پر کم سے کم تاسف وندامت کہ اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔"

(اخبار تعمیر حیات لکھنؤ انڈیا 25/اگست 1988ء)

۞ خلافت ہی مسلمانوں کو انتشار سے بچا کر ایک مرکز پر جمع کر سکتی ہے

(جدوجہد لاہور)

اہل سنت والجماعۃ کا پاسبان رسالہ "جدوجہد" لاہور لکھتا ہے۔

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خودغرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور امت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو، چگو، اپنا پیٹ پالو۔

صرف خلافت ہی ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔"

(ماہنامہ جدوجہد لاہور 1960ء)

۞ وقت کا تقاضا (جدوجہد لاہور)

ماہنامہ "جدوجہد" لاہور لکھتا ہے۔

"مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک تیس ممالک کا ایک عظیم اسلامی بلاک صرف اتحاد و اتفاق کی نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے مغربی اقوام سے پٹ رہا ہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر اس دشمن اسلام اقوام متحدہ کو چھوڑ کر خلافت اسلامیہ کا احیاء کریں۔ ایک فعال قوت کی حیثیت سے زندہ رہنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔"

(ماہنامہ جدوجہد لاہور۔ اگست 1974ء)

۞ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی برکات (تنظیم رسالہ)

مدیر "تنظیم" اہل حدیث لاہور لکھتے ہیں۔

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟"

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 12/ ستمبر 1969ء بحوالہ الفرقان ستمبر 1969ء)

۞ مسلمانان عالم کو درپیش مصائب سے نجات کا حل خلافت کا قیام

(اسلامک دعوۃ سنٹر)

عالم اسلام میں عدم خلافت کی وجہ سے بے چینی بڑھ رہی ہے۔ امریکہ کے "اسلامک دعوہ سنٹر" نے اس بے چینی کا اظہار کیا اور کہا کہ تمام مصائب سے نجات کا حل خلافت کا قیام ہے۔

"آج مسلمان ہر طرف سے کافروں کے چنگل میں ہیں۔ یوگوسلاویہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو یا ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط، پاکستان میں قتل عام ہو یا کشمیر کے مسائل ...... ہر طرف سے آج کا مسلمان مصیبت میں ہے۔ ان سب مصائب کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے خلافت

کا قیام۔ دنیا بھر کے سب مسلمانوں پر خلافت کا قیام اور پھر ان پر صرف ایک خلیفہ کا رہنا ایسے فرائض کی طرح ہے، جن کو چھوڑ دینا اللہ عزوجل نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ فرض ایسا فرض ہے جس سے کسی مسلمان کی پسند یا ناپسند کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس فرض کی تکمیل میں کوئی غفلت، تساہل یا لاپرواہی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے فرض کو اتنی اہمیت دی ہے جس کی کوتاہی سے اللہ تعالیٰ انہیں شدید ترین عذاب دے گا۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ اللہ کے ساتھ قیامت کے دن اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی حجت یا سند نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں امام یا خلیفۃ المسلمین کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ تو اے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس بات کو کان کھول کر سن لو کہ خلافت ایک ایسا فرض ہے جس کی غیر موجودگی سے کئی بلکہ زیادہ تر فرائض رک رہے ہیں۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کیسے بچ سکیں گے جب تک ہم اس اسلامی ریاست یا خلافت کو قائم نہ کریں جو اسلامی لشکروں کو تیار کرتی ہے جو کہ اسلامی حدود کی حفاظت کرتی ہے جو کہ حدود اللہ کا نفاذ کرتی ہے اور جو ما انزل اللہ کے مطابق حکمرانی بجالاتی ہے۔ آیئے اور خلافت جیسے فرض کی تکمیل میں ہماری مدد کیجئے۔

(منجانب اسلامک دعوہ سنٹر 16، 57-37 ایونیو۔ وڈسائیڈ نیویارک 11377 (یو ایس اے)
(بحوالہ ندائے خلافت 29 ستمبر تا 12 اکتوبر 1992ء)

۞ قوم کی ایمبولینس خراب ہے جسے مکینک کی ضرورت ہے (آفتاب اقبال)

مشہور صحافی جناب آفتاب اقبال صاحب اپنے کالم "حسب حال" میں قائداعظم کو بیماری کے عالم میں جب ایمبولینس میں لے جایا جا رہا تھا تو ایمبولینس راستے میں خراب ہونے کا واقعہ تحریر کر کے لکھتے ہیں کہ بیمار قوم بھی، ایمبولینس میں بغرض علاج سفر کر رہی ہے جو راستہ میں خراب ہوگئی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"یہ قوم بھی پچھلے کئی برس سے راندہ درگاہ بنی اپنی قسمت پر حیرت کناں ہے جبکہ اس کی ایمبولینس بھی ناکارہ ہو کر ایک عرصے سے سڑک کے کنارے کھڑی کسی مکینک کی منتظر ہے۔"

(نوائے وقت 3 اپریل 2008ء)

مسلمانانِ ہند کی قابلِ رحم حالت (تازیانہ ریویو)

1930ء کے قریب قریب کا زمانہ مسلمانانِ ہند کے لئے گوناں گوں مصائب سے لبریز تھا۔ کشمیر اور صوبہ سرحد میں مسلمانوں پر جبر و تشدد کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے اس کے ساتھ ہی کرنال، حصار اور ریاست الور کے مسلمانوں کو سخت دق کیا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ پنجاب مسلم اکثریت کا صوبہ ہونے کے باوجود ہندوؤں اور سکھوں کی سازشوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اب سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ (قائداعظم) محمد علی جناح کے انگلستان چلے جانے اور وہاں بود و باش اختیار کر لینے کے بعد مسلمانانِ ہند کا سیاسی قافلہ انتشار، تشتت اور پراگندگی کا شکار ہو رہا تھا اور مسلمان لامرکزیت اور فقدانِ قیادت کے نتیجہ میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو چکے تھے چنانچہ "تازیانہ ریویو" (30/نومبر 1923ء) نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

"مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے تاوقتیکہ ان میں کوئی لیڈر پیدا نہ ہوگا۔ گاندھی نہ ہو تو مالوی ہی ہو اور اگر وہ نہ ہو تو پرمانند ہی سہی۔ لیکن یہاں تو ہندو لیڈروں کے مقابلہ میں ہم کسی ایک مسلمان کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔" (تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 2 جدید ایڈیشن)

گاڑی کے ڈبوں کے انجن کی طرح انسانی قافلے کے لئے بھی ایک انجن کی ضرورت ہے (الجمعیۃ)

اخبار "الجمعیۃ" دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے نہایت حسرت بھرے انداز میں لکھا کہ

" کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے۔ میں نے سوچا مال گاڑی کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک انجن ہو اور سارے افرادِ ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔"

(ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن 9/مئی 1969ء بحوالہ ہفت روزہ بدر مسیح موعود نمبر 21/دسمبر 1995ء)

ہم "زندہ ہجوم" ہیں (محمد جاوید تسکین)

دینِ حق اور وطن سے سچی محبت اور وابستگی زندہ قوم کی اساس ہے۔ جن کا کوئی واضح نصب

العین نہ ہوان کا اکٹھ قوم نہیں ہجوم ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار جناب محمد جاوید تسکین صاحب نے مذکورہ بالاعنوان کے تحت یوں کیا ہیں۔

"اس نقشے میں پھیلی ہوئی افراتفری دیکھ کر جب ہم پاکستانیوں کے اس دعویٰ کہ "ہم زندہ قوم ہیں" کا ایماندارانہ جائزہ لیتے ہیں تو سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اس میں زندہ قوم والی کوئی علامت نظر نہیں آتی بلکہ اس میں موجود سب علامتیں ایک ہجوم کا سا منظر پیش کرتی ہیں۔

وہ ہجوم جس میں انسانوں کا جمگھٹا تو ہو مگر ان کے ہاں کوئی واضح مقصد نہ ہو۔ جو گنتی میں تو افراد ہوں مگر تول میں روئی کے گالے۔ جو چل تو رہے ہوں مگر منزل سے بیگانہ۔ جو پارے کی طرح ساکن ہوں لیکن کسی بھی غلط یا صحیح ہاتھ کے لگنے سے ایک دم متحرک ہو جائیں۔ یہ ہجوم بازار میں اکٹھے ہو جانے والے رش سے زیادہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا، جو بازار میں موجود تو ہو مگر محض اپنے اپنے اغراض کے پیش نظر۔ وہ تو صرف ایک دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے ہجوم ہو جاتے ہیں۔

خود ہی سوچئے کہ کیا ایسے ہجوم کو قوم بلکہ زندہ قوم کہا جا سکتا ہے؟ جو لوگ اپنے مقاصد سے بے خبر ہوں۔ جو اپنے مستقبل سے بے فکر ہوں۔ جو اپنے نصب العین سے محروم ہوں۔ جن کا دامن سنجیدہ جذبوں سے تہی ہو۔ جو ملکی سلامتی کے تقاضوں سے نا آشنا ہوں۔ جو اعلیٰ معاشرے کے اصولوں سے نابلد ہوں۔ جن کی فکری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو کہ بھیڑ بکریوں کی طرح دور سے ہر سبز چیز کو چارہ سمجھ کر دوڑتے چلے آئیں۔ جو محض اکٹھا ہونا جانتے ہوں۔ ایسے لوگوں کے اکٹھ کو قوم کہہ بھی لیا جائے تو یہ ہمیں A Nation of Straw ہی نظر آئے گی۔ بے رائے افراد کی، افراد میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو بے رائے قوم کی، قوموں کی صف میں بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟......

اب ہمیں پوری سنجیدگی سے اس ہجوم کو قوم بنانا ہوگا۔ زندگی کے کچھ ضابطے متعین کرنا ہوں گے۔ زندہ رہنے کے کچھ اصول اپنانا ہوں گے۔"

(ہفت روزہ المنبر فیصل آباد 8 تا 22/ اکتوبر 1998ء صفحہ 14)

۞ منظّم ہونے کی اپیل (سید تاج حسین)

مسلمانوں کی حالت زار جو آئے دن اخبارات وجرائد ورسائل میں طبع ہوتی رہتی ہے۔ ان

سے تنگ آ کر جناب سید تاج حسین صاحب ہیڈ ماسٹر سالار روالا نے قیادت کے لئے یوں اپیل کی۔

"نہایت دردمندانہ دل سے اپیل کروں گا کہ برائے خدا ایک شخص کی قیادت کا خیال دل میں لئے ہوئے منظم ہو کر اپنے نصب العین کی تلاش کریں۔" (تاثرات قادیان از ملک فضل حسین صفحہ 234)

۞ مشہور شاعر علامہ اقبال کے جذبات

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

۞ عالم اسلام کو درپیش مسائل (جنرل مرزا اسلم بیگ)

مذکورہ بالا عنوان کے تحت جناب جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے زوال کے کئی اسباب ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں ہماری رسوائی کی اصل وجہ وہ فکری جمود ہے اور انحطاط ہے جس کے مسلمان بطور ایک امت ایک عرصے سے شکار چلے آ رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ نے اب تفکر اور تدبر سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا ہے اور اس طرح اس کی ذہنی ترقی اور بالیدگی کا گراف ایک مقام پر آ کر رک گیا ہے اور اس طرح یہ ملت خرافات میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ آج ہماری بے حسی کا یہ عالم ہے کہ ہم بسم اللہ کے گنبد میں محصور ہیں۔ ادھر مغرب کی فکری یلغار دشمن ایمان و آگہی بن کر ہمارے عقائد و نظریات پر کاری ضرب لگا رہی ہے۔ ہماری ذہنی غلامی کا یہ عالم ہے کہ آج ہم دیکھتے ہیں تو مغرب کی عینک سے۔ سوچتے ہیں تو مغرب کے ذہن سے' فیصلہ کرتے ہیں تو مغربی نظام فکر کے تناظر میں۔ ہم نے اپنی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو اہل غرب کے ہاں گروی رکھ دیا ہے۔ یہ صورت حال حد درجہ تشویشناک ہے اور فوری اصلاح کی سزاوار ہے۔

اس تناظر میں عالم اسلام پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ لازم ہے کہ مسلمان مفکرین مل بیٹھ کر نوشتہ دیوار پڑھنے کی کوشش کریں اور اپنے ملی تشخص کو بحال کرنے کے لئے قابل عمل پالیسیوں کو تشکیل دیں۔ وقت کا سرا ہاتھ سے سرکتا جا رہا ہے اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ وقت کسی کا

انتظار نہیں کرتا۔"

مقاصد کی تکمیل (محمد شفیع)

مشہور صحافی م۔ش تحریر کرتے ہیں کہ

"پاکستان کے مقاصد کی تکمیل پارلیمانی یا صدارتی نظام ہائے حکومت رائج کرنے سے نہیں بلکہ خلافت کے قیام سے ہی کی جاسکتی ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 21/مارچ 1967ء)

کرنے کا کام (غلام احمد پرویز)

اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز لکھتے ہیں۔

"ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امت کو احکام وقوانین وخداوندی کے مطابق چلائے۔"

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977ء صفحہ 6)

کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی (فضل محمد یوسف زئی)

جناب فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی لکھتے ہیں۔

"مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی' ہمارا ایک خلیفہ ہوتا' کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی' کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی عالمی برادری میں ان کی قیمت ہوتی ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا۔"

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

عوام تحفظ کا جہنم زار (ملک معراج خالد)

سابق عبوری وزیر اعظم جناب ملک معراج خالد صاحب اپنے ایک مضمون میں ملک میں پھیلی ہوئی برائیوں کا ذکر تفصیل سے کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں۔

امت کی وحدت .... بذریعہ خلافت

خلافت

کا قیام ہر مسلمان پر

فرض ہے

* **قانون سازی کا حق صرف اللہ کو ہے**

(اے محمد ﷺ) تمہارے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ آپ کو اپنے اختلافات میں فیصلہ کرنے والا نہ بنا لیں، پھر جب آپ فیصلہ کریں تو اپنے اندر کوئی گرانی محسوس نہ کریں۔ بلکہ ان فیصلوں کے سامنے سرنگوں ہو جائیں (النساء ۶۵)

* **جمہوریت نظام کفر ہے**

حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے (یوسف: ۴۰)

* **خلافت سے غفلت برتنا حرام ہے**

اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا (صحیح مسلم)

* **خلافت امت کے تحفظ کی ضامن ہے**

امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے امت لڑتی ہے اور اپنا دفاع کرتی ہے۔ (صحیح مسلم)



حزب التحریر
ولایہ پاکستان

www.Khilafat.Pk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حزب التحریر کی پکار

صرف خلافت کے ذریعے ہی تم فتح حاصل کرو گے

اے مسلمانو:

تم سن رہے ہو اور دیکھ رہے ہو کہ تم پر واقع ہونے والی ہر جارحیت سرکشوں کی کامیابی پر ختم ہوتی ہے۔ امریکہ برطانیہ اور روس سے لے کر بھارت اور یہود و غیرہ تک، ہر بڑے اور چھوٹے ملک کے ذریعے تمہاری اہانت کی جاتی ہے، تمہیں رسوا کیا جاتا ہے اور شکست دی جاتی ہے۔ جیسا کہ افغانستان میں، اور اس سے قبل فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور دیگر اسلامی ممالک میں ہوا۔ اور آج عراق میں بھی ہو رہا ہے۔ دوسری قومیں تم پر حملہ کرنے کی اس طرح دعوت دیتی ہیں جیسے دستر خوان کی طرف دعوت دی جاتی ہے، اور تم اپنی ہی زمین پر مغلوب ہوتے ہو۔

تم نے انسانوں کے گھڑے ہوئے تمام نظاموں کا تجربہ کر کے دیکھ لیا: بادشاہی نظام ہو یا جمہوری یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور نظام۔ تم نے تمام درآمد شدہ افکار آزما کر دیکھ لیے۔ اور ان کے ذریعے فتح اور عزت تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن جس چیز کا بھی تم نے تجربہ کیا وہ تمہارے لیے ذلت و شرمندگی کا ہی سبب بنی۔ اس امر کے باوجود کہ تمہارے علاقوں میں مال اور افرادی قوت جیسے وسائل کثرت سے موجود ہیں جو طاقت کا سبب بنتے ہیں۔

تمہارے تمام حکمران فسادی ہیں اور فساد کو پسند کرتے ہیں، وہ کھلی خیانت کرتے ہیں اور رسوائی کا سبب بننے والے ایجنٹ ہیں، جبکہ تم انہیں بار بار خوش آمدید کہتے ہو۔ باوجود اس امر کے کہ تمہارے حکمرانوں کے تمام افعال اور بیانات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ وہ اس چیز کے مطابق حکومت نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ اور نہ ہی وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ وہ سیکولرازم کے ایسے نظام سے حکومت کرتے ہیں جو کہ سرمایہ دارایت اور اشتراکیت کا ملغوبہ ہے۔ اور ان کی تمام تر کوششوں کا ہدف محض اپنی کرسی کی حفاظت کرنا ہے، جس پر وہ قابض ہیں؛ خواہ اس کے بدلے انہیں اپنے ممالک اور عوام، استعماری کفار کو بیچنے پڑیں۔ تم حکمرانوں کے کھوکھلے نعروں پر خوشیاں منا رہے ہو۔ اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ تمہیں فتح دلائیں گے مگر وہ تمہارے لیے بار بار شکست کا باعث بنتے ہیں۔ انہوں نے کافر ممالک کو تم پر رغبت دلائی، جہاد کو معطل کر دیا، اور اپنی زندگی کے بدلے میں تمہیں ان کے سپرد کر دیا حالانکہ وہ خود تو مر ہی چکے ہیں۔

اے مسلمانو، کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم اپنے معاملات پر غور کرو، اور اس بات کو جان لو کہ اس تہہ در تہہ ظلمت سے نکالنے والا صرف نظام خلافت ہی ہے؟

کیا تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتے جب وہ تمہارے لیے بیان کرتا ہے کہ تم کو کس طرح عزت اور نصرت ملے گی۔ ﴿فإن العزة لله جميعاً﴾ ''بلاشبہ تمام کی تمام عزت اللہ کے لیے ہی ہے'' اور ارشادِ تعالیٰ ہے ﴿إن تنصروا الله ينصركم﴾ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا'' پس تم اللہ کی مدد کرو، خلافتِ راشدہ کے قیام کے ذریعے شریعت کو نافذ کرو، تب ہی تمہیں فتح اور عزت ملے گی۔

کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے (...و من مات و ليس في عنقه بيعة مات ميتةً جاهليةً) ''اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن پر (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا'' اس لیے خلیفہ کو بیعت دینے کے لیے کام کرو تا کہ تم اپنی جانوں کو جاہلیت کی موت سے بچا لو۔ اور پھر تم اس کے پیچھے جہاد کرو گے اور اس کے ذریعے اپنی حفاظت کرو گے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے (انما الإمام جُنَّة يُقاتَل من ورائه و يُتقى به) ''بے شک امام (خلیفہ) ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے سے لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔''

اے افواج اور دیگر اہلِ قوت، کیا تم اس بات سے محبت نہیں کرتے کہ تمہارا پاک خون اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہے، بجائے اس کے کہ تمہارا خون مفت اور بلا مقصد ضائع ہو؟

کیا تم اس بات سے محبت نہیں کرتے کہ تم انصار (رضوان الله عليهم) کی سیرت کو زندہ کرو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور انہوں نے اپنی زمین کو دار الاسلام بنایا؟ پس تم خلافتِ راشدہ کے قیام کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرو تا کہ یہ علاقے دوبارہ دار الاسلام بن جائیں اور تمہارے اعمال اللہ کے نزدیک کتاب میں نور سے لکھے جائیں۔

DAILY NAWA-I-WAQT, TUESDAY, DECEMBER 16, 2003.

سر راہے

امریکی صدر بش نے عراق کے سابق صدر صدام حسین کی گرفتاری پر جشن منانے کا اعلان کیا ہے۔ ان کی خوشی نا قابل فہم نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ صدارت کا دوسری بار الیکشن لڑ رہے ہیں۔ پہلے تو کہا جاتا تھا کہ اس مرتبہ صدر بش کی کامیابی کا چانس ففٹی ففٹی ہے لیکن اب ان کی کامیابی میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ جس طرح امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے اب صدر بش پوری دنیا کے سنگل لیڈر بن گئے ہیں۔ صدام حسین نے ایک موقع پر کہا تھا کہ مجھے قتل کرنے والوں کی ایک لمبی قطار لگی ہوئی ہے اور ہزاروں لوگ مجھے ختم کرنے کی خواہش اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہیں۔ اگرچہ صدام حسین عالم اسلام کے لیڈر نہیں تھے اور بہت سے اسلامی ملک خود ان سے تنگ آئے ہوئے تھے لیکن ایک مسلمان ملک کے صدر کی گرفتاری پر امریکہ جتنی بھی خوشی منائے کم ہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جا سکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی ایک روز "نماز قیادت" ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رو رو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(کالم روزنامہ نوائے وقت 16 دسمبر 2003)

آرزو خلافت

خلافت مسلمانان عالم کے مسائل کا حل

آج کل مسلمان ملکوں کا معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ نہیں ہے۔ اس معاشرہ کی سوچ، ذہنیت، قاعدے و قوانین اور حکومت کرنے کا طریقہ غیر اسلامی نظریہ فکر کا حصہ ہیں۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں اپنے ہی ملک کو لے لیجئے اور ذرا سا غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا اس معاشرہ سے دور کا رشتہ تک نہیں ہے۔ صرف لوگوں کا نماز پڑھ لینا، اسلامی طور طریقہ پر شادی یا طلاق کر لینا اور دوسرے چھوٹے مسئلے مسائل سے معاشرہ اسلامی نہیں بنتا۔ بلکہ اس کے لئے کسی ملک کی حکومت، اقتصاد، تعلیم، بیرونی و خارجی پالیسی تمام کی تمام اسلامی اصولوں پر ہونا ضروری ہے۔

آج مسلمان ہر طرف سے کافروں کے چنگل میں ہیں۔ یوگوسلاویہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو یا ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط، پاکستان میں قتل عام ہو یا کشمیر کے مسائل۔۔۔ ہر طرف سے آج کا مسلمان مصیبت میں ہے۔ ان سب مصائب کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے خلافت کا قیام۔ دنیا بھر کے سب مسلمانوں پر خلافت کا قیام اور پھر ان پر صرف ایک خلیفہ کا رہنا ایسے فرائض کی طرح ہے جن کو چھوڑ دینا اللہ عز و جل نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ فرض ایسا فرض ہے جس سے کسی مسلمان کی پسند یا ناپسند کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس فرض کی تکمیل میں کوئی غفلت، تساہل یا لاپرواہی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے فرض کو اتنی اہمیت دی ہے جس کی کوتاہی سے اللہ تعالیٰ انہیں شدید ترین عذاب دے گا۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ اللہ کے ساتھ قیامت کے دن اس طرح ملاقات کریگا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی حجت یا سند نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں امام یا خلیفۃ المسلمین کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ تو اے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے والے لوگو۔۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس بات کو کان کھول کر سن لو کہ خلافت ایک ایسا فرض ہے جس کی غیر موجودگی سے کئی بلکہ زیادہ تر فرائض رک رہے ہیں۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کیسے بچ سکیں گے جب تک ہم اس اسلامی ریاست یا خلافت کو قائم نہ کریں جو اسلامی لشکروں کو تیار کرتی ہے جو کہ اسلامی حدود کی حفاظت کرتی ہے جو کہ حدود اللہ کا نفاذ کرتی ہے اور جو ما انزل اللہ کے مطابق حکمرانی بجا لاتی ہے۔ آیئے اور خلافت جیسے فرض کی تکمیل میں ہماری مدد کیجئے۔"

منجانب: اسلامک دعوہ سنٹر ۹۵۔۷۵ '۳۷ ایونیو ۔ وڈ سائیڈ نیویارک ۷۷ ۱۱۳ (یو ایس اے)

۷ ماہنامہ صدائے خلافت ۹ ستمبر تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء

"خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں!"

دینی رہنماؤں کے نام ایک دردمندانہ اپیل

آج جبکہ وطن عزیز پاکستان تیزی سے انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے تو پاکستان کی دینی جماعتوں کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ انقلاب تو وطن عزیز کا مقدر ہے ہی لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ انقلاب کو "ہائی جیک" نہ کر لیا جائے کیونکہ آمدہ انقلاب کی پیشین گوئیاں پی پی پی اور مسلم لیگ کے راہنما بھی کر رہے ہیں۔

اللہ کی مشیت میں ہوا تو انقلاب ضرور آئے گا لیکن خطرہ ہے کہ اس کے رہنما ان جیسے لوگ نہ ہوں کیونکہ ان کے خلاف تو انقلاب آنا ہے۔ پھر انہیں حقیقی انقلاب سے کیا دلچسپی؟ یہ خبر بھی باعث تشویش ہے کہ دائیں بازو کی کمیونسٹ جماعتیں بھی اپنے آپ کو منظم کر رہی ہیں تاکہ طبقہ اشرافیہ کے پنجہ استحصال سے غریب مزدوروں اور کسانوں کو رہا کروایا جاسکے۔ دوسری طرف عمران خان اور فاروق لغاری جیسے لوگ بھی نظام کی تبدیلی کی بات کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ مسائل سے اکتائے ہوئے عوام کسی بند گلی میں داخل نہ ہو جائیں اور کسی سیاسی قزاق کے بچھائے ہوئے دام ہم رنگ زمیں میں نہ پھنس جائیں۔ اگر پاکستان کے عوام کی مناسب راہنمائی نہ کی گئی اور اسلام کو بحیثیت (Politica Socio Econmic System) پیش نہ کیا گیا تو عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سیلاب تمام حدود و قیود توڑ کر کسی بہت بڑے طوفان کا باعث بن سکتا ہے۔ خدانخواستہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہو جاتا ہے یا کوئی خونی انقلاب کی طرف کوچ شروع کر دیتا ہے تو اس صورت میں جہاں پاکستان کے عوام اور دینی طبقات ایک نئی مصیبت میں پھنس جائیں گے وہیں اسلام بھی خطرے سے دوچار ہو جائے گا اور اس کی تمام تر ذمہ داری موجودہ مذہبی اور دینی راہنماؤں پر عائد ہوگی۔

اس لئے تمام دینی رہنماؤں کو چاہئے کہ وہ وان عدتم عدنا (اگر تم وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے) کی قرآنی وعید سے ڈریں۔ سولو فلائٹ سے اجتناب کریں، اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لیں اور تفرقے کا شکار نہ ہوں، ایسا نہ ہو کہ آپ کی ہوا اکھڑ جائے۔ ناموس رسالت، ناموس صحابہ، ناموس اہل بیت کے پلیٹ فارم تو ہیں لیکن ناموس الٰہی سے غفلت برتنے کا انجام سوچ لیں۔ آپ جیسے اہل علم حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آج پوری دنیا پر سوائے طالبان اور ایران کے شیطانی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کر لی گئی ہے۔ خدا کے بندے ابلیس کی بندگی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اجتماعیت ختم ہو چکی ہے۔ اندریں حالات ہمارا اولین فریضہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو عملاً نافذ کرنا ہے۔ پس اسلامی ریاست کے قیام، حفظ ناموس الٰہی، خدا کی حاکمیت اعلیٰ، اقامت دین، نصب امامت، احیائے خلافت راشدہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تمام دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ہوگا تاکہ اولاً پاکستان میں اور ثانیاً پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی راہ ہموار کی جاسکے۔ قرآن سے ذرا بھی نسبت رکھنے والے کو اچھی طرح معلوم ہے کہ قرآن نے ببانگ دہل شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے اور اس وقت امت مسلمہ اجتماعی اور انفرادی سطح پر اور عالم انسانیت کلی طور پر اس ناقابل معافی جرم کی مرتکب ہو رہی ہے۔ شرک ظلم عظیم ہے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا لہٰذا ازروئے قرآن عالم انسانیت گمراہی میں بھٹک رہی ہے اور ہدایت کی دولت سے محروم ہے۔

دینی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور لطف و کرم ہے کہ اس نے جوش اور ولولہ سے بھرپور کارکنوں کی کھیپ آپ کو عطا فرمائی ہے لیکن صحیح رخ متعین نہ ہونے کے باعث نہ صرف صلاحیتوں کا خون ہو رہا ہے بلکہ اسلامی انقلاب کی منزل دن بدن "نظراں توں نیڑے تے قدماں توں دور" ہوتی جا رہی ہے۔ جس کے باعث مسلمانوں میں مذہبی اماموں سے نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔

میں اس خط کے ذریعے دینی جماعتوں کے راہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور ایک امیر کی اطاعت میں عصر حاضر کے فرنگیانہ، کافرانہ، ملحدانہ اور انسانیت کش سسٹم کے خلاف اعلان جنگ کریں۔ کسی بے دین جماعت یا پارٹی سے ہرگز اتحاد نہ کریں۔ خاص طور پر میں قاضی حسین احمد، ڈاکٹر طاہر القادری، مولانا اعظم طارق، مولانا محمد اکرم اعوان، مولانا عبدالستار خان نیازی، شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، ڈاکٹر اسرار احمد اور مولانا ساجد میر سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اتحاد کر لیں۔ ایک "اسلامی انقلاب کونسل" تشکیل دیں جس کے امیر کا انتخاب ریفرنڈم کے ذریعے ہو جو دو مراحل پر مشتمل ہو پہلے مرحلے میں اندرون اور بیرون ملک پاکستانی اس انقلابی کونسل کے لئے امیر کا چناؤ کریں۔ دوسرے مرحلے میں دینی جماعتوں کے اراکین سے بھی رائے لی جائے پھر ان دو مراحل کی رائے دہی کے بعد دینی جماعتوں کے سربراہ بھی رائے کا اظہار کریں اور اپنے میں سے ایک امیر منتخب کریں جو تاحیات امیر المومنین ہو یا ایران کی طرح اجتہاد کرتے ہوئے ہر ۵ سال بعد رائے کی توثیق کروالی جائے۔ رائے شماری پوسٹل بیلٹ پیپر کے ذریعے ہو۔ باقی حضرات کی حیثیت اراکین مجلس شوریٰ کی سی ہو۔ مجلس شوریٰ کو مزید وسعت دینے کے لئے ہر شعبہ زندگی سے مخلص، دیانت دار اور دین دوست افراد کو شامل کیا جاسکتا ہے جیسے جنرل حمید گل صاحب ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ مذکورہ دینی جماعتوں کے پاس تربیت یافتہ کارکنوں کی اتنی بڑی تعداد موجود ہے کہ اسلامی انقلاب کی منزل دنوں میں سر کی جاسکتی ہے۔ میں ایک بار پھر انتباہ کرتا ہوں کہ کسی بھی بے دین جماعت سے کوئی دینی جماعت ہرگز الحاق نہ کرے بلکہ سسٹم کی تبدیلی اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے قیام کے "یک نکاتی" ایجنڈے پر تحریک جعفریہ سے بھی الحاق و اتحاد کرنے سے گریز نہ کیا جائے۔ اس موقع پر میں دینی جماعتوں کے مخلص کارکنان سے بھی التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اندھے اور بہرے بن کر نہ چلیں، اپنی قیادت کو پہچانیں، اگر وہ نفاذ اسلام میں مخلص نہیں تو ان کا محاسبہ کریں اور اپنے اپنے لیڈروں پر زور دیں کہ وہ آپس میں اتحاد کر لیں ورنہ یہ کارکن ان کا احتساب اور مواخذہ کریں گے۔ مذہب اور اسلام کے نام پر یہ فرقہ بازی، پارٹی بازی اور جنگ و جدال اب ختم ہو جانا چاہئے جو بذات خود دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں ہمارے خلاف حجت، جگ ہنسائی اور نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ہمارے اندرونی، بیرونی، ملکی و غیر ملکی، قومی و بین الاقوامی دشمن، مغربی طاقتیں، یہود، ہنود اور نصرانی (نصاریٰ) اس قسم کا اتحاد ہرگز قائم نہ ہونے دیں گے اس اتحاد کو روکنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے لیکن اگر مشیت ایزدی میں ہوا تو بالآخر یہ اتحاد ضرور ہوگا اور توحید کا بول بالا ہو کر رہے گا۔

مرسلہ: منیر حسین نجمی
چوک سرور شہید H/S فیض آباد
کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

ضرب مومن
19/23 1-07

اسلام کی بقاء احیائے خلافت میں مضمر ہے

(محمد امجد محسود)

صلیبی جنگوں میں پے در پے شکست کے بعد یہود و نصاریٰ نے یہ سوچا کہ طاقت کے ذریعے سے تو ہم مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے اب کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے ہم مسلمانوں کو شکست دے سکیں اور مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ لے سکیں چنانچہ یہود و نصاریٰ نے علم کی طرف اپنا سارا زور لگایا اور حصول علم میں اپنی ساری توانائیاں صرف کیں یہ جدید علم میں مہارت حاصل کرنے لگے۔ جدید علوم میں اس قدر مہارت حاصل کر گئے کہ وہ مسلمان جن سے یہ یہود و نصاریٰ علم کی پیاس بجھانے کیلئے ہزاروں میل کا سفر طے کر کے ان کی درسگاہوں میں آیا کرتے تھے آج انہی یہود و نصاریٰ کے محتاج بن گئے ہیں آج قرطبہ اور غرناطہ کی جگہ آکسفورڈ اور کیمبرج نے لے لی ہے وہ علمی درسگاہیں جن پر مسلمان فخر کرتے تھے آج ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا وہ علمی سپوت جن کے علم سے دنیا فیضیاب ہوتی تھی لیکن آج کا مسلمان نوجوان ان کے نام سے بھی ناواقف ہے نیوٹن، ایڈیسن، آئن سٹائن۔ مارکونی اور ڈارون سے تو آج بچہ بچہ واقف ہے لیکن وہ عظیم مسلمان سائنسدان جابر بن حیان، محمد بن زکریا، ابن الہیثم، البیرونی، بوعلی سینا جن سے ان سائنسدانوں نے علم حاصل کیا جن کی کتابوں سے یورپ صدیوں تک فیضیاب ہوتا رہا جن کے علم کی بنیاد پر سائنس نے آج اتنی ترقی کی، ان سے آج کا نوجوان ناآشنا ہے اور نہ ہی کبھی اس نے سوچا کہ یہ علم کہاں سے آیا کس نے سائنس کی بنیاد رکھی وہ کون لوگ تھے جن کی بدولت دنیا نے چاند پر قدم رکھا آج کا مسلمان سائنس کو یورپ کی ایجاد سمجھتا ہے لیکن اس ناداں کو تو معلوم ہی نہیں کہ یورپ اس وقت اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا جب اندلس و بغداد کی گلیاں روشنیوں سے منور تھیں۔

لیکن افسوس یہود و نصاریٰ تو جدید علوم حاصل کر کے چاند تک پہنچ گئے اور مسلمان غفلت کی نیند سوتا رہا یہود و نصاریٰ نے اپنا سب کچھ جدید علوم کے حصول میں لگایا جبکہ مسلمان عیاشی میں ڈوبے رہے اور اپنا سرمایہ تعمیرات میں صرف کرتے رہے۔ مسلمانوں نے تاج محل، شیش محل، جہانگیر کا مقبرہ، شاہجہان کا مقبرہ، نور جہان کا مقبرہ تو بنایا لیکن کوئی عالمی معیار کی علمی درسگاہ نہ بنا سکے آخری دور کے مسلمانوں نے اپنے آباؤ اجداد کی روایت کو برقرار نہ رکھا اور یہی وجہ تھی کہ مسلمان زوال کا شکار ہوئے اور یہود و نصاریٰ عروج کی جانب گامزن ہوئے آج سوا ارب مسلمان یہود و نصاریٰ کے رحم و کرم پر ہیں آج علم پر حکومت انہیں کی ہے اور مسلمان محروم ہے۔

جہاں یہود و نصاریٰ نے علوم میں مہارت حاصل کی وہاں جدید ٹیکنالوجی میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں سائنس نے جہاں ان کے ہاتھوں ترقی پائی اس سے پہلے کبھی نہ پائی تھی۔ مسلمان سائنسدانوں نے جو کام صدیوں میں کیے تھے ان سے کئی گنا زیادہ کام آج انہوں نے چند سالوں میں کر دکھائے ہیں علم حقیقت اور جدید ٹیکنالوجی میں یہود و نصاریٰ آج اس مقام پر ہیں جہاں ان کا مقابلہ کرنا مسلمانوں کی بس کی بات نہیں ہے۔

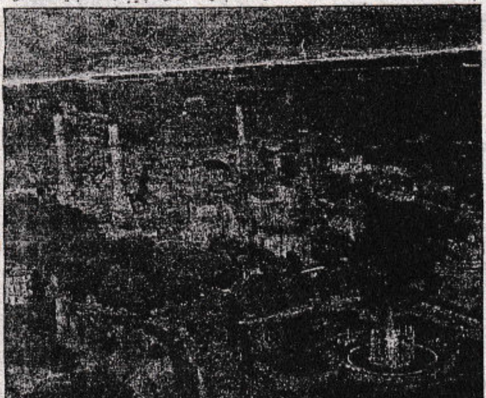
کیونکہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی مسلمان غفلت کی نیند سو رہا ہے جب تک مسلمان بیدار نہ ہوگا اس وقت تک مقابلہ کیسے کرے گا؟ جب تک کوئی شخص ایک قدم آگے نہیں بڑھائے گا تو وہ اپنی منزل تک کیسے پہنچے گا؟ منزل لاکھوں میل دور ہی کیوں نہ ہو لیکن پہلا قدم اٹھانا ہی پڑتا ہے۔ جب تک ہم مسلمان اپنا سفر شروع کرنے کے لئے پہلا قدم ہی نہ بڑھائیں گے تو سفر کیسے طے ہوگا آج مسلمانوں میں یہ شعور بیدار کرنا ہوگا کہ اے مسلمان اگر تو چاہتا ہے کہ میں دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کروں تو تجھے اس سفر کے آغاز کے لئے پہلا قدم اٹھانا ہی پڑے گا اور پھر آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف بڑھنا ہوگا اس سفر میں مشکلات بھی سہنا ہوں گی تکلیفیں بھی جھیلنا ہوں گی، فقر و فاقہ بھی برداشت کرنا ہوگا اور اگر وقت نے تجھ سے تیرا خون مانگا تو تجھے اپنا خون بھی بہانا ہوگا۔ تب جا کر تو اس مقام تک پہنچ سکتا ہے جسے تو چھوڑ کر آیا ہے ورنہ تو اسی طرح زوال کی اتاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہی رہے گا اسی طرح روز ذلیل و خوار ہوتا رہے گا اسی طرح تیری بہنوں کی عصمت سے یہ ظالم کھیلتے رہیں گے اسی طرح تیری بیٹی کے سر سے چادر چھنتی رہے گی۔ اسی طرح تیرے خون سے روز ہولی کھیلی جائیگی۔ تیرے بچے یونہی خون میں نہلائے جائینگے۔ تو اسی طرح مصائب و تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ مشکلات، تکلیفیں تو ابھی بھی تیرا پیچھا نہیں چھوڑ رہیں تو کیا یہ بہتر نہیں کہ تو یہ مصائب و مشکلات اس وقت برداشت کر جب تو اپنے منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا ہو۔

محمد امجد محسود

تیری منزل کیا ہے کبھی تو نے سوچا بھی ہے؟ وہ کیا چیز ہے جس کے حصول کے بعد تو سکھ کا سانس لے سکے جس کے حصول کے بعد تو راہوار اسکے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں بصرہ، نجف، بغداد ڈیزی کٹر بموں کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں، کشمیریوں کے چھلنی سینوں کے زخم بھر جائیں، مسجد اقصیٰ آزادی کی خوشبو سے معطر ہو جائے، چیچنیا کی سرزمین اللہ کے قانون سے منور ہو جائے، افغانستان میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں پھر سے بلند ہو جائیں، بوسنیا کی اجتماعی قبروں کا سلسلہ ختم ہو جائے مسلمان آزاد ہو جائیں اور غلامی کی بیڑیاں ٹوٹ جائیں۔ وہ چیز جس کے حصول کے بعد مسلمان ماں، بہن، بیٹی کی عصمت کوئی بھرے بازار میں تار تار نہ کر سکے۔

جی ہاں! خلافت ہی وہ چیز ہے جس کے حصول کے بعد یہ سب کچھ بدل جائے گا۔ جب مسلمان خلافت کا قیام عمل میں لائینگے تو سب کچھ بدل جائے گا لیکن خلافت کے قیام کے لئے سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو اپنا آپ بدلنا ہوگا اپنے طرز عمل کو بدلنا ہوگا اپنی سوچ، فکر، نظریے کو بدلنا ہوگا اپنی معیشت، تجارت، ثقافت، معاشرت کو بدلنا ہوگا اپنے رہن سہن، لباس، خوراک تک کو بدلنا ہوگا سب سے پہلے ہمیں اپنے نظام زندگی کو بدلنا ہوگا ہم جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کو نہیں اپنائیں گے ہم جب تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے تب تک نہ ہم خلافت کا قیام عمل میں لاسکتے ہیں اور نہ ہی ان مصائب و آلام سے نجات پاسکتے ہیں مسلمانوں کو زوال کی گہرائیوں سے نکالنے اور عروج کی چوٹی تک لے جانے کا واحد حل خلافت کا قیام عمل میں لانا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلافت ہی کیوں؟ کوئی اور متبادل راستہ کیوں نہ اپنایا جائے جو دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب سے خلافت کا خاتمہ ہوا ہے تب سے آج تک ہم کتنے طریقے آزما چکے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ روشن خیالی، اعتدال پسندی، جمہوریت، شہنشاہیت، سوشل ازم، کمیونزم، وغیرہ سب کچھ دنیا نے دیکھ لیا لیکن وہ سکون جو خلافت کے وقت دنیا میں تھا وہ امن اور بھائی چارہ جو خلافت کے زیر سایہ تھا اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ خوف،



استنبول کا ایک فضائی منظر۔ سلطان محمد فاتح کو اس شہر میں اسلام کا پرچم گاڑنے کا اعزاز حاصل ہے۔

گردو پیش!

تحریر: قاضی محمد اسلم سیف صاحب فیروزپوری

دینی جماعتوں کیلئے لمحہ فکریہ!

۲۵ اگست ۱۹۹۲ء کو روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ ... پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا۔ حیران ہوں باطل پرست ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں۔ لیکن دینی جماعتیں باہمی سر پھٹول میں مصروف ہیں۔

قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں، شور و غل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب و روز مصروف ہیں۔ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ... میں پھیلا چکے ہیں۔ ان ...

... اور حرکات و سکنات سیارے ... ایشیائی اور ... ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔ کسی ملک کے سربراہ کی ... خطاب سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں ... گیا۔ مختلف ممالک میں بڑی بڑی سیاسی جماعتیں اور ان کے ... سربراہ موجود ہیں ان کی تقریریں اور بیانات بھی ریڈیو کے ذریعے پھیلائے جاتے ہیں۔ سیارے کے ذریعے کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کئے گئے۔ ہمارے ملک میں دو بڑی قومی سیاسی جماعتیں موجود ہیں

- پاکستان مسلم لیگ جس کے سربراہ جناب محمد خان جونیجو ہیں۔
- پاکستان پیپلز پارٹی جس کی قائدہ بنت بھٹو مسز بینظیر زرداری ہیں۔

یہ دونوں جماعتیں باری باری ملک کی حکمران رہتی ہیں۔ ان دونوں لیڈروں کی تقریریں آج تک نہ ٹیلی کاسٹ کی گئیں اور نہ ہی دوسرے ملکوں میں انہیں پہنچایا گیا۔

میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم اور قائد ایوان ہیں۔ صدر پاکستان غلام اسحاق خان چیف آف سٹاف جنرل آصف نواز جنجوعہ ہیں ان کے خیالات، خطابات اور تقریریں بھی آج تک سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ نہیں کی گئیں۔ کیونکہ سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کر کے دور دراز ممالک تک اپنے خیالات پہنچانا، بہت مہنگا کام ہے ...

۱۔ "ہمارے علماء حضرات یہ خوشخبریاں سنانے کے عادی ہیں کہ قادیانی جماعت مٹ رہی ہے بکھر گئی ہے حتیٰ کہ دم توڑ رہی ہے لیکن یہ مضمون بتاتا ہے کہ یہ جماعت مری مٹی نہیں نہ ہی دم توڑ رہی ہے۔ بلکہ پہلے سے کئی گناہ زیادہ پھیلاؤ اور استحکام پا چکی ہے۔

۲۔ مضمون نگار نے مرزا طاہر احمد کے خطبہ کا اقتباس شامل کر کے سادہ ذہنوں کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ کہ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں کے لگ بھگ ہے۔ اور دینی جماعتوں کا بمشکل لاکھوں میں ہے۔ اور یہ کہ سچائی سے رزق میں برکت آتی ہے۔ جھوٹ سے رزق میں کمی آتی ہے۔ کیا مضمون نگار یہی احساس دلانا چاہتا ہے۔

شائع کردہ:۔ مولانا محمد اکرم ہزاروی۔ لاہور

... کہاں سے مل گیا؟ کس کے مالی تعاون کے بل بوتے پر ان کی تقریریں اور خطبے چار چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں۔ ہم پاکستان کی تمام دینی جماعتوں اور سربراہوں کو یہ دعوت فکر دیں گے کہ خدا کیلئے اسلام کی عظمت کیلئے دین کی سربلندی کیلئے رسول اللہ کی ختم نبوت کے تحفظ کیلئے صحابہ کی ناموس کی حفاظت کیلئے

26/8/92

"حیران ہوں، روؤں دل کو، کہ پیٹوں جگر کو میں"

☆ "ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے" ☆

گزشتہ چند ماہ امریکہ، برطانیہ اور یورپی ممالک میں مسلسل سیاحت جاری رکھنے کا اتفاق ہوا۔ اپنے اس دورہ کا اصل مقصد تو یہی تھا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کے افتراق و انتشار اور شرپسند مذہبی عناصر کے کارناموں کے متعلق آگہی حاصل کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود اس مختصر دورے میں جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا وہ کسی بھی دردمند پاکستانی اور پرخلوص مسلمان کو تڑپانے کے لئے بہت تھا۔ یورپ من حیث المجموع آج کل نسلی فسادات کا شکار ہے کیونکہ وہاں مذہبی جنون بھی اپنی انتہا پر ہے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ تو اپنی جگہ محاذ آراء تھے ہی لیکن ان میں ایک گروہ سیکولر نظریات کا بھی حامل ہے جس نے ان دونوں فرقوں کی متعصب اور متشدد نظریات کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے یورپی باشندوں میں مذہب سے نفرت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا یہی وجہ ہے کہ سیکولر نظریات کے حامل ان لوگوں کو یورپ میں خاصی پذیرائی نصیب ہوئی۔ لیکن جو حالت وہاں مسلمانوں کی ہے وہ نہ صرف المیہ ہے بلکہ لمحہ فکریہ بھی ہے۔

یورپ اور افریقہ کے بہت سے ممالک اور امریکہ کے علاوہ کینیڈا میں وہ طبقہ جسے پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اور قانونی طور پر ان پر یہ پابندی بھی عائد ہے کہ وہ مسلمانوں کے نام اور ان کی اصطلاحات کو استعمال نہیں کر سکتے انہیں ان ممالک میں احمدی مسلم کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ لوگ انتہائی منظم طریقے سے احمدیت کی تبلیغ و ترویج میں مصروف عمل ہیں اور اصل مسلمانوں کا تشخص اختیار کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان پائی جانے

احمدیوں کی سینکڑوں عبادت گاہیں ہزاروں تبلیغی مراکز اور لاکھوں مبلغین مرزائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں

غیر مسلم اس زعم میں مبتلا ہو رہے ہیں کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جبکہ اہل اسلام انہیں غیر مسلم قرار دے چکے ہیں

والی نفرت اور مذہبی جنگ کی بنا پر یورپ کے لوگ احمدیوں کو نہ صرف مسلمان گردانتے ہیں بلکہ تمام معاملات میں انہی سے رابطہ کرتے ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ احمدی حضرات ان علاقوں میں اپنے عقائد و نظریات مغربی اور امریکی دنیا کے اذہان میں احمدی کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمان کی حیثیت سے پھیلا رہے ہیں۔ جس کی بنا پر یورپ و امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مرزائیت کے نظریات خاصے راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں۔ اور اب کسی مسلمان اور مرزائی میں تمیز کرنا ایسے علاقوں میں ممکن نہیں رہا۔ اگر صورت حال کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ لوگ جنہیں مسلمان تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور آئینی طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ احمدیت کے حوالے سے ان علاقوں میں خدمات انجام دے رہے لیکن ستم یہ ہے کہ یہ تبلیغ مرزائیت کے حوالے سے نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے کر رہے ہیں۔

اس وقت کینیڈا، یورپ اور افریقہ کے بیشتر علاقوں میں احمدی منظم [illegible] گروہ در گروہ اور [illegible] احمدیت کی تبلیغ و ترویج میں مصروف ہیں ان کی سینکڑوں عبادت گاہیں، ہزاروں تبلیغی مراکز، لاکھوں مبلغین ہیں تمام لٹریچر [illegible] 'دارالحمد' اجتماعات اور مجالس کے ذریعے احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کا کام جاری ہے جس سے متاثر ہو کر سینکڑوں غیر مسلم احمدیت کے جال میں پھنس کر یہ سمجھ کر مسلمان ہو رہے ہیں جبکہ دوسری جانب مسلمان باہم دست و گریباں ہیں فقہی اور مسلکی اختلافات کے باعث مذہبی پارٹیوں [illegible] کی بنا پر ایک دوسرے کے خلاف عدالتی جارحانہ اور ان کے [illegible] اعمال۔

المیہ یہ ہے کہ مسلمان جن کی کثیر تعداد ان علاقوں میں رہائش پذیر ہے اور علماء کرام وہاں بھی ایک دوسرے کے خلاف مذہبی جنون کے زیر محاذ آراء ہیں جبکہ غیر مسلم احمدی اپنے نظریات کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں جس کے نتیجے میں حلقہ احمدیت میں آنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور حالانکہ انہیں مسلمان تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ اس تمام صورتحال کا ذمہ دار کون ہے؟ روز قیامت جب یہ لوگ ایسے مسلمانوں سے سوال کریں گے کہ کہاں تھے تم اس وقت جب وہ لوگ اپنے دین کی اشاعت کر رہے تھے۔ جنہیں تم غیر مسلم قرار دے چکے تھے؟ تم میں سے کتنے ایسے تھے جنہوں نے اس جانب توجہ دی؟ کون تھا جس نے ایسے افراد سے رابطہ کر کے انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا؟ اور پھر کتنے تھے جو دین اسلام کی تبلیغ کرنے کی بجائے مسلک، فقہ اور ذاتی عقائد و نظریات کی اشاعت میں مصروف رہے؟ کون اس کا ذمہ دار ہے؟ جبکہ قرآن حکیم واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ "جو جان بوجھ کر [illegible]" اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا کہ "میں نے اپنا فرض پورا کیا اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس پیغام کو لے کر قریہ قریہ پھیل جائیں" پھر اللہ تعالیٰ نے امت

افریقہ، یورپ اور کینیڈا میں احمدیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں جبکہ مسلمان فقہی اور مسلکی جنگ لڑ رہے ہیں

روزنامہ [illegible] 23 اگست 1992

نقل بیانات گواہان استغاثہ ۔۔ بابت محمد ولد ...

عدالت ... A.C. II مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ

سرکار بنام مبارک احمد وغیرہ
ملزمان

جرم زیر دفعہ 298/ج ت پ

گواہ استغاثہ نمبر ۲

یا اور کوئی اور کلمہ تھے۔ یہ درست ہے۔ کہ یہ اسلام کے شعائر کے
مخالف ہے۔ آدمی کو آزادی ہے۔ کہ وہ مذہب پر عمل کرے میں تحفظ
قسم نہیں کھا سکتا ... یہ درست ہے۔ کہ ہم نے ... اپنی
مذہبی فریضہ سمجھا ... کہ جس احمدی کو کلمہ لگایا ہوا دیکھے
تو اس سے ... اسلام کے ... اور
اسی سلسلے میں ... کو ہم نے پکڑا۔ مجھے کبھی ... مذہب کے
ساتھ ... نہیں آتا۔ البتہ اس کے سینے پر
کلمہ لگا ہوا تھا۔ تو اس وقت ... درست ہے۔ کہ اسکو
قانون کی ... ایسا ... کے مخالف کوئی بھی ...
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ... نہیں لگا سکتا۔ یہ درست نہیں ہے۔ کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا
... یا کلمہ پڑھتا تھا۔ اسکے ساتھ ... بھی سلوک
کیا ... جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔

12/8/85

دستخط ...

8.43

"قومی سطح پر ہم خوف وحزن کے عذاب میں مبتلا ہیں۔معاشرتی سطح پر ہم شکست وریخت سے دوچار ہیں۔ایک اذیت ناک نفسانفسی کا عالم ہے......روشن خیالی اور انسان، دوستی، عالی ظرفی عفوو درگزر، بھائی چارہ اور فلاح عوام کے رویے ان کی ہی تنگ نظری بنیادی انسانی آزادیوں سے بیزاری، قومی غیرت وحمیت سے بے نیازی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔......حقائق کا بے لاگ تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ حتمی دھماکہ وہ ہوگا جو ساری قوم کے اندر کے وجود کو ہلا کر رکھ دے گا اور حیوانیت کی جگہ انسانیت لے لے گی۔" (ماہنامہ سپوتنک لاہور جنوری 1999ء صفحہ 6-9)

۞ انتشار لے ڈوبا (سعد اقبال سعدی)

جناب سعد اقبال سعدی نے معاشرتی برائی سے متاثر ہو کر لکھا۔

مال و زر کا خمار لے ڈوبا
ہم کو جھوٹا وقار لے ڈوبا
مسجد میں ڈیڑھ اینٹ کی پرچا
قوم کو انتشار لے ڈوبا
دیکھ پائے نہ ذات سے باہر
ہم کو اپنا حصار لے ڈوبا

(ماہنامہ بیاض لاہور جون 1999ء)

۞ معاشرتی بگاڑ (جناب نیاز سواتی)

معروف شاعر جناب نیاز سواتی نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا۔

ایسا کوئی نہیں جو کہے میں ہوں خود خراب
سب لوگ کہہ رہے ہیں زمانہ خراب ہے
دو ایک ہی مشین کے پرزے نہیں خراب
اب تو نیاز آوے کا آوا خراب ہے

(خبریں سنڈے میگزین 16/اگست 1998ء)

تباہی کا سبب

جناب مرتضیٰ برلاس کے جذبات یہ ہیں

اب نوح نہیں جو ہمیں کشتی میں بیٹھا لے
ورنہ کسی طوفان کے آثار تو سب ہیں
جس شاخ پہ بیٹھے ہوں اس شاخ کو کاٹیں
ہم لوگ ہی خود انہی تباہی کا سبب ہیں

(قومی ڈائجسٹ لاہور ستمبر 1999ء)

خلیفہ نہ ہونے کی وجہ سے کفار نے ہر طرف ہلہ بول دیا ہے (راشد نیاز)

"اس وقت پوری امت خلافت اسلامی سے محرومی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس وقت اس سرزمین میں کوئی بڑے سے بڑا اہل تقویٰ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مکمل اتباع میں زندگی گزار رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک عالمی نظام کفر کی دین ہے۔ ہر طرف کفر کی حکمرانی ہے حتیٰ کہ وہ معاشرے بھی جو روایتی طور پر اسلام کی سر زمین رہے ہیں وہاں بھی عالمی کفر کے استبداد نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔

شریعت اسلامی معطل ہے۔ دنیا کے سیاہ وسفید کی مالک وہ قوتیں بن گئی ہیں جو علی الاعلان اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت و نافرمانی کا اعلان کرتی ہیں۔ **امت کا اندرونی نظام پاش پاش ہو چکا ہے ڈیڑھ ملین مسلمانوں کا اس وقت نہ کوئی امیر ہے اور نہ ہی ان کے امور کا محافظ کوئی خلیفہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ آخری رسول کی امت پر کفار و مشرکین نے ہر طرف سے ہلہ بول رکھا ہے۔ ایسی سنگین صورت حال میں معمول کی زندگی جینے کا خیال عبث ہے۔**"

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش لفظ از راشد نیاز نئی دہلی 1999ء صفحہ 7-6)

پھر لکھتے ہیں۔

"وقت کی قوت کا سرچشمہ یہ ہے کہ وہ ایک خلیفہ کے آبرو و اشارے پر حرکت کرتی ہے۔ آج سانحہ یہ ہوا ہے کہ ہمارے درمیان سے وہ مرکز و محور کھو گیا ہے جس کے گرد پوری امت حرکت کرتی ہے۔"

(خلافت تمام مسائل کا حل صفحہ 6-5)

۞ مسلمانوں کی کامیابی کا واحد طریق خلافت ہے (علامہ طنطاوی)

مسلمانوں کے مشہور عالم اور محدث علامہ شیخ الطنطاوی الجوھری آیت استخلافت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اس آیت کا ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا کوئی اور طریق نہیں اور نہ ہی انہیں زمین میں ترقی اور خوشحالی اور طاقت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اس کا خوف امن سے تبدیل ہوسکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔"

(القرآن والعلوم العصریہ صفحہ 21)

75 کروڑ مسلمان ذلیل وخوار ہورہے ہیں (امیر جماعت اسلامی)

امیر جماعت اسلامی لاہور نے کہا کہ:۔

"ایک وقت تھا کہ مٹھی بھر مسلمانوں سے قیصر وکسریٰ کے بادشاہ بھی مرعوب تھے آج ہم ہیں کہ 75 کروڑ کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ ہم نے خدا کے دین کو پس پشت ڈال دیا ہے تو خداوند قدوس نے ہماری طرف سے توجہ ہٹالی ہے ہمیں چاہئے کہ سربسجود ہوکر اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور آئندہ خدا کے دین کو عملی طور پر نافذ کرنے کی جدوجہد کا عہد کریں۔"

(نوائے وقت لاہور 17/جولائی 1975ء)

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ

خلافت راشدہ سے محرومی کی حسرتوں اور اس کے قیام کی تمناؤں کے ثبوت میں یہاں چند حوالے بطور نمونہ کے پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ جس طرح اب امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہے۔ کفر سازی کی فیکٹریاں عروج پر ہیں۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ نسلی، لسانی، علاقائی تعصبات نے قومی و اسلامی یکجہتی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہر شہری جان و مال اور عزت و آبرو کے عدم تحفظ کا شکار ہے اور دہشت گردی، تشدد، رہزنی اور ڈاکہ زنی نے لاقانونیت کے عذاب کو ساری قوم پر مسلط کر دیا ہے۔ مسجدیں اور عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں رہیں۔ بم دھماکے اور خودکش حملے روز کا معمول بن چکے ہیں۔ الغرض پاکستان اس وقت بے شمار مسائل کے گرداب میں پھنسا پڑا ہے۔

ان حالات میں قوم کو متحد کرنے کے لئے مختلف پلیٹ فارمز سے ایک ہی آواز بلند ہو رہی ہے کہ یہ سب اندھیرا خلافت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کے قیام اور احیاء کے لئے کوششیں جاری ہیں مگر خدائی قانون کے مطابق یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ صرف حسرتوں، تمناؤں اور دنیاوی کوششوں اور کاوشوں سے خلافت الٰہیہ کا قیام ممکن نہیں۔ یہ نعمت عظمیٰ ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی دین ہے اور یہ نعمت پیشگوئیوں کے مطابق علیٰ منہاج النبوۃ ملتی ہے اور قوم کے ان شرائط اور صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے سے ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی آیت استخلاف میں بیان فرمائی ہیں۔

اور آج اسی سچے وعدہ کے مطابق یہ نعمت جماعت احمدیہ کو ملی ہے اور 1908ء سے آج تک اس بابرکت نظام خلافت سے فیضیاب ہو رہی ہے اور سو سال سے یہ جماعت ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ اور قیام توحید کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر اور مومنانہ اطاعت و فرمانبرداری کا عزم اور نئے عہد باندھ کر ترقیات اور فتوحات کی طرف اپنے قدم بڑی تیزی سے بڑھا رہی ہے اور دو صد کے قریب

ممالک میں تیس کروڑ افراد اور ساٹھ کروڑ آنکھیں اپنے مطاع امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نچھاور ہونے کو تیار بیٹھی ہیں۔ ساری دنیا میں ایک امام ہے۔ ایک بیت المال ہے۔ ہاں ایک ہی قرآن ہے وہی قرآن جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا اور ایک ہی کعبہ ہے جس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا۔

خلافت کے ساتھ احباب جماعت کی وابستگی، پیار و محبت کے نظارے، ترقیات اور فتوحات کا ذکر، توحید کا قیام اور اسلام کی تبلیغ اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام جس تیزی اور سرعت کے ساتھ خلافت احمدیہ کی بدولت دنیا بھر میں پھیل رہا ہے۔ اب حصہ دوم میں اس کا ذکر اغیار، اہل دانش اور مفکرین کے الفاظ میں کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"میرا پیغام آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔

خلافت کے استحکام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی اور اس کی برکات سے فیض یاب ہونے کی تلقین کرتے رہیں اور سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشاد کی تعمیل میں برکات خلافت کے تذکرے اپنی محفلوں میں کرتے رہیں۔"

(الفضل 30 مئی 2003ء)

حیف ہے مسلم نہ سمجھے گر خلافت کا مقام
دیکھتا رہتا ہو جو تسبیح کا اپنی امام
ہے نبوت رشتہ تسبیح، دانے مقتدی
جن کو رکھتا ہے بہم اور منتظم ان کا امام
مقصد تسبیح ہے ذکر الٰہی رات دن
منحصر گویا خلافت پر ہے یہ سارا نظام
کیا نبوت کیا شریعت کیا الوہیت کا بار
ہے خلافت ہی کے سر پرُ تا رہے ان کا قیام
ہے خلافت کے لئے تسبیح ایک تشبیہ تام
جس کے آگے ہوتے ہیں گنتی کے دانے اور امام

(کلام ذوالفقار علی گوہر)

نہ حسن مدعا پر ہے نہ شان ارتقاء پر ہے
بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے
خلافت کشتی ملت کی امیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اک واحد سہارا ہے
نہ جب تک کارواں میں ہو امام کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی
کلی جب شاخ گل پر ہو تو کھِل کر پھول ہوتی ہے
ہو جڑ سے ربط قائم تو دُعا مقبول ہوتی ہے

(کلام چوہدری عبدالسلام اختر ایم۔اے)

حصہ دوم

شجرِ خلافتِ احمدیہ

کے

شیریں ثمرات

اغیار کا اعترافِ حقیقت

- بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بارے تاثرات
- احمدیت کی اسلامی خدمات
- احمدیت کی تنظیم
- احمدیت اسلام کی نمائندگی میں
- احمدی اسلامی شعار کے پابند
- احمدیوں میں دعوت الی اللہ کی تڑپ
- جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن
- جمعہ کی رخصت پر جماعت احمدیہ کی خدمات
- یورپ میں پہلی عبادت گاہ
- ایم ٹی اے ترقیات کی شاہراہ پر باوجود مخالفین کے سپیڈ بریکرز بنانے کے
- احمدیوں کی حفاظت اور معاندین کی تباہی
- احمدیت۔ سیاسی افراد کی نظر میں
- احمدیت کا کردار۔ عیسائی نقاد کی نظر میں
- خلافت کے تحت بننے والے منصوبوں سے عیسائیت کا زوال
- احمدیت عرب کی نظر میں
- جماعت احمدیہ اور اغیار کی حکمت عملی اور اعتراف حقیقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا بھر کے محققین، مفکرین اور دانشوروں نے جماعت احمدیہ کی صداقت وحقانیت، تنظیم واستحکام، غیر معمولی ترقی ووسعت اور گراں قدر ملّی اور قومی خدمات کو اپنے اپنے رنگ میں خراج تحسین پیش کیا ہے یہ ایک کھلی کتاب ہے جس کا احاطہ کرنا اب انسان کے بس کی بات نہیں۔ ہزار ہا صفحات پر محیط ان بے لاگ تبصروں میں اعتراف حقیقت کے ساتھ ساتھ حیرت اور رشک واستعجات کی جھلک بھی نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی ہر میدان میں خدمت پر دنیا بھر کے اخبارات اور جرائد نے دل کھول کر داد دی ہے۔ اب تو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت جب اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتی ہیں۔ سرکٹ کانفرنسز منعقد ہوتی ہیں تو وہاں ملک کے یا علاقہ کے سرکردہ سیاسی و مذہبی شخصیتیں، سربراہان مملکت، وزراء، ممبرز آف پارلیمنٹ اور پیراماونٹ چیفس بنفس نفیس تشریف لا کر یا اپنے اپنے پیغامات بھجوا کر جماعت احمدیہ کی ملک اور قوم کی خاطر طبی، علمی، اخلاقی، معاشرتی اور روحانی خدمات کو سراہنے لگے ہیں۔ اور ان کی تعداد اپنی ذات میں ہزاروں کو پہنچ رہی ہے۔

یہ پھل اور یہ ورثہ جماعت احمدیہ کو پھولوں کی سیج پر چل کر حاصل نہیں ہوا بلکہ سنت مستمرہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو آغاز سے لے کر اب تک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اسلام کے چمن کی خون سے آبیاری کی ہے۔ اور اب تک سینکڑوں مخلصین کے لہو نے بطور کھاد کے کام کیا ہے اور باوجود دعوت الی اللہ سے روکنے، راستے میں بند باندھنے اور شاہراہ احمدیت پر جگہ جگہ سپیڈ بریکرز قائم کرنے کے یہ جماعت آگے بڑھتی چلی گئی اور تیز قدموں کے ساتھ اپنے امام کے شانہ بشانہ چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے اور انشاءاللہ نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتی اور **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا ورد کرتی اپنی منزل، توحید کے قیام کی طرف اپنا سفر جاری رکھے گی۔

ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے کا کون
کس بلندی تک یہ دیواریں اٹھا لے جائے گا

1889ء سے اب تک منصف مزاج مسلم اور غیر مسلم معززین جماعت احمدیہ کی کوششوں اور کاوشوں کو سراہتے چلے آرہے ہیں۔ پاکستان میں انفرادی اور حکومتی مخالفتوں اور دھمکیوں اور منصوبوں کے باوجود جماعت کی آواز کو نہ تو دبایا جاسکا ہے اور نہ روکا جاسکا ہے بلکہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمدردیوں میں اضافہ ہوا ہے۔مگر اس کے اظہار میں قدرے کنجوسی سے کام لیا گیا۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ رہی کہ جس کسی نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔احمدیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں پر ہمدردی کے رنگ میں زبان کھولنے کی کوشش کی تو اس پر مخالفین احمدیت نے فوراً "قادیانی" ہونے کا الزام عائد کردیا اور وہ اپنا سیاسی کیریئر بچانے کی خاطر اپنے بیان کی تردید کرنے میں مصروف رہا۔مگر اس کے باوجود ان حالات میں بھی جب کہ پاکستان میں سچ کا اظہار مفقود ہوتا نظر آرہا ہے سینکڑوں ایسے ہیں جنہوں نے دل کھول کر جماعت کی خدمات کی تعریف کی۔ان کو بالخصوص کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

آغاز احمدیت سے ہی جماعت کی خدمات کو ملکی سطح پر بھی اور عالمگیر سطح پر بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔اسلام کی تعلیم کے پھیلاؤ کا میدان ہو۔اسلام کے دفاع میں کوئی محاذ کھلا ہو۔رنگیلا رسول جیسی بدنام زمانہ کتاب مارکیٹ میں آنے کا وقت ہو اور آنحضور ﷺ کی سیرت کو عام کرنے کے لیے جلسہ ہائے سیرت کا انعقاد کا منصوبہ ہو۔قرآن کریم کی خدمت اور تراجم کی اشاعت کا میدان ہو۔مذاہب عالم کے جلسے۔گول میز کانفرنس کشمیر کاز اور فرقان بٹالین کی خدمات' پاکستان کی تعمیر و ترقی اور استحکام اور اس کی عزت و آبرو کی خاطر قربانی دینے کا وقت ہو۔دُکھی انسانیت کی خدمت کے لیے آواز بلند ہوئی ہو۔زلزلہ زدگان یا سونامی میں اللہ کی مخلوق تکلیف میں ہو۔الغرض خدمت خلق' خدمت انسانیت اور خدمت اسلام و خدمت قرآن کا کوئی میدان ہو اور اس کا محاذ کھلا ہو جماعت احمدیہ آپ کو پیش پیش نظر آتی رہی ہے اور انشاءاللہ آئندہ بھی نظر آئے گی۔

ان خدمات کا اعتراف جو غیروں نے کیا" مشتے نمونہ از خروارے" کے مصداق چند آراء اور تاثرات ذیل میں دیئے جارہے ہیں۔جن میں بالواسطہ اور بلاواسطہ ایک جھلک یہ نظر آئے گی کہ یہ تمام ترقیات اور فتوحات جو جماعت احمدیہ کو باوجود قلت وسائل' محدود مسائل اور تعداد میں کم ہونے کے مل

رہی ہیں یہ جہاں خدائے ذوالمنن کے غیر معمولی فضل اور انعام ہیں جو جماعت احمدیہ میں ایک امام کی بدولت اس کے ہاتھ پر متحد اور یکجہت رہ کر، احباب جماعت کی مخلصانہ اور سرفروشانہ کوششوں کی وجہ سے جماعت پر نازل ہوئے اور ہورہے ہیں۔ اسے کہتے ہیں۔

اَلْفَضْلُ مَا شَھِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

● بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ بارے تاثرات

حق تلفی ہوگی اگر ہم اپنی بات کا آغاز بانی جماعت احمدیہ کی وفات پر لکھے گئے ریویوز سے نہ کریں جن میں آپ کو عظیم خراج تحسین پیش کیا گیا۔ کیونکہ اسی شخص کے پیشرو خلفاء کے دور میں جماعت کو بین الاقوامی اور عالمگیر حیثیت حاصل ہوئی۔ اور اس عظیم شخصیت نے مذہبی دنیا میں اپنے فولادی قلم، زبردست مقناطیسی، جذب و کشش، مقدس تعلیمات، اپنی غیر معمولی قوت قدسی اور مسحور کن تقاریر سے ایک رُبع صدی تک تہلکہ مچائے رکھا۔

ایک وقت تھا کہ جب آپ 1889ء میں پہلی بیعت لے رہے تھے تو پنجاب کے پریس نے دوسطری خبر دینی بھی لائق التفات نہ سمجھی تھی اور 19 سال میں اسلام کے دفاع میں آپؑ ایسے تاریخی کام کر گئے کہ وفات کی خبر ملتے ہی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پریس میں ایک شور برپا ہوا اور اخبارات، جرائد اور رسائل میں نہ صرف خبریں شائع ہوئیں بلکہ آپ پر تبصرے اور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آرٹیکلز لکھے گئے۔

جن میں سب سے زوردار، مؤثر اور حقیقت افروز ریویو اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا۔

۞ وہ شخص مذہبی دنیا کے لئے ایک زلزلہ اور طوفان تھا (مولانا ابوالکلام آزاد)

اس اخبار کے ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دُنیا سے اُٹھ گیا............ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لیے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 560 جدید ایڈیشن)

۞ مرزا صاحب نے ایسا لٹریچر چھوڑا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی رگوں میں خون زندہ رہا۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)

پھر لکھا۔

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت (لٹریچر) آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا...... مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب (مذاہب) کے لئے حکم وعدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی"

(اخبار وکیل امرتسر مئی 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 562-561 جدید ایڈیشن)

۞ مرزا صاحب کے دامن میں سیاہی کا کوئی دھبہ نظر نہیں آیا (اخبار وکیل امرتسر)

"کریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے

ابتدائی پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق وعادات اور پسندیدہ اطوار۔ کیا بلحاظ خدمات وحمایت دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز و برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"

(اخبار وکیل امرتسر 30 رمئی 1905ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 563 جدید ایڈیشن)

۞ پُر زور لٹریچر جو اپنی شان میں نرالا ہے (مرزا حیرت دہلوی)

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی...... اگر چہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

(کرزن گزٹ دہلی بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 566-565 جدید ایڈیشن)

۞ مرزا صاحب باخبر اور پاک زندگی کا نمونہ تھے (سید ممتاز علی امتیاز)

"مرزا صاحب نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت، مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے"

(تہذیب النسواں لاہور بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 564 جدید ایڈیشن)

۞ اسلام کا بڑا پہلوان تھا (علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ)

" آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی 80 کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں جن میں سے بیس عربی زبان میں ہیں۔ بے شک مرحوم اسلام کا بڑا پہلوان تھا"۔

("علی گڑھ" انسٹیٹیوٹ علی گڑھ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 565 جدید ایڈیشن)

۞ آپ تبحر علمی رکھتے تھے (خواجہ حسن نظامی)

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت د

کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے" (اخبار منادی 27/فروری تا 4/مارچ 1920ء)

۞ بلحاظ لیاقت' اخلاق اور شرافت پایہ کے انسان تھے (برمھ پر چارک)

"ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق اور شرافت کے ایک پایہ کے انسان تھے"

(برمھ پر چارک بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 567 جدید ایڈیشن)

۞ مرزا صاحب کے بعد اگر کوئی جانشین عشق میں ترقی دینے میں کامیاب نہ ہوا تو سمجھ لینا مرزا سچا نہیں (اخبار وفادار لاہور)

"مرزا صاحب کے بعد اگر سلسلہ احمدیہ نابود ہو جائے گا تو سمجھو کہ مرزا جھوٹا ہے اور اگر ترقی **کرے گا اور اس کے بعد اس کی جماعت یا اس کا کوئی جانشین اس کے عشق میں ترقی دینے میں کامیاب ہوا تو سمجھ لینا کہ مرزا سچا اور وہ الہام باری سے مستفیض ہوا**۔ اور اگر اس کی جماعت یا جانشین مٹتے چلے گئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی مذہبی رخنہ اندازی کبھی پسند نہیں۔"

(وفادار لاہور 14/جولائی 1908ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18/جون 2004ء)

۞ مرزا کی کامیابیوں کا لامتناہی سلسلہ (ترجمان القرآن)

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ "ترجمان القرآن" کے مدیر لکھتے ہیں:۔

"میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی؟ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے۔ اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بیحد وحساب نظر آتی ہیں...... ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے۔ تم جب بھی میرے مقابلے پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ **مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں.....خود دوسری طرف**

مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں ...... ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیے۔ کس قدر زوردار تحریک اُٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گئی۔"

(ترجمان القرآن اگست 1934ء صفحہ 58-57 بحوالہ الفضل 11 رنومبر 2001ء)

۞ لاہوری گروپ کا انجام

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنے معرکۃ الآراء لیکچر "نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" میں نوائے وقت کا ایک حوالہ پیش فرمایا ہے۔ جس میں لاہوری گروپ جو خلافت احمدیہ سے تکبرانہ انداز میں الگ ہوا کے ایک ہمدرد کا بیان شائع ہوا کہ خلافت سے علیحدگی کے بعد اُن کا انجام کیا ہوا۔ لکھتے ہیں۔

"**ضاقت علیھم الارض بما رحبت** کا سا ان کا حال ہے۔ سرزمین پاکستان باوجود اپنی وسعت وفراخی کے ان پر تنگ ہوگئی ہے۔ کیا وہ ملک بدر ہو جائیں؟ آخر جائیں تو کہاں جائیں۔ فرض کر لیجئے کہ ان میں سے ایک آدمی کسی مکان پر صرف اکیلا ہی رہتا ہے۔ زندگی میں ہزاروں حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بھی کسی حادثہ کا شکار ہو جائے تو اُن سے کون اُنس ومروت کرے گا۔ کیا وہ سسک سسک کر مر جائے گا۔ بالفرض وہ فوت بھی ہو جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی تجہیز وتکفین کون کرے گا اس کا جنازہ کون پڑھے گا اور کس کے قبرستان میں وہ دفن کیا جائے گا یا اس کی لاش کو چیلوں اور درندوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ حقیقت پسند پارٹی کو ان بھیانک اور خوفناک نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے"۔

(نوائے پاکستان 17رجنوری 1957ء بحوالہ نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر)

● احمدیت کی اسلامی خدمات

۞ احمدیت سے اسلام کو قوت ملی (مولانا عبدالحکیم شرر)

"احمدی مسلک شریعت محمدیہ کو اسی قوت اور شان سے قائم رکھ کر اس کی مزید تبلیغ واشاعت کرتا

ہے۔خلاصہ یہ کہ بابیت' اسلام کو مٹانے کو آئی ہے اور احمدیت اسلام کو قوت دینے کے لئے اور اسی کی برکت ہے کہ باوجود چند اختلافات کے احمدی فرقہ اسلام کی سچی اور پُر جوش خدمت ادا کرتے ہیں جو دوسرے مسلمان نہیں کرتے۔"

(رسالہ ولگراز جون 1906ء بحوالہ الفرقان جولائی۔1974 صفحہ 35)

وہ وقت دور نہیں جب احمدیوں کا طرز عمل دوسروں کے لئے مشعل راہ نہ ہو

(مولانا محمد علی جوہر)

"ناشکر گزاری ہوگی۔اگر مرزا جناب بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہے۔یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف تبلیغ اور مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔**اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظّم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و در باطن' مسیح دنیاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوا"۔**

(اخبار ہمدردی دہلی 26 ستمبر 1927ء بحوالہ الفرقان جولائی 1974ء صفحہ 35-34)

احمدیہ تحریک ایک آتش فشاں ہے (تیج اخبار)

ایک غالی' متعصب اور جوشیلے آریہ سماجی لیڈر مسٹر اختر بی اے پٹنہ نے لکھا۔

"میں نے اسلام کے اندر رہ کر اسلام کے ترک کرنے کے بعد مسلمانوں کے تبلیغی نظام کا خوب اچھی طرح مطالعہ کیا۔میرے خیال میں تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس' مؤثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے۔اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں اور آج تک ہم نے اس خوفناک جماعت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔اگر کی ہے تو فی الحال ہم اسے سمجھ نہیں سکے۔اگر ہم نے اس کی طرف کبھی دیکھا بھی تو ہماری نگاہیں اس کے بیرونی خدوخال کو دیکھ پلٹ آئیں اور اس کے اندرونی حالات ابھی تک ہمارے لئے ایک بھید اور سرّ مخفی ہیں۔بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا۔لیکن اس

کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے۔ جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقع پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔ اس جماعت نے اپنی ابتدائی حالت میں جن جن کاموں کے کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا آج ان میں سے اکثر انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ میں نے کافی عرصہ تک احمدیہ لٹریچر اور احمدیوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے اس لئے جو کچھ لکھوں گا سنی سنائی بات نہیں بلکہ تحقیق شدہ حالات ہیں...... ان کے تبلیغی نظام کی وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ گذشتہ سال ان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر چالیس سے زیادہ زبانوں میں تقریر کرنے والے موجود تھے جس قدر یہ جماعت منظّم ہے۔ یقینی طور پر ہندوستان کی اور کوئی قابل ذکر مذہبی جماعت منظّم نہ ہوگی۔ ان کا ہیڈ کوارٹر قادیان ہے۔ وہیں ان کی سب سے بڑی انجمن ہے...... احمدیوں میں آپس میں بہت اچھے اور قابل تعریف تعلقات ہیں۔ اور ہر ایک احمدی دوسرے سے بالکل سگے بھائیوں اور عزیزوں کا سا برتاؤ کرتا ہے...... یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیوں کا ہر ایک بچہ، بوڑھا، جوان، مرد، عورت مبلغ ہے۔ اور وہ پرچار کو اپنی زندگی کا اولین اور محبوب ترین فرض سمجھتے ہیں...... اس جماعت کے بانی کے قول کے مطابق اس جماعت کے وجود کا سب سے بڑا مقصد ہی تبلیغ ہے...... اسی مقصد سے انہوں نے قادیان میں ایک زبردست تبلیغی کالج قائم کر رکھا ہے۔ جہاں مختلف ممالک کے باشندوں کو مختلف علوم اور زبانوں کی تعلیم دے کر تبلیغ اور مناظرے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کالج سے آج تک سینکڑوں مبلغ اور مناظر فارغ التحصیل ہو کر نکل چکے ہیں...... احمدی عورتیں ہندوستان، افریقہ، عرب، مصر، یورپ اور امریکہ میں کس طرح اور کس قدر کام کر رہی ہیں۔ ان کا مذہبی احساس اس قدر قابل تعریف ہے کہ ہم کو شرم آنی چاہئے ...... احمدی جماعت کا اثر ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہے۔ یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، عرب، ایشیا کے تمام حصے غرضیکہ دنیا کا کوئی قابل ذکر ملک نہیں ہے۔ جہاں احمدیہ جماعت کی شاخ یا کم از کم کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو۔ یورپ کے تمام ملک انگلستان، فرانس، جرمنی وغیرہ میں ان کے باقاعدہ مشن موجود ہیں۔ امریکہ میں بھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ افریقہ اور عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں، مصر، ایران کے زرخیز متمدن ممالک ترکستان، شام، افغانستان کی خوشنما وادیوں میں غرضیکہ ہر جگہ ان کی کوششیں برابر جاری ہیں اور دن بدن ترقی کر رہی ہیں۔ اگر آج ہم نے ہندوستان میں احمدیوں کا مقابلہ نہ کیا اور ان کی طرف سے غافل رہے تو کل ہمارے لئے ممالک اسلامیہ، یورپ اور امریکہ میں شدھی کا کام کرنا ناممکن ہو جائے گا۔"

اور آخر میں "مسلمانوں کا اتحاد" کے تحت لکھتے ہیں:۔

"آج تک احمدی جو کچھ کرتے رہے ہیں۔وہ ان کی ذاتی کوششیں ہی تھیں۔دوسرے مسلمانوں نے کبھی بھی ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ ان کی مخالفت کی۔اور ان کے کاموں کو تباہ و برباد کرنے کی جدوجہد کرتے رہے۔لیکن اب یہ حالت نہیں ہے۔آج کل سوائے پُرانے خیال کے مولویوں کے باقی تمام مسلمان ان کے مددگار اور ان کے کام کے مدّاح ہیں۔یہ تبدیلی ایسی ہے جس میں ہمارے لئے بہت سے خطرے پوشیدہ ہیں۔جن سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا بندوبست نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہوگا۔" (اخبار تیج دہلی 25/جولائی 1947ء)

۞ دنیا کے تمام روحانی امراض کا علاج جماعت احمدیہ کے پاس ہے (شیخ محمد اکرام)

جناب شیخ محمد اکرم صاحب مصنف موج کوثر نے جماعت احمدیہ سے اعتقاد کے اعتبار سے اختلاف رکھنے کے باوجود جماعت کے اتحاد اور برق رفتاری کے ساتھ حاصل کرنے والی ترقیات کا ذکر یوں کیا ہے۔

"ان سب باتوں کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اُن کی جماعت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔اگرچہ مرزا صاحب کی وفات کے چند ہی سال بعد جماعت میں ایک مسئلے پر اختلاف ہوگیا، جس کی وجہ سے کئی قابل اور مخلص لوگ علیحدہ ہوگئے لیکن جماعت کے اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ اس میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی۔اس کی ایک بڑی وجہ جماعت کا نظام اور منتظموں کا جوش و ولولہ ہے۔**برصغیر کے مسلمانوں میں کوئی مذہبی جماعت ایسی نہیں جو اس قدر منظم اور سرگرم عمل ہو** نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو مادیت اور دنیاداری نے عملی کام کے قابل نہیں چھوڑا اور پرانے علماء زمانے کی ضروریات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ایک عالم جمود میں ہیں۔اُن کے مقابلے میں **احمدیہ جماعت میں غیر معمولی مستعدی، جوش، خوداعتمادی اور باقاعدگی ہے**۔وہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا کے روحانی **امراض کا علاج** اُن کے پاس ہے۔یہ اعتقاد غلط ہو یا صحیح، لیکن اس نے اُن کے کاموں میں ایک روح پھونک دی ہے جو قادیانیوں کے عجیب و غریب عقائد اور بانی کی بعض شخصی خصوصیات کے باوجود کئی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔" (موج کوثر صفحہ 179)

پھر لکھتے ہیں:۔

"احمدی ...... دوسرے جہاد یعنی تبلیغ کو فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہوئی ہے"۔ (موج کوثر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 19)

۞ حیران ہوں روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں (ناصر مصطفٰے فیروز)

میرے ایک بہت ہی قریبی دوست اسلامی سکالر جناب ناصر مصطفٰے فیروز (مرحوم) چیف ایڈیٹر ہفت روزہ مہارت نے 1992ء میں غیر ممالک کا نجی دورہ فرمایا۔ وہ افریقہ، یورپ اور کینیڈا بھی گئے تا مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لے سکیں۔ چونکہ اس مرحوم دوست کے دل میں اسلام کے لئے، امت کے لئے ایک درد تھا انہوں نے واپسی پر درج ذیل آرٹیکل لکھا جو امت مسلمہ کی حالت زار کا نقشہ بھی پیش کر رہا ہے اور دوسری طرف جماعت کی ترقیات کا آئینہ دار بھی ہے۔

لکھتے ہیں:۔

" گزشتہ چند ماہ امریکہ، برطانیہ اور یورپی ممالک میں بسلسلہ سیاحت جانے کا اتفاق ہوا۔ ڈیڑھ ماہ کا یہ دورہ گو اس قدر طویل نہ تھا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کے افتراق و انتشار اور شدت پسند مذہبی عناصر کے کارناموں سے تفصیلاً آگہی حاصل کی جاتی۔ لیکن اس کے باوجود اس مختصر دورے میں جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا وہ کسی بھی دردمند پاکستانی اور پرخلوص مسلمان کو تڑپانے کے لئے بہت تھا......

یورپ اور افریقہ کے بہت سے ممالک اور امریکہ کے ملک کینیڈا میں وہ فقہ جسے پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اور قانونی طور پر ان پر یہ پابندی بھی عائد ہے کہ وہ مسلمانوں کے نام اور ان کی اصطلاحات کو استعمال نہیں کر سکتے انہیں **ان ممالک میں احمدی مسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ لوگ انتہائی منظم طریقے سے احمدیت کی تبلیغ و تلقین میں مصروف عمل ہیں اور اصل مسلمانوں کا تشخص اختیار کر چکے ہیں۔** مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت اور مذہبی جنگ کی بناء پر یورپ کے لوگ احمدیوں کو نہ صرف مسلمان گردانتے ہیں بلکہ تمام معاملات میں انہی سے رابطہ کرتے ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ احمدی حضرات ان علاقوں میں اپنے عقائد و نظریات مغربی اور امریکی دنیا کے ذہنوں میں احمدی کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی حیثیت سے پھیلا رہے ہیں۔ جس کی بناء پر **یورپ و امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مرزائیت کے نظریات خاصے راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں۔ اور اب کسی مسلمان اور مرزائی میں تمیز کرنا ایسے علاقوں میں ممکن نہیں رہا۔** اگر صورتحال

کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ لوگ جنہیں مسلمان، مسلمان تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور آئینی طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ احمدیت کے حوالے سے ان علاقوں میں خدمات انجام دے رہے لیکن ستم یہ ہے کہ یہ تبلیغ مرزائیت کے حوالے سے نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے کر رہے ہیں۔

اس وقت کینیڈا، یورپ اور افریقہ کے بیشتر علاقوں میں احمدی مشنری پورے نظم وضبط اور مکمل یکسوئی سے احمدیت کی تبلیغ وتلقین میں مصروف ہیں۔ان کی سینکڑوں عبادت گاہیں، ہزاروں تبلیغی مراکز، لاکھوں مبلغین بے تحاشا لٹریچر جدید سہولتوں سے مزّین لائبریریاں، دارالحمد، اجتماعات اور مجالس کے ذریعے احمدیت کی تبلیغ واشاعت کا کام جاری ہے۔جس سے متاثر ہو کر سینکڑوں غیر مسلم احمدیت کے جال میں پھنس کر بزعم خود مسلمان ہو رہے ہیں جبکہ دوسری جانب مسلمان باہم دست وگریباں ہیں۔ فقہی اور مسلکی اختلافات کے باعث مقدمے بازیاں ہو رہی ہیں مسجد کی تالا بندی، ایک دوسرے کے خلاف عدالتی چارہ جوئی اور ان کے عوض جگ ہنسائی۔

المیہ یہ ہے کہ مسلمان جن کی کثیر تعداد ان علاقوں میں رہائش پذیر ہے اور علماء کرام وہاں بھی ایک دوسرے کے خلاف مذہبی جنون کے تابع محاذ آراء ہیں جبکہ غیر مسلم احمدی اپنے نظریات کی تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں جس کے نتیجے میں حلقہ احمدیت میں آنے والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور مسلمان انہیں مسلمان تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔اس تمام صورتحال کا ذمہ دار کون ہے؟ روز قیامت جب خدائے عزوجل ایسے مسلمانوں سے سوال کریں گے کہ کہاں تھے تم اس وقت جب وہ لوگ اپنے دین کی اشاعت کر رہے تھے۔جنہیں تم غیر مسلم قرار دے چکے تھے؟......

ان علاقوں میں جو کچھ میں نے دیکھا سچ یہ ہے کہ بیان کرنے کی ہمت ہے نہ لفظ ساتھ دیتے ہیں۔مگر "ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے" اور "حیران ہوں روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں" کہ مسلمان تو اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت سے اس قدر مغلوب ہیں کہ انہیں یہ بھی دکھائی نہیں دیتا کہ جنہیں ہم غیر مسلم کہتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے نام پر کیا کر رہے ہیں؟ اور ہم کیا کر رہے ہیں۔؟

ان علاقوں میں احمدیوں کی سرگرمیاں دیکھتے ہوئے مجھ جیسا دنیادار آدمی یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی یہ لوگ جھوٹے ہیں؟ کیا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا عمل درست تھا؟ کیا جن نظریات کو لے کر یہ طبقہ برطانیہ، جرمنی، افریقی ممالک اور کینیڈا میں مصروف ہے اب یا کبھی بعد

میں ان کو لوگوں کے اذہان سے مٹانا ممکن ہو سکے گا؟ کیا وہ لوگ جو مسلمانوں کی وہاں موجودگی میں احمدی ہو رہے ہیں اور اس زعم میں ہو رہے ہیں کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں تو روز قیامت وہ کس کا گریبان تھامیں گے اور کس کو قصوروار قرار دیں گے۔ یہ وہ لمحہ فکریہ ہے جس پر ہر مسلمان کو سوچنا ہے اور اس کا حل تلاش کرنا ہے۔"

(ہفت روزہ مہارت لاہور جلد 2 شمارہ 23۔ 16 تا 23 /اگست 1992ء)

غیر مسلموں کے ہاتھوں اسلامی خدمت؟ (محمد عظیم قریشی)

جناب محمد عظیم قریشی امریکہ سے نوائے وقت کے ایڈیٹر کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

" گزشتہ دنوں امریکہ سے انگلستان سفر کا موقع ملا۔ وہاں اخبار پڑھا شمارے میں کم وبیش پانچ نمایاں خبروں پر نظری پڑی جو اسلام کی سربلندی سے متعلق ہیں۔ یہ سب قادیانیت کے بارے میں تھیں ......اب صورت حال یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام کے نکتہ نظر کو غیور پریس نمایاں طور پر شائع تو کر دیتا ہے اور یہ پذیرائی قادیانیوں کو ہرگز نہیں مگر ان کے جلسوں میں جا کر یا عالمی "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" (ایم ٹی اے) پر جب کوئی سادہ دل مسلمان قادیانی خلیفہ سے یہ سنتا ہے کہ دنیا میں قادیانیوں کی تعداد چار کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ انہوں نے 53 زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم شائع کر دیئے ہیں جبکہ 14 مزید زبانوں میں تراجم اشاعت کے لئے تیار ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کے "اسلام آباد" (ٹلفورڈ، برطانیہ) کے سالانہ جلسے میں 170 ممالک سے 23 ہزار افراد نے شرکت کی ہے تو وہ دم بخود رہ جاتا ہے کہ **غیر مسلموں کے ہاتھ اتنی "اسلامی" خدمت؟ یہ کس قسم کے کافر ہیں جن کے ہاتھوں مبینہ طور پر وہ خدمت ہو رہی ہے جسے اگر سب مسلمان مل کر بجالاتے تو ان کا بجا طور پر حق اور فرض تھا۔** اب یقیناً وقت آپہنچا ہے کہ ہمارے علماء کرام اپنی مساجد، مکاتب، فرقوں، سیاسی جھکاؤ اور مساجد کمیٹیوں کے باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر سر جوڑ کر بیٹھیں اور قادیانیت کے خلاف ایسی ٹھوس اور مربوط حکمت عملی وضع کریں جو ہر قسم کے جھول اور تضادات سے مبرا اور دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے والے کسی مرد مجاہد کو اس دنیا میں تو المناک انجام سے دوچار نہ ہونا پڑے۔"

(نوائے وقت اسلام آباد۔ ایڈیٹر کی ڈاک 16 /اکتوبر 2000ء)

● احمدیت کی تنظیم

۞ مرزا صاحب اپنی زندگی میں معتقدین کو منظّم کر چکے تھے (ملک محمد جعفر)

جناب ملک محمد جعفر صاحب سابق وفاقی وزیر نے اپنی کتاب "احمدیہ تحریک" میں لکھا ہے

"جماعت احمدیہ کی شروع زمانے کی ترقی میں انگریزی حکومت کی سرپرستی کا بہت کم دخل ہے۔ مرزا صاحب اپنی زندگی میں اپنے معتقدین کو ایک منظّم اور روبہ ترقی جماعت کی صورت میں قائم کر چکے تھے۔ مرزا صاحب 1908ء میں فوت ہوئے۔ اس وقت ہندوستان میں تحریک آزادی نے صحیح معنوں میں جنم ہی نہ لیا تھا۔ اور انگریزوں کو اپنی رعایا میں وفا پیشہ افراد اور جماعتوں کی خاص طور سے حاجت پیدا نہ ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں ان کے مشہور مقتدر مخالفین مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی، پیر مہر علی شاہ صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، سرسید احمد خان وغیرہ سب انگریزوں کے ایسے وفادار تھے جیسے مرزا صاحب۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جو لٹریچر مرزا صاحب کے ردّ میں لکھا گیا اس میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ **مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات میں غلامی پر رضامند رہنے کی تلقین کی ہے۔**"

(احمدیہ تحریک صفحہ 242 بحوالہ الفرقان جولائی 1976ء)

۞ اس جماعت کا خلیفہ قلم کا دھنی، تقریر کا ماہر اور تنظیم کا اعلیٰ درجہ کا گورنر ہے

(چوہدری محمد ابراہیم فیروز پوری)

چوہدری محمد ابراہیم فیروز پوری لکھتے ہیں۔

"میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سٹیج پر تقریر کرتے سُنا تو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک بحرِ زخار ہے کہ جس میں سے موتی و گوہر اُبل اُبل کر نکل رہے تھے۔ جناب کی تقریر دلپذیر کچھ ایسی مضبوط اور جامع تھی کہ اس کا ہر پہلو ایک بڑے سے بڑے پُر مغز لیکچرار کو بھی کوئیں جھکا رہا تھا۔ صاف اور سادی اتنی کہ ہر جاہل اور پُر مغز اس سے مستفید ہو رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دوران تقریر میں احمدی محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر کم لیکن مرزا صاحب کا ذکر بہت کرتے ہیں۔ مگر اس کے خلیفہ کی یہ حالت تھی کہ جہاں نبی کریمؐ کا نام پاک آتا وہ مجسمہ رقت بن جاتا۔ اور جہاں حضرت مرزا صاحب کا نام لینا ہوتا۔ تو وہاں رسول

کریم صلعم کے غلام سے موسوم کیا جاتا۔ تقریر میں قصہ کہانیاں نہیں۔ بلکہ وہ مفید عالم باتیں کہ جن پر واقعی آج اسلام کی زندگی و موت کا سوال ہے۔ پھر معارف قرآن وہ کہ جن سے رُوح زندہ ہو۔ میں کیا میری زبان کیا جو آپ کی تقریر پر ریویو کرسکوں۔ معتقدانہ چند الفاظ تھے کہ جو بغیر کہے نہیں رہ سکتا اور کہہ دیئے۔ پھر استقامت کا یہ عالم کہ ڈھائی بجے سے جو تقریر شروع کی تو متواتر کسی رکاوٹ کے اور بغیر کسی روحانی یا جسمانی تھکان کے رات کے آٹھ بجا دیئے …… یہ کیفیت روحانی تھی جو میں نے آنجناب کی تقریر میں دیکھی۔ نہ صرف ایک دن بلکہ دونوں دن اور میں تعجب کرتا تھا۔ کہ یہ کیسا زبردست انسان ہے باوجود نہایت کمزور جُسہ ہونے کے وہ طاقت اپنے اندر رکھتا ہے جو بڑے بڑے جسیم مقرر اس کے مقابلہ میں شمہ برابر بھی نہیں رکھتے۔ میں نے آپ کی تقریر کے ہر پہلو کو غور سے سنا اور جانچا تو صرف یہ معلوم ہوا کہ ساری تقریر مفاد اسلام کے متعلق تھی۔

میں نے ایک اور بات جسے غور کے ساتھ دیکھا وہ یہ تھی کہ سارا گروہ' سارا سلسلہ' سارا ہجوم' سارا انبوہ اس پاک نفس خلیفہ کی ایک چھوٹی انگلی کے اشارہ پر چل رہا ہے۔ ہر شخص سر تسلیم خم کرتا ہوا اور اپنے امام کی محبت میں رنگین ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جہاں دیکھو خلیفہ کی محبت و ایثار نفسی کا چرچا۔ آج اگر ہم نگاہ اپنی تنظیم پر ڈالیں۔ تو شرم سے منہ چھپانا پڑتا ہے۔ یوں زبردستی اپنے منہ میاں مٹھو خواہ کوئی بنے۔ مگر میں تو جسے اس امر کا کافی تجربہ ہے۔ خدا لگتی کہوں گا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم کے مقابلہ میں ہمارا حصہ عشر عشیر بھی نہیں۔ مجھے کئی انجمنوں اور سوسائٹیز کی پریذیڈنٹی اور سیکرٹری شپ کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے معلوم ہے اور اچھی طرح معلوم ہے کہ کہاں تک ہماری تنظیم ہے۔ کہاں تک اپنے امیر جماعت کی بات ماننا یا احکام پر سر جھکا ہمیں آتا ہے۔ پس جانے دیجئے۔ خود ضمیروں سے اس کا جواب لے لیں۔ میرے قلم سے نہ لکھوائیں۔

میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص قلم کا بھی دھنی ہے۔ تقریر کا اعلیٰ درجہ کا ماہر بھی اور تنظیم کا اعلیٰ درجہ کا گورنر بھی۔

مجھے جس بات پر لرزہ سا پیدا ہوگیا۔ وہ اس کے ایک ادنیٰ اشارہ کی تنظیمی قوت تھی جس سے معلوم کرنے والا معلوم کرسکتا ہے کہ آئندہ آپ کے زبردست اشاروں اور احکام کا آپ کی جماعت پر کیا اثر اور کیا ہیبت ہوگی"۔ (تاثرات قادیان از ملک فضل حسین صفحہ 187-185)

۞ جماعت اور بھیڑ میں فرق

مسلمانوں پر چھائی ہوئی ناامیدی اور دردناک ماحول میں لوگوں کی نظریں بے تابانہ اور مضطریانہ طور پر قادیان کی طرف اٹھتی دکھائی دیتی ہیں اور وہاں روشنی کی ایک امید افزا کرن موجود پاتی تھیں۔

مراد آباد کے ایک مشہور مسلمان مصنف جناب اشفاق حسین صاحب مختار (سابق میونسپل کمشنر مراد آباد) نے اپنے ایک کتابچہ "خون کے آنسو" میں لکھا۔

"(جماعت اور بھیڑ کا فرق احمدی جماعت ہیں) ہم سات کروڑ تو ہیں لیکن ہم سات کروڑ آدمیوں کی بھیڑ ہیں۔ہم اپنے آپ کو جماعت نہیں کہہ سکتے البتہ احمدی صاحبان اپنے آپ کو جماعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان کی تنظیم اچھی ہے...... مشہور عربی مقولہ ہے **ید اللّٰہ علی الجماعۃ** یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہوتا ہے۔یعنی اللہ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تنظیم کر کے اپنی جماعت بنا لیتے ہیں خدا بھیڑ کی مدد نہیں کرتا۔چونکہ ہم بھیڑ ہیں اس لئے خدا نے اپنا مددگار ہاتھ ہمارے اوپر سے اٹھا لیا۔تنظیم اگر ہو تو تھوڑی سی جماعت بھی دنیا میں تہلکہ ڈال دیتی ہے اور اگر تنظیم نہ ہو تو سات کیا بلکہ ستر کروڑ بھی ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔"

(خون کے آنسو ناشر حافظ محمد دین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور صفحہ 64)

۞ جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہ کر سکے اس پر منظّم احمدیہ جماعت بسہولت قادر ہے (مولوی عبدالمجید قرشی)

مولوی عبدالمجید قریشی ایڈیٹر اخبار "تنظیم" امرتسر نے لکھا:۔

"احمدیہ جماعت ......اس وقت وہ ایک عظیم الشان امت ہے۔اگرچہ اس کے افراد کی تعداد کم ہے۔لیکن اس کے عمل وایثار کی مقدار بہت زیادہ ہے۔جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہیں کر سکتے۔اس پر یہ منظّم جماعت بسہولت قادر ہے۔ہم سلسلہ احمدیہ کے کمزور پہلوؤں سے ناواقف نہیں ہیں۔لیکن اس کے محاسن پر بھی اب بالکل پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔مذہبی میدان میں جس قدر مسلمان جماعتیں احمدیوں کے مقابل آئیں۔ان کے پاس الفاظ منطقی دلائل اور غیر مادی خیالات

کے سوا کوئی ہتھیار موجود نہ تھا۔ اور جب سے یہ دنیا بنی ہے۔ یہاں جب کبھی عقائد اور اعمال کا مقابلہ ہوا ہے۔ میدان ہمیشہ "اعمال" کے نام پر فتح ہوتے رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت کی کامیابی اس کے عقائد کی صداقت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ اعمال کی صداقت کی وجہ سے ہے؟ **اس وقت ہندوستان میں صرف مسیحی نظام تبلیغ کو احمدیہ نظام تبلیغ کے بالمقابل کھڑا کیا جاسکتا ہے لیکن جہاں تک ولولہ و جوش اور ایثار و فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے ہندوستانی عیسائیوں کی جماعت' احمدیہ جماعت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ " قادیانی جماعت " کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط " گورنمنٹ نظام " کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اور اس کے ہر ایک شعبے میں اسی قدر باقاعدگی' ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے جس قدر کسی منظّم گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں ہوا کرتی ہے۔ "**

اس کے بعد مولوی صاحب موصوف جماعت احمدیہ کے بعض شعبوں اور اداروں کا تعارف کرواتے ہیں کہ ان میں تنظیم ہے اس کے بعد "درس عبرت" کے عنوان پر مسلمانوں کو غیرت دلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" یہ صرف چند اشارے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس وقت جو کچھ کر رہی ہے یا آئندہ کرے گی۔ ہر ایک منظّم جماعت وہی کچھ بلکہ کچھ اس سے زیادہ کر کے دکھلا سکتی ہے۔ مسلمانوں نے قرون اولیٰ میں جس قدر کارنامے سرانجام دیئے اُن کی پُشت پر تنظیم و جماعت کی الٰہی قوت کارفرما تھی۔ عظمت و وقار کا حقیقی راز "ید اللّٰہ فوق الجماعۃ " کے فرمان نبویؐ میں مضمر تھا۔ افسوس کہ آج "حق پرست" مسلمان اس "درس عظیم" کو فراموش کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان احمدیہ جماعت کی مثال سے عبرت اندوز ہوں۔ "

(اخبار تنظیم امرتسر 28 دسمبر 1926ء بحوالہ تاثرات قادیان از ملک فضل حسین 176-170)

۞ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ نسل سے زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی

(عبدالمجید قرشی)

"لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں اور اس طرح پر ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور

پروابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ **احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرورِ زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔"**

(اخبار تنظیم امرتسر 28/دسمبر 1926ء بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ 173)

ایک ہم ہیں آوارہ، منتشر اور پریشان ایک وہ ہیں جو مضبوط اور منظّم ہیں (زمزم)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن، چھوٹے بڑے، بزرگ اور نوجوانوں کی مختلف تنظیمیں کر کے جب آپس میں باندھ دیا اور اس کے شیریں ثمرات نظر آنے لگے تو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بدنامی کی حد تک شہرت یافتہ مجلس احرار کے ترجمان "زمزم" نے جماعت کی اس قابلِ رشک تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بصد حسرت و یاس لکھا۔

"ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم در تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ آوارہ، منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ۔ محدود و محصور اور مضبوط اور منظم ہیں ایک حلقہ احمدیت ہے۔ اس میں چھوٹا بڑا، زن و مرد، بچہ بوڑھا، ہر احمدی مرکز "نبوت" پر مرکوز و مجتمع ہے۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں۔ اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس کا جداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کا جُدا نظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔

چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں۔ میں ان واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اُٹھنے اور منظم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے ان متعدد مورچوں

کے مقابلہ میں کوئی ایک مورچہ لگایا۔ حریف نے عورتوں کو میدان جہاد میں لاکھڑا کیا ...... میرے نزدیک ہماری ذلت ورسوائی اور میدان کشاکش میں شکست وپسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔"

(زمزم لاہور 23 رجنوری 1945ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 52-51)

۞ جماعت احمدیہ کا استحکام اور اسلامی جماعت کی پراگندگی (رسالہ فاران)

جماعت اسلامی کے رسالہ "فاران" (کراچی) کے ایڈیٹر ماہر القادری صاحب اور لاہور کے مشہور رسالہ "میثاق" کے ایڈیٹر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے درمیان "تذکرہ وتبصرہ" قسم کی تحریری گفتگو کچھ عرصہ جاری رہی۔ اس سلسلہ میں فاضل مدیر "میثاق" نے جو سالہا سال اسلامی جماعت کے سرگرم رکن رہ چکے ہیں ذیل کا حقیقت افروز بیان شائع فرمایا ہے۔

"اب (جماعت اسلامی) کے ان ستر بہتر ارکان میں سے کہ جو جماعت میں اول اول شریک ہوئے تھے اب مولانا مودودی کے سوا شاید کوئی ایک دو ارکان ہی جماعت میں باقی رہ گئے ہوں ...... اس کے برعکس جس گروہ (جماعت احمدیہ) کی ضلالت وگمراہی پر پوری امت کا اجماع ہے اور جس کے خلاف منطق اور استدلال کا پورا زور صرف کرنے کے علاوہ ایک عظیم سیاسی یورش (AGITATION) تک کی جا چکی ہے' اس کا عالم یہ ہے کہ اس کی "صفوں میں عام انتشار" تو کیا ہوتا ویسی علیحدگی بھی کبھی نہیں ہوئی جیسی جماعت اسلامی میں بار بار ہو چکی ہے اور ان کی "نبوت" ہی نہیں ایک خلافت بھی بغیر کسی قابل ذکر اختلاف وانتشار کے گزر گئی۔"

(میثاق لاہور ستمبر 1966 بحوالہ الفرقان ستمبر 1966ء)

۞ قادیانی ایک فرقہ ہی نہیں ایک منظّم تحریک ہے۔ (امتیاز بلوچ)

جناب امتیاز بلوچ صاحب سب ایڈیٹر "المنبر" نے ہفت روزہ "الاعتصام" اگست 98ء میں لکھا۔

" آج میں عمر کی تیس (30) بہاریں دیکھ چکا ہوں ...... ایسے ادارے کے ساتھ وابستہ ہوں جس کے بانی نے تمام عمر قادیانیت کے خلاف لڑنے میں گزاری ہے۔ میری مراد مولانا عبدالرحیم

اشرف سے ہے۔اس ادارے میں مجھے ردّ قادیانیت پر بہت کتابیں پڑھنے اور علماء کی مجالس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں اب جا کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ **قادیانی ......ایک فرقہ ہی نہیں ایک منظم تحریک ہے یہ تحریک ......اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہمہ تن مصروف عمل ہے** ان کا جال قادیان، ربوہ سے لے کر برطانیہ اور کئی دوسرے ممالک تک پھیل چکا ہے۔اور ہر قادیانی تن من دھن سے اپنی تحریک کی خاطر قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ڈش انٹینا کی مدد سے قادیان کی تبلیغ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے۔گھر تو گھر انہوں نے ڈش انٹینا اُن چار دیواریوں میں بھی نصب کر رکھے ہیں جنہیں یہ مساجد کا نام دیتے ہیں ......قادیانی اور ان کی تحریک کبھی نہ پھولتی پھلتی اگر ہم مسلمانوں میں دینی شعور موجود ہوتا۔ہماری کم علمی، دین سے عملاً بیگانگی کا ان لوگوں نے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔"

۞ قادیانیوں کی کامیابی کا راز ان کا منظّم ہونا ہے۔(رسالہ الجمعیۃ)

جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن "الجمعیۃ" دہلی نے جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اس کے سالانہ جلسہ کی اہمیت کی نسبت مندرجہ ذیل بیان زیر عنوان" مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے فتنہ سے محفوظ رہنا چاہیے" شائع کیا۔اس میں مضمون نگار رقمطراز ہیں۔

"قادیانیوں کی کامیابی کا راز صرف ایک بات میں مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بہت منظّم ہیں۔ ان کے یہاں مختلف امور کے لئے مختلف شعبے قائم ہیں جن میں تنخواہ دار اور مستقل سٹاف کام کرتا ہے۔ مریدین کے چندوں کا اگرچہ کافی حصہ غیر متعلقہ مدات میں بھی صرف ہوتا ہے لیکن پھر بھی قادیانی پراپیگنڈہ کے لئے کافی سرمایہ موجود رہتا ہے۔ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ میں سرمایہ اور تنظیم کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں۔اور یہ دونوں چیزیں قادیانیوں کو میسر ہیں۔علاوہ مرکزی سٹاف کے جو قادیان میں ہے ہر اس مقام پر جہاں دو چار قادیانی بھی ہیں ایک الگ جماعت قائم ہے۔جو مرکزی جماعت کے زیر نگرانی ہے۔اس طرح سے ہر ایک قادیانی اپنے مرکز سے وابستہ ہے۔اخبار اور سالانہ جلسہ سے اس تنظیم کی اور بھی تکمیل ہو جاتی ہے گویا قادیانیوں کا سالانہ جلسہ بسلسلہ تنظیم وہ کام کر رہا ہے جو مسلمانوں کے یہاں حج بیت اللہ سے ہونا چاہیے۔اب اس قادیانی تنظیم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت دیکھی جائے تو نہایت پراگندہ اور غیر منظّم ہے۔"

(الجمیعہ 28 رنومبر 1932ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 3)

۞ جماعت کی تنظیم بہت مضبوط اور متحد ہے (حکومت ہند)

حکومت ہند نے جو معلومات اپنے سفیر مقیم ماریشس کو احمدی جماعت کے متعلق بھجوائیں وہ ماریشس کے اخبار Le Progres Islamique مورخہ 15 مارچ 1958ء میں شائع ہوئیں۔ان کا ایک حصہ درج ذیل ہے:۔

"جماعت احمدیہ قادیان ایک مستعد اور باعمل جماعت ہے اور دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔اس کی تنظیم بہت مضبوط اور متحد ہے...... جماعت احمدیہ کے مرد سو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔اور ان کی عورتیں 75 فیصدی پڑھی ہوئی ہیں جو پردہ دار اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ جماعت میں باہمی تعاون اور یک جہتی کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔قادیان کے احمدیوں کے سامنے ایک پروگرام ہے جس پر ان کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔باوجود اس کے سماجی طور پر ان کے اصول پرانے ہیں۔لیکن وہ جدید طریقوں کو اپنائے ہوئے ہیں اور وہ قادیان میں پرانی یادگاروں کو اب بھی زندگی کے احساس سے دیکھتے ہیں۔سب احمدی پُر جوش مبلغ ہیں۔سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی خالص طور پر غیر جانبدار اور غیر فرقہ وارانہ ہیں۔اور وہ ہر ایسی گورنمنٹ کی امداد اور اس سے تعاون کرتے ہیں جس کے وہ ماتحت ہیں۔"

(میری پسندیدہ بستی قادیان دارالامان از چوہدری عبدالرشید آرکیٹکٹ صفحہ 50)

۞ احمدیوں میں سے ایک ایک آدمی نئی بستی بسا سکتا ہے (وقار انبالوی)

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ربوہ کی تعمیر کے وقت پاکستان کے بعض اخباری نمائندوں کو ربوہ کی مجوزہ جگہ دیکھنے کی دعوت دی اور ربوہ کا مجوزہ نقشہ دکھاتے ہوئے تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔اس موقع پر لاہور کے مشہور کالم نویس بابا وقار انبالوی اپنے اخبار روزنامہ "سفینہ" میں لکھتے ہیں کہ۔

" گزشتہ اتوار کو امیر جماعت احمدیہ نے لاہور کے اخبار نویسوں کو اپنی نئی بستی ربوہ کا مقام دیکھنے کی دعوت دی اور انہیں ساتھ لے کر وہاں کا دورہ کیا اس دورے کی تفصیلات اخباروں میں آچکی ہیں۔ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے سبق ہے۔ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں بھی کسمپرسی نے انہیں منتشر کر رکھا۔ یہ لوگ مسلمان تھے۔

رب العالمین کے پرستار اور رحمۃ للعٰلمین کے نام لیوا۔ مساوات و اخوت کے علمبردار۔ لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجا نہ کر سکی۔ اس کے برعکس ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں۔ **لیکن ان کی تنظیم' ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتداء کر دی ہے۔ مہاجرین ہو کر وہ لوگ بھی آئے جن میں ایک ایک آدمی خدا کے فضل سے ایسی بستیاں بسا سکتا تھا۔** لیکن ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آ سکا۔ ربوہ ہمارے لئے ایک اور نقطہ نظر سے بھی محل نظر ہے وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونہ پر بسا سکتی ہے۔ اس طرح ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثال ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کچھ دعویٰ کئے بغیر کچھ کر دکھاتے ہیں۔"

(سفینہ لاہور 13 رنومبر 1948ء)

● احمدیت اسلام کی نمائندگی میں

۞ اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ (علامہ اقبال)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال صاحب اپنے مشہور لیکچر "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" میں (جو آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات کے دو سال بعد 1910ء میں آسٹر یچی ہال ایم۔ او کالج علی گڑھ میں بزبان انگریزی دیا تھا اور مولانا ظفر علی خان صاحب نے جس کا ترجمہ مئی 1911ء میں خود ڈاکٹر سر محمد اقبال کی موجودگی میں برکت علی محمڈن ہال لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھ کر سنایا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر (اورنگ زیب) کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں۔ **پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔**"

(تقریر مذکورہ مطبوعہ دیسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس لاہور صفحہ 18 بحوالہ الفرقان جولائی 1974ء)

۞ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہی ہے (مولوی ظفر علی خان)

مولوی ظفر علی خان صاحب ایک مشہور ادیب تھے۔مگر جماعت احمدیہ کے خلاف عناد اور دشمنی رکھنے کے باوجود اکثر مقامات پر جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے معترف رہے ہیں اور یوں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر ثبت کر گئے۔

☆مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔جو ایثار، کمر بستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجود زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے انداز عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔اِس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمتِ اسلام کر کے دکھا دی۔"

(زمیندار 24رجون 1932ء بحوالہ الفرقان جولائی 1974ء)

☆" گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ کیا ندوۃ العلماء، دیو بند، فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعت حق کی سعادت میں حصہ لیں؟ کیا ہندوستان میں ایسے متموّل مسلمان نہیں ہیں جو چاہیں تو بلا دقت ایک ایک مشن کا خرچ اپنی گرہ سے دے سکتے ہیں۔یہ سب کچھ ہے لیکن افسوس کہ عزیمت کا فقدان ہے۔فضول جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا اور ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا آج کے مسلمانوں کا شعار ہو چکا ہے"۔

(زمیندار 7ردسمبر 1926ء بحوالہ الفرقان جولائی 1974)

☆ **"یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں**۔آج میری حیرت زدہ نگاہیں بکسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔"

(زمیندار 2راکتوبر 1932ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 4)

☆"احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام (تحریک شدھی) میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔"

(زمیندار لاہور 8/اپریل 1923ء بحوالہ الفرقان ستمبر 1976ء)

☆**"مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے۔ جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے**...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا میں ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش از مولوی مظہر احمد اظہر صفحہ 196-195)

۞ احمدیوں کے عقائد مسلمانوں جیسے ہیں (محمد یوسف بنوری)

دارالعلوم دیوبند ہندوستان نے اپنے رسالہ "الفرقان" لکھنؤ کے ذریعہ شیعوں کی تکفیر کے سلسلہ میں سینکڑوں فتاویٰ کو حال ہی میں یکجا کر کے شائع کیا ہے۔ پھر یہی فتاویٰ کراچی کے ماہنامہ "البینات" کی زینت بنے جس کے ایڈیٹر جناب مولوی محمد یوسف بنوری صاحب ہیں جو جماعت احمدیہ کے چوٹی کے مخالف ہیں۔ مولوی صاحب اہل تشیع کے بارے میں ان فتاویٰ کو درج کرتے ہوئے آخر یہ کڑوا سچ بولنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

"قادیانی، نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ گو ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کے مطابق ایک صدی سے بھی زیادہ مدت سے اپنے طریقے پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا جو کام خاص کر یورپ اور افریقی ممالک میں کیا ہے اس سے باخبر حضرات واقف ہیں......اور خود ہندوستان میں جو تقریباً نصف صدی تک اپنے آپ کو مسلمان اور اسلام کا وکیل ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کا انہوں نے جس طرح مقابلہ کیا۔ تحریری اور تقریری مناظرے مباحثے کئے وہ بہت پرانی بات نہیں۔۔۔ پھر ان کا کلمہ...... ان کی آذان اور نماز وہی ہے جو عام امت مسلمہ کی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ان کی فقہی مسائل قریب قریب وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔"

(البیّنات جنوری، فروری 1988ء صفحہ 96)

۞ بیرون ملک جو کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے مسلمانوں کی حیثیت سے کر رہی ہے (حکیم محمد سعید بانی ہمدرد)

"پاکستان میں چونکہ ان کے تبلیغ کرنے پر پابندی عائد ہے مگر بیرون ملک سپین' کینیڈا جرمنی اور افریقہ میں ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں اور یہ لوگ اپنے تئیں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ کینیڈا میں ایک بڑی بلڈنگ تعمیر کرائی گئی ہے۔ ایک شخص سپین کے ایک شہر میں سڑک پر تبلیغ کرتا ہوا نظر آیا۔ سرراہ کھڑا تبلیغ میں مصروف تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ قادیانی ہے۔ اس حوالے سے بیرون ملک جو کام وہ کر رہے ہیں مسلمانوں کی حیثیت سے کر رہے ہیں اور وسیع پیمانے پر یہ کام ہو رہا ہے۔"

(ہفت روزہ مہارت 21 تا 30 / اپریل 1993ء)

۞ اسلام کے نام پر مرزائی جتنا کام کر رہے ہیں اتنا ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں (اساس)

عالمی مسلمان اسپرانتو ایسوسی ایشن کی جانب سے روزنامہ اساس 24/مارچ 1997ء میں ایک طویل مضمون زیر عنوان "علماء کرام سے غیر مسلموں کے دس سوال ؛ جرمنی میں ہونے والی بین الاقوامی اسلامی کانفرس میں غیر مسلموں کے سوالوں کے جواب دینے کون جائے گا؟" شائع ہوا۔

تفصیل یہ کہ جرمنی، بیلجیم اور ہالینڈ کی مشترکہ مسلمان اسپرانتو ایسوسی ایشن نے ایک سوال و جواب کی محفل 27/اپریل 1997ء کو جرمنی کے شہر آچن Aachen میں منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور اس کے لئے جو زیادہ سوال پوچھے جانے تھے وہ دس سوال تیار کئے اور پاکستان میں سوال جواب کی محفل سے 7 مہینے قبل اکتوبر 1996ء میں پاکستان کے 32 جید علماء کرام کو بھیج دیا۔ ان 10 سوالوں کو دیکھ کر کوئی ایک بھی عالم دین اس محفل میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا تو اس مسلمان ایسوسی ایشن نے 6/ستمبر 1996ء کو نیڈی میں سیمینار رکھا تا کہ یہ علماء کرام اس سیمینار میں جواب ریکارڈ کروادیں تا کہ وہی جواب اس محفل میں سنا دیئے جائیں لیکن کوئی ایک عالم دین بھی حاضر نہ ہوا۔

آخر کار 24/مارچ 1997ء کو اس ایسوسی ایشن نے یہ ساری کہانی اور وہ 10 سوال روزنامہ "اساس" میں شائع کروادیئے اور اس میں مجبوراً ساتھ یہ بھی لکھا کہ

"زیر نظر تحریر پڑھتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ یورپ کے ایک ملک سے قادیانیوں نے STN طرز کا ایک ٹی وی سٹیشن کرائے پر لے رکھا ہے۔ جس پر 24 گھنٹے اسلام کے نام پر اپنے مسلک کی ترویج اور فروغ کے لیے انگریزی، اسپانوی، اٹالین، فرانسیسی، جرمن، عربی اور اسپرانتو جیسی عالمی زبانوں میں نشریات پیش کی جاتی ہیں۔ **ساری دنیا میں الیکٹرک میڈیا، لٹریچر اور عقلی و سائنسی دلائل کے ذریعہ اسلام کے نام پر جتنا کام مرزائی اور قادیانی کر رہے ہیں۔ اتنا ہم مسلمانوں نے سوچا بھی نہیں۔**"

(روزنامہ اساس 24 / مارچ 1997ء)

حقیقی اسلام صرف احمدیوں کے پاس ہے (سید تاج حسین)

جناب سید تاج حسین صاحب بی اے بی ٹی و منشی فاضل ہیڈ ماسٹر سالار والہ لکھتے ہیں۔

"یہ بالکل صحیح اور مسلمہ امر ہے۔ کہ آج احمدیت کے علمبردار دنیائے اسلام موجود نہ ہوتے تو اسلام حقیقی معنوں میں بالکل مٹ چکا ہوتا۔ **وہ تصور اور اسلام کی تصویر جو یورپ کے ملحدین اور مادہ پرست فلاسفروں کے دلوں میں نام نہاد مسلمانوں کے عملی نمونہ اور قصہ کہانیوں نے جاگزین کر دی تھی۔ وہ ہرگز محو نہ ہوتی۔ اگر جماعت احمدیہ منظم پیش قدمی نہ کرتی۔** اور ان مصائب کا جرأت سے مقابلہ نہ کرتی جو آج تمام اسلامی دنیا پر مسلط ہیں۔ مقام غور ہے۔ وہ لوگ دوسروں کی کیا رہبری کر سکتے ہیں۔ جو خود تاریکی و ذلت کے بحرِ عمیق میں پڑے ہوئے ہوں مسلمانوں کی صحیح تصویر ان کے اپنے جرائد ہی سے قارئین کرام کے پیش کرتا ہوں۔ اور پھر نہایت دردمندانہ دل سے اپیل کروں گا۔ کہ برائے خدا ایک شخص کی قیادت کا خیال دل میں لئے ہوئے منظم ہو کر اپنے نصب العین کی تلاش کریں۔ ایک سیاسی راہ نما کو لے لیجئے۔ گاندھی جی ایسا ہردلعزیز انسان ہندوؤں میں کہیں ڈھونڈھنے سے نہیں ملے گا اور باوجود اپنی کئی خامیوں کے وہ تاحال مختلف الخیال ہندوؤں کی راہنمائی کا دم بھر رہا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایسا انسان جو محض محمد رسول اللہؐ کی خاطر اپنے راحت و آرام کو خیر باد کہہ کر اپنی جماعت کی تنظیم کے علاوہ اب عام مسلمانوں کی بہتری و بہبودی کے لئے بھی ویسی ہی جانفشانی اور تندہی سے کام کر رہا ہو۔ جیسا کہ وہ اپنی جماعت کے لئے کرتا ہے۔

احمدیت کے بعض اصول سے متفق نہ ہونے کے باوجود میں اس تنظیمی جماعت کے اعمال واقوال کا دل و جان سے معترف ہوں۔

کاش انہوں نے ایک علیٰحدہ فرقہ کی بنیاد ڈال کر الگ جماعت پیدا نہ کی ہوتی مگر شاید انہوں نے کوڑا کرکٹ کی تنظیم پر وقت صرف کرنا محض شغل بے سود سمجھا ہو۔اس لئے مخلصین و دردمندان اسلام کی ایک الگ جماعت کی بنیاد ڈال کر اس میں حقیقی اسلامی رُوح پھونک دی جو عام مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے مقابلہ میں بہرحال اور ہمہ وجوہ فوقیت لئے ہوئے ہے۔...... حقیقی اسلام صرف احمدیوں کے پاس ہے اور باقی لوگ محروم کردئے گئے ہیں۔...... **احمدی اپنے اقوال وافعال واعمال سے محمد رسول اللہؐ کے جانشینوں میں سے نظر آرہے ہیں۔"**

(تاثرات قادیان صفحہ 235-233)

● احمدی اسلامی شعار کے پابند

۞ قادیان سے محبت' اخوت' رواداری کا درس (اخبار راہی دہلی)

شری بلا یوتر صاحب ایڈیٹر "راہی" دہلی نے لکھا

"دُنیائے جہان میں کچھ شخصیتیں ایسی اُتری ہیں جو ہمیشہ ہمیش کے اپنے نقش، عوام کی راہنمائی کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ قادیان بھی ایسی ہی ایک شخصیت کا نقش ہے۔ جس سے لوگ ایسا درس حاصل کر سکتے ہیں۔ جو انہیں اس حقیقی منزل کی طرف لے جاسکے جہاں محبت' اخوت و رواداری ہے۔ کاش میرے ملک کے لوگ اس منارہ سے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچ کر ان کو سچی روشنی عطا کرتا ہے۔ وہ روشنی حاصل کرتے جس سے ان کی دلی کدورتیں مٹ جاتیں اور وہ باہم مل جل کر زندگی بسر کرنا سیکھتے۔ خیر میرا یقین ہے کہ قادیان میں تعمیر شدہ مینار صلح و آشتی کا پیغام دیتا رہے گا"۔

(اخبار بدر 28/مارچ 1955ء بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر)

۞ قادیان' جماعت احمدیہ کا ایک زندہ' فعال اور معمور مرکز ہے (ہندوستان ٹائمنر)

"سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں

شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک (ہڑتال)، تحریک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔1947ء کے فسادات کے دوران میں مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے ایک ہزار سے زائد پیروؤں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے تین صد کے قریب اپنے مخلص پیرو مذہبی مرکز کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے۔ پاکستان میں آپ نے عارضی مرکز پہلے لاہور میں قائم کیا اور پھر ربوہ میں۔ اب تک بھی قادیان اہم مرکز ہے اور یہیں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی 125 شاخوں کی جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں دیکھ بھال اور نگرانی کرتی ہے...... موعود نبی کی ایک پیشگوئی کے مطابق احمدیہ جماعت اس بات پر پورا یقین رکھتی ہے کہ قادیان دوبارہ جماعت کا ایک زندہ، فعال اور معمور مرکز بن جائے گا"۔

(ہندوستان ٹائمز کلکتہ 25ر دسمبر 1951 بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر)

۞ جماعت احمدیہ نے اپنے اخلاق سے ہزاروں دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے

(علامہ نیاز فتح پوری)

جناب علامہ نیاز فتح پوری صاحب ایڈیٹر نگار لکھنو جماعت احمدیہ کی صداقت، تنظیم، گراں قدر ملّی وقومی خدمات نیز احباب جماعت کی اخلاقی و رُوحانی حالات ومقام کے بارے اچھی خواہش اور نیک تمنا رکھتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ جماعت کی تعلیم پر نقاد بھی رہے ہیں۔

آپ نے جماعت احمدیہ کی تعلیمات کو پڑھنے کے لئے قادیان کا دورہ کیا اور ربوہ دیکھنے کے لئے پاکستان بھی آئے گو ربوہ پہنچ تو نہ سکے تاہم لاہور، کراچی میں بعض احمدیوں سے میل ملاقات کر کے جو تاثر حاصل کیا اس کو بھی وہ تحریر میں لائے۔

قادیان دورہ کرنے کی روئیداد بعنوان "چند گھنٹے قادیان میں" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان چند ساعتوں میں جو کچھ میں نے یہیں دیکھا وہ میری زندگی کا اتنا دلچسپ تجربہ تھا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں 50 سال پیچھے ہٹ کر وہی زندگی شروع کرتا جو قادیان کی احمدی جماعت میں مجھے نظر آئی۔ لیکن

صد حیف کہ مادیر خبر دار شدیم

میں انفرادی حیثیت سے ہمیشہ بے عمل انسان رہا ہوں لیکن مسائلِ حیات کو (جن میں مذہب

بھی شامل ہے) میں ہمیشہ اجتماعی نقطہ نظر سے دیکھتا ہوں اور یہ نقطہ نظر میرے ذہن میں حرکت و عمل کے سوا کچھ نہیں۔ پھر یہ داستان بہت طویل ہے کہ پچھلی نصف صدی میں کتنی خانقاہیں، کتنے خانوادے، کتنے ادارے، کتنی درسگاہیں اور کتنے جلو ہائے منبر و محراب میری نگاہ سے گزرے اور میں کس طرح ان سے بے نیازانہ گزر کیا۔ لیکن اب زندگی میں سب سے پہلی مرتبہ احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیم عمل دیکھ کر میں ایک جگہ ٹھٹک کر رہ گیا ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی زندگی کے اس نئے تجربہ واحساس کو کن الفاظ میں ظاہر کروں۔

میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور علماء اسلام کی بے عملی کی طرف سے اس قدر مایوس ہو چکا ہوں کہ میں اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ ان میں کبھی آثار حیات پیدا ہوسکتے ہیں لیکن اب احمدی جماعت کی جیتی جاگتی تنظیم عمل کو دیکھ کر کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا

غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا

کیونکہ عالم اسلامی میں آج یہی ایک ادارہ ایسا ہے جو

دعوت برگے و نوائے کند

اور اسلام کا مفہوم میرے ذہن میں "دعوت برگ ونوا" کے سوا اور کچھ نہیں۔

لوگ منزل تک پہنچنے کے لئے راہیں ڈھونڈھتے ہیں برسوں سرگرداں رہتے ہیں اور ان میں صرف چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو منزل کو پالیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں میں سے ایک میرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے۔ سو اب یہ فکر و جستجو کہ وہ کن راہوں سے گزر کر منزل تک پہنچے بالکل بے سود ہے اصل چیز راہ پیائی نہیں بلکہ منزل تک پہنچ جانا ہے۔ اور اگر میں احمدی جماعت کو پسند کرتا ہوں تو صرف اسی لئے کہ اس نے اپنی منزل پالی ہے اور یہ منزل وہی ہے جس کی بانی اسلامؐ نے نشاندہی کی تھی۔ اس سے ہٹ کر میں اور کچھ نہیں سوچتا اور نہ سوچنے کی ضرورت۔

میرا قادیان آنا بھی اسی سلسلہ کی چیز تھی یعنی جس کی عملی زندگی کا ذکر میں سنتا چلا آرہا تھا اسے آنکھوں سے بھی دیکھنا چاہتا تھا۔

ہرچند میں بہت کم وقت لے کر یہاں آیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نتیجہ تک پہنچنے کے لئے یہ قلیل فرصت بھی کم نہ تھی کیونکہ اس جماعت کی زندگی ایک ایسا کھلا ہوا صحیفہ حیات ہے جس کے مطالعہ کے لئے

نہ زیادہ وقت کی ضرورت ہے نہ کسی چون وچرا کی۔ اسی طرح ان کی دفتری تنظیم بھی گویا ایک شفاف آئینہ ہے جس میں زنگ کا نام تک نہیں۔ یکسر خلوص و اخلاق، یکسر حرکت وعمل۔

قادیان میں احمدی جماعت کے افراد جو "درویشانِ قادیان" کہلاتے ہیں، دوسو سے زیادہ نہیں جو قصبہ کے ایک گوشہ میں نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور ان کو دیکھ کر کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا

یک چراغ ست دریں خانہ کہ ازپر توآں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہی وہ مختصر سی جماعت ہے جس نے 47ء کے خونیں دور میں اپنے آپ کو ذبح وقتل کے لئے پیش کر دیا اور اپنے ہادی ومرشد کے مسقط الراس کو ایک لمحہ کے لئے چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

موج خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

یہی وہ جماعت ہے جس نے محض اخلاق سے ہزاروں دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور ان سے بھی قادیان کو "دارالامان" تسلیم کرالیا۔ یہی وہ جماعت ہے جو ہندوستان کے تمام احمدی اداروں کا سررشتہ تنظیم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور یہی وہ دورافتادہ مقام ہے جہاں سے تمام اکنافِ ہند میں اسلام وانسانیت کی عظیم خدمت انجام دی جارہی ہے"۔

(رسالہ نگار لکھنؤ ستمبر 60ء بحوالہ الفرقان اکتوبر 1960ء)

❁ احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے (علامہ نیاز فتح پوری)

علامہ نیاز فتح پوری مئی 1960ء میں پاکستان تشریف لائے تھے۔ وہ ربوہ بھی آنا چاہتے تھے مگر بعض مجبوریوں کے باعث نہ آسکے واپسی پر آپ نے "احمدی جماعت کا قریب تر مطالعہ" عنوان کے ماتحت ایک مقالہ رسالہ نگار میں شائع فرمایا جس کا کچھ حصہ یہاں دیا جارہا ہے۔

"سب سے پہلی چیز جسے میں نے بیّن طور پر محسوس کیا ان کی متانت وسنجیدگی تھی۔ ان کے ہنستے ہوئے چہرے، ان کے بشاش قیافے، اور ان کی "بوئے خوش دلی" تھی۔ دوسری بات جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا یہ تھی کہ انہوں نے دوران گفتگو میں مجھ سے کوئی تبلیغی گفتگو نہیں کی۔ کبھی کوئی ذکر تعلیم

احمدیت کا نہیں چھیڑا جو یقیناً مجھے پسند نہ آتا۔ میرا مقصود صرف خاموش نفسیاتی مطالعہ کرنا تھا اور یہ ان کی انتہائی اداشناسی تھی کہ دونوں عصرانوں میں انہوں نے مجھے اس مطالعہ کا پورا موقع دیا کوئی بات ایسی نہیں چھیڑی کہ معاملہ نگاہ سے ہٹ کر زبان تک پہنچتا اور میرا زاویہ نظر بدل جاتا۔

اس کا علم مجھے تھا کہ احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے لیکن یہ علم زیادہ تر سماعی و کتابی تھا اور میں کبھی اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ان کی زندگی کی بنیاد ہی سعی و عمل پر قائم ہے اور جدوجہد ان کا قومی شعار بن گیا ہے۔

اس سے ہر شخص واقف ہے کہ وہ ایک مشنری جماعت ہے اور ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتی ہے اور ایسے ناقابل شکست عزم و حوصلہ کے ساتھ کہ تاریخ اسلام میں اس کی مثال قرون اولیٰ کے بعد کہیں نہیں ملتی......

کراچی اور لاہور میں اس جماعت کے افراد پانچ پانچ ہزار سے زیادہ نہیں۔ **لیکن اپنی "گراں مائیگی مستقبل" کے لحاظ سے وہ ایک "بنیان مرصوص" ہیں، ناقابل تزلزل، ایک حصار آہنی ہیں ناقابل تسخیر اور کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اس "اسوۂ حسنہ" کی جس کا ذکر محراب و منبر پر تو اکثر سنا جاتا ہے لیکن دیکھا کہیں نہیں جاتا۔**

پھر سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ کیا بات ہے، جس نے انہیں یہ سوجھ بوجھ عطا کی؟ اس کا جواب ابھری ہوئی جماعتوں کی تاریخ میں ہم کو صرف ایک ہی ملتا ہے اور وہ ہے عظمت کردار! بلندی اخلاق!

اس وقت مسلمانوں میں ان کو کافر و بے دین کہنے والے تو بہت ہیں لیکن مجھے تو آج ان مدعیان اسلام کی جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی پاکیزہ معاشرت، اپنے اسلامی رکھ رکھاؤ، اپنی تابِ مقاومت اور خوئے صبر و استقامت میں احمدیوں کے خاک پا کو بھی پہنچتی ہو!

ایں آتش نیرنگ نہ سوز وہمہ کس را

......اب رہا سوال میرے احمدی ہونے کا یا نہ ہونے کا، سو اس کے متعلق میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے سے میرا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہے چہ جائیکہ احمدی ہونا کہ یہاں تو اصل چیز صرف عمل ہے اور اس حیثیت سے میں اپنے آپ کو اور زیادہ نااہل پاتا ہوں......

اس سلسلہ میں مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آج یا کل یقیناً وہ وقت بھی آئے گا جب میں احمدی جماعت کے مذہبی لٹریچر پر ناقدانہ تبصرہ کروں گا کیونکہ بغیر سمجھے ہوئے کسی بات کو مان لینا میرے فطری رجحان کے خلاف ہے۔ اور احمدی جماعت کے معتقدات میں کچھ باتیں مجھے ایسی نظر آتی ہیں جواب تک میری سمجھ میں نہیں آئیں، لیکن اس کا تعلق صرف میرے ذاتی وانفرادی ردوقبول سے ہوگا نہ کہ احمدی جماعت کے وجود اجتماعی سے جس کی افادیت سے انکار کرنا گویا دن کو رات کہنا ہے اور دن کو رات میں نے کبھی نہیں کہا۔"

(رسالہ نگار جولائی 1960ء صفحہ 119-117 بحوالہ الفرقان ستمبر 1960ء)

۞ احمدی جماعت نے ہی صحیح معنوں میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے

(علامہ نیاز فتح پوری)

علامہ نیاز فتح پوری صاحب ایک غیر احمدی دوست کے خط کے جواب میں تحریر کرتے ہیں۔

"ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف وتضاد کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف آریائی وعیسوی جماعتوں کا حملہ اسلامی لٹریچر اور اکابر اسلام پر کہ اسی زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب سامنے آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا۔ یہاں نہ ابوبکرؓ وعلیؓ کا جھگڑا تھا نہ رفع یدین وآمین بالجہر کا اختلاف۔ یہاں نہ عمل بالقرآن کی بحث تھی نہ استناد بالحدیث کی اور صرف ایک نظریہ سامنے تھا اور وہ یہ کہ اسلام نام ہے صرف اسوۂ رسولؐ کی پابندی کا اور اس عملی زندگی کا، اس ایثار وقربانی کا، اس محبت ورافت کا، اس اخوت وہمدردی کا اور اس حرکت وعمل کا جو رسول اللہؐ کے کردار کی تنہا خصوصیات اور اسلام کی تنہا اساس وبنیاد تھی۔

میرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت کی جب کوئی بڑے سے بڑا عالم دین بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرات نہ کرسکتا تھا۔ انہوں نے سوتے ہوئے مسلمانوں کو جگایا، اُٹھایا اور چلایا یہاں تک کہ وہ چل پڑے اور ایسا چل پڑے کہ آج روئے زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے نشانات قدم سے خالی ہو اور جہاں وہ اسلام کی صحیح تعلیم نہ پیش کر رہے ہوں۔"

(رسالہ نگار لکھنؤ اکتوبر 1960ء صفحہ 45-44 بحوالہ الفرقان نومبر 1960ء)

۞ مرکز احمدیت میں بلند ہونے والی صدائے اللہ اکبر بیک وقت تمام دُنیا سے بلند ہوتی ہے (علامہ نیاز فتح پوری)

علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے جماعت کی ترقی کا اس وقت اقرار کیا جب الیکٹرانکس میڈیا نہ ہونے کے برابر تھا اس وقت دربارِ خلافت کی آواز خلافت کے پروانوں کے ذریعہ بڑی سرعت سے دنیا کے کونے کونے تک پہنچنے کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

"تحریک احمدیت کی تاریخ 1889ء سے شروع ہوتی ہے جس کو کم وبیش ستّر برس سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ لیکن اس قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کر لی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم ...... کی نشر واشاعت میں مصروف نہ ہوں ...... اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اسی وقت یورپ وافریقہ وایشیا کے ان بعید وتاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں غریب الدّیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں"۔

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ 44۔45 بحوالہ الفرقان مئی 1972ء)

۞ اگر یہ تحریک بے جان ہوتی تو اب تک ختم ہو چکی ہوتی (علامہ نیاز فتح پوری)

"اسلام کی کسمپری انتہاء کو پہنچ گئی۔ یہی وہ وقت تھا اور یہی وہ فضا تھی ہندوستان کی جب ایک مرد باعمل سرزمین قادیان سے اٹھا اور اس نے تن تنہا تمام مخالف طوفان کا مردانہ وار مقابلہ کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ مدہم تو ہو سکتا ہے لیکن اسے بجھایا نہیں جا سکتا۔ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کس حیثیت سے پیش کیا یا یہ کہ اپنے آپ کو کیا سمجھا بلکہ صرف یہ ہے کہ کیا کیا۔ یا کیا کر دکھایا اور کیونکر ایسی مضبوط اور باعمل جماعت قائم کر سکے جس کی بے پناہ عملی قوت کا اعتراف اس کے مخالفین کو بھی ہے۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

احمدی جماعت کے قیام کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ تاہم اتنا زمانہ ضرور گزر چکا ہے کہ اگر یہ تحریک بے جان ہوتی تو دوسری جماعتوں کی طرح یہ بھی ختم ہو چکی ہوتی۔ لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ

تحریک ایک مختصر گاؤں سے شروع ہو کر نصف صدی کے اندر دنیا کے تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے تو ہم کو اس کی استقامت عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور یہ استقامت کسی جماعت میں اس وقت پیدا ہوسکتی ہے جب اس کا بانی و مؤسس خود بڑا مخلص انسان ہو۔"

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ 117 بحوالہ الفضل 12/اکتوبر 1963ء)

۞ احمدی طرز اسلامی کے حامل ہیں (اعظم سلطان سہروردی)

مشہور کالم نویس جناب اعظم سلطان سہروردی ایڈوکیٹ نے اپنے ایک آرٹیکل بعنوان " قادیانی ہونے کا الزام " میں لکھا ہے کہ علماء اپنی غیر پسندیدہ شخصیات پر قادیانی ہونے کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ اس کالم میں جہاں احمدیوں کی تبلیغی کاوشوں کے نتائج کا ذکر کیا ہے وہاں احمدیوں کے اسلامی طرز زندگی کا بھی اعتراف کیا ہے۔ تاہم اس بات سے اختلاف ہے کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی وجہ اقتصادی بھی تھی کہ وہ چندہ دے کر خلیفہ کے ہاتھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ سہروردی صاحب اس اخلاص اور محبت کا اندازہ نہیں لگا سکے جو ایک احمدی کو اپنے امام سے ہے اور یہی محبت دل کی گہرائیوں سے مالی قربانی پر منتج ہوتی ہے۔

؎ کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دُنیا میں غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت اخلاص اس کا سرمایہ ہے

وہ لکھتے ہیں۔

" قادیانی حضرات تبلیغ میں یقین رکھتے ہیں اور اپنے مذہب کی بہت زیادہ تبلیغ کرتے ہیں ظاہر ہے کہ جب کوئی دن رات اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے گا تو کسی نہ کسی کو تو اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ قادیانیوں کے خلیفہ بھی اپنے پیروکاروں کی تبلیغ کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ان کے لئے یہ ایک اقتصادی ترقی کا مسئلہ بھی تھا کیونکہ جو بھی قادیانی بنتا ہے اپنی آمدنی کا چھٹا حصہ اپنے خلیفہ کو بھیجتا ہے۔ اس پھیلتی ہوئی قادیانیت نے جس کی ایک بڑی وجہ اقتصادی بھی تھی، خود کو امت مسلمہ کی ناپسندیدگی اور نفرت کا شکار بنا دیا۔ چنانچہ وہ سب مسلمانان پاکستان، جو ملت پاکستان کا اتحاد چاہتے اور پاکستان کو قائداعظمؒ کے خوابوں کی تعبیر بنانا چاہتے تھے قادیانیوں کے بارے میں بے چینی محسوس کرنے لگے۔ جوں جوں عام مسلمان قادیانیوں کے خلاف ہوئے، پاکستان میں وہ غیظ و غضب کا شکار ہونے لگے۔

قادیانی حضرات نے پاکستان سے بیرون ملک نقل مکانی شروع کی تو وہاں جا کر انہوں نے اسلام کے نام پر قادیانیت کو مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے بہت سے ملکوں بالخصوص افریقہ کے ممالک میں بیشمار لوگ جو مسلمان سمجھے جاتے ہیں، دراصل قادیانی ہیں کیونکہ قادیانی حضرات داڑھیاں رکھتے ہیں، نماز، روزہ کے پابند ہیں اور ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ جب تک وہ کسی کو نہ بتائیں سب انہیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اسلام کی بیرون ملک مثال قائم کرنے میں قادیانیوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کی داڑھیاں اور ان کی بیویوں کے برقع اور چادریں ہی نہیں۔ لبرل اسلام سے ان کی دُوری ہر ملکی کو یہ تاثر دیتی ہے کہ یہ مسلمان ہیں بلکہ بڑے کٹر مذہبی لوگ ہیں"۔

(روزنامہ خبریں لاہور 18/جولائی 2004ء)

احمدی اسلامی اشعار کے پابند ہیں (سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست)

☆"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں، ان کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے۔ صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا **تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا"۔**

(اخبار ریاست 16/مارچ 1953ء بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر)

☆"یہ جماعت اپنی امانت، دیانت اور رواداری میں ایک خاص مقام رکھتی ہے"۔

(الفرقان درویشان قادیان نمبر 1963ء صفحہ 55-54)

☆"ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانت دار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بد کتے ہیں"۔

(اخبار ریاست 13/نومبر 1952ء بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر)

۞ احمدی کی قابل قدر سپرٹ (سردار دیوان سنگھ)

فروری 1960ء کی بات ہے جناب سردار دیوان سنگھ صاحب دہلی سے پاکستان آئے۔ اس دوران آپ ربوہ بھی تشریف لائے۔ واپس جا کر اپنے تاثرات ایک مضمون کی صورت میں قلمبند کیے جس میں وہ احمدیوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور مذاقاً کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت کے لوگوں نے میرے خلاف ایک سازش کر رکھی ہے اور آپ لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ مجھے بغیر احمدیت کا کلمہ پڑھائے واپس دہلی نہ جانے دیں گے۔

نیز لکھا۔

"ربوہ بہت وسیع علاقہ میں تعمیر کیا جاچکا ہے۔ اور صرف دس برس کے عرصہ میں اتنے بڑے قصبہ یا شہر کا آباد ہونا ایک تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ احمدی جماعت کے لوگ عام طور پر غریب یا درمیانہ حیثیت کے ہیں جو اپنی ذاتی ضروریات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اپنی فدا ہونے والی قابل قدر سپرٹ کا ثبوت دیتے ہوئے **اپنی جماعت کی خدمت کرنا اپنا ایمان اور فرض سمجھتے ہیں اور یہی سپرٹ احمدیت کے مذہبی جھنڈے کو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ اکثر غیر ممالک میں بھی بلند کرنے کا باعث ہے**"۔

(الفرقان اپریل 1960ء)

پھر لکھا۔

"ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہیے۔ جو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پروانہ کریں۔ اب بھی ...... قادیان کے درویشوں کے اسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت واحترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہیے۔"

(اخبار ریاست 2/دسمبر 1957ء)

۞ فرقہ احمدیہ نے اپنے خاص نظام کے تحت اپنے نظریات سے کردار کو پختہ کیا

(دعوت رسالہ)

جماعت اسلامی کا آرگن "دعوت" دہلی، اخبار "صدق جدید" مورخہ 16/جون 1961ء کے

حوالہ سے رقمطراز ہے۔

"ہمیں ان احمدی حضرت کو اختلاف کے باوجود داد دینی چاہیے، جو مغربی اور افریقن ممالک میں اپنے طور پر اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آخر یہ لوگ کرّہ مریخ سے وارد نہیں ہوئے انہوں نے اپنے خاص نظام کے تحت اپنے نظریات وعقائد کی تربیت حاصل کی اور اپنے کردار کو پختہ بنایا اور مذہب کی دولت انہوں نے پائی اسے لے کر وہ افریقہ اور دوسرے ممالک میں پہنچے اور ایمان کے سہارے اس کی دکانیں وہاں سجائیں جہاں ان کا نام لینا بھی دوسروں کے لئے باعث شرم ہے۔"

(اخبار بدر قادیان 29/جون 1961ء)

صدق جدید نے لکھا۔

"آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقعہ اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل جاتی ہے۔ اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں"۔

(صدق جدید 12/جون 1959ء بحوالہ سووئیز صد سالہ جشن تشکر بھارت صفحہ 98)

۞ یہ ناممکن ہے کہ احمدی کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اور (اخبار دی سینٹینل)

دی سینٹینل رانچی نے قادیان کی نور و برکت کا ذکر کر کے لکھا۔

"اس پس منظر کے ساتھ ہمیں چاہیے کہ ہم موجودہ قادیان کا نظارہ کریں۔ تاکہ ہمیں اس میں رہنے والے احمدیوں کے صبر واستقلال، ایمان اور انجام کا علم ہو سکے (ہندوستان کے) **احمدیوں کی پورے طور پر جانچ پڑتال کی گئی ہے ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان میں پایا جاتا ہے۔**

یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ حکومت ہند کے وہ وفادار ہیں، دل کی گہرائیوں سے، اپنی انگلیوں کی پوروں تک **بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں اور جملہ پیشوایان مذاہب کا احترام وعزت کرنا ان کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے**"۔

(اخبار دی سینٹینل رانچی 14/جولائی 1951ء بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر)

۞ قادیانی انتظام (ارجن سنگھ)

جناب ارجن سنگھ عاجز ایڈیٹر اخبار "رنگین" اپنی کتاب "سیر قادیان" میں عنوان "قادیانی انتظام" کے تحت ایک احمدی اور خلیفہ کے تعلق اور رشتہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

"(قادیان) میں دفتر جابجا کھلے ہیں۔ باقاعدہ محکمے مقرر کئے گئے ہیں۔ کہیں تبلیغ اور پرچار کا محکمہ ہے تو کہیں تعلیم کا محکمہ کھلا ہے۔ کوئی ناظر امور عامہ ہے۔ تو کوئی ناظر امور خارجہ اور ان تمام محکموں پر ایک ناظر اعلیٰ مقرر ہے۔ جو تمام محکموں کی نگرانی کرتا ہے۔ ہر ہر محکمہ میں کئی کئی کلرک ہیں۔ الغرض یہ با قاعدہ انتظام بتلا رہا ہے کہ منتظم ایک اعلیٰ پایہ کا انسان ہے۔

انجمن احمدیہ کا ہیڈ کوارٹر تو قادیان ہے۔ مگر ملک کے تمام حصوں میں جہاں چار گھر بھی میرزائیوں کے ہیں۔ وہاں انجمن احمدیہ قائم ہیں۔ اور انجمن اپنے کام مرکز کی اجازت اور مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ گویا ایک زنجیر کی یہ تمام کڑیاں ہیں۔ صدر دفتر سے جو حکم جاری ہوتا ہے۔ اس پر تمام ملک نہایت پریم اور محبت سے کام کرتا ہے۔ اور ہر حکم کی تعمیل کے لئے آنکھیں بچھائے رکھتا ہے۔ یقیناً اس عقیدت کا نمونہ دنیا بھر میں کہیں نظر نہیں آتا۔

احمدیوں کے نزدیک خلیفہ کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔ خلیفہ جو کچھ کہہ دے۔ وہ ان کے لئے قانون بن جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں ایسا کوئی مذہبی یا سیاسی ریفارمر نہیں ہے۔ جس کے حکموں کو اس کے مرید اس طرح مانتے ہیں جس طرح کہ خلیفہ قادیاں کے حکموں کو احمدی تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ گروہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

خلیفہ کی ہر آواز کی تعمیل کرنے کے لئے آپ کے مرید ہر وقت تیار ہیں۔ اور خلیفہ کے حکم پر جانوں تک کی بھینٹ پیش کرنے کو احمدی اپنی خوش نصیبی اور مکتی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ یقیناً یہ نظارہ بے حد حیرت اور دلچسپی کا موجب ہے۔ اور ہم کو یقین ہے کہ **جب تک اس گروہ میں حکم برداری اور تنظیم کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہ کر سکے گی**۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ مولوی صاحبان اور احرار ان کی مخالفت میں اپنی تمام قوتیں اور طاقتیں صرف کر رہے ہیں۔ مگر یہ گروہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور مخالفت کا کوئی اثر ان لوگوں پر نہیں پڑ رہا۔ یہ ہے اتفاق کی برکت اور یہ ہے سنگھٹن اور اتحاد کا نتیجہ۔"

(سیر قادیان مالک سردار پریس امرتسر صفحہ 10-8)

احمدیوں کی گھریلو زندگی (ارجن سنگھ)

جناب ارجن سنگھ عاجز آگے چل کر اپنی تصنیف "سیر قادیان" میں احمدیوں کی گھریلو زندگی کے عنوان کے تحت نہایت احسن رنگ میں خلیفہ کی جماعت کی نگرانی کا حسین تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

"احمدیوں کا خلیفہ ان کی گھریلو زندگی پر بھی نگاہ رکھتا ہے۔اور وقتاً فوقتاً ایسے احکام صادر کرتا رہتا ہے۔جن پر عمل کرنے سے خوشی کی زندگی بسر ہو سکے۔میں یہاں ان کے خلیفہ کے چند احکام کا ذکر کرتا ہوں۔جن سے اندازہ ہو سکے گا کہ یہ جماعت کیوں ترقی کر رہی ہے۔

(i) خلیفہ نے حال ہی میں جو پروگرام اپنے پیراؤں کے سامنے رکھا ہے۔ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ ہر بڑے یا چھوٹے امیر یا غریب کے دستر خوان پر ایک سے زیادہ کھانا نہ ہو۔یہ حکم طبّی اور اقتصادی پہلوؤں سے پرکھنے کے بعد شاندار نتائج کا ذمہ دار ثابت ہو سکتا ہے۔

یوں تو ہر ایک ریفارمر اور عقلمند اپنے پیراؤں کو اس قسم کا حکم دے سکتا ہے۔لیکن کون سا ریفارمر ہے جو دعویٰ سے کہہ سکے کہ اس کے سو فیصدی مرید اس کے ایسے حکم کی پوری پوری تعمیل کرنے حاضر ہوں گے۔ صرف خلیفہ قادیان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے ایسے مریدوں نے جن کے دستر خوانوں پر درجنوں کھانے ہوتے تھے اپنے خلیفہ کے حکم کے ماتحت اپنے رویہ میں فوری تبدیلی پیدا کرلی ہے۔اور آج کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ کوئی احمدی اپنے خلیفہ کے اس آرڈر کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

(ii) خلیفہ کا حکم ہے کہ تین سال تک نئے زیور نہ بنوائے جائیں۔بلا ضرورت کپڑا نہ خریدا جائے۔عورتیں اپنے کپڑوں میں گوٹا۔لیس۔فیتہ یا جھالر وغیرہ کا استعمال ترک کر دیں۔حیرت ہے کہ اس حکم کے صادر ہوتے ہی تمام احمدی مرد اور عورتیں ہمہ تن گوش ہو جاتی ہیں اور اپنے خلیفہ کے اس اشارہ پر۔ان تمام چیزوں کو ترک کر دیتی ہیں۔یہ اتنی بڑی قربانی ہے۔جس کا نتیجہ لازماً یہ ہے کہ یہ گروہ ہندوستان میں سب جماعتوں پر سبقت لے جاوے گا۔جو لوگ جذبات پر قابو پانے اور جائز خواہشات کو بھی ترک کرنے پر قادر ہو سکتے ہوں۔وہ کبھی ناجائز خواہشات کا شکار نہیں ہو سکتے۔اور ظاہر ہے کہ خواہشات کی پیروی ہی انسان کے تنزل کا ذریعہ ہوتی ہے۔پس احمدی اس بارہ میں بھی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

اور ترک خواہشات کی سپرٹ ان کے خلیفہ نے جس تدبّر اور دانائی سے ان کے اندر پھونک

دی ہے۔وہ قابل صد ہزار تحسین وآفرین ہے۔اور ہندوستان میں آج صرف ایک خلیفہ قادیان ہی ہے جو سر بلند کر کے یہ کہہ سکتا ہے۔کہ اس کے لاکھوں مرید ایسے موجود ہیں جو اس کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔

اور احمدی نہایت فخر سے کہتے ہیں۔کہ ان کا خلیفہ ایک نہایت معاملہ فہم، دوراندیش اور ہمدرد بزرگ ہے۔جس نے کم ازکم ان کی دنیاوی زندگی کو بہشتی زندگی بنادیا ہے۔اور اس کے عالیشان مشوروں پر عمل کرنے سے دنیا کی زندگی عزت وآبرو سے کٹ سکتی ہے۔"

(سیر قادیان صفحہ 20-17)

۞ احمدیوں کا لوٹ کھسوٹ سے اپنے آپ کو صاف رکھنا ان کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے پیش نظر ہے۔(اخبار سٹیٹمین)

"یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔گزشتہ فرقہ وارانہ فسادات (فسادات 1947ء) میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ (قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ سے) صاف رکھے۔یہ سب کچھ ان کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آ سکتا۔قادیان کے موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد محبت وحلاوت کا مجسمہ ہیں۔

بہت کم شخصیتوں نے اہل اسلام پر ایسا اثر ڈالا ہے جیسا مرزا غلام احمد نے۔آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کی شخصیت،عقیدہ اور تعلیم کے خلاف پراپیگنڈہ کی شدت سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ پرانے عقائد کے مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا کہ ان کے ہم خیال (احمدیت میں داخل ہو کر) کم ہوتے جائیں گے۔حکومت ہند کو چاہئے کہ امن اور انسانیت کے مفاد کے پیش نظر اس خالص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے۔کیونکہ مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی دنیا سے مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور بڑائی حاصل کرانے میں ایک اہم پارٹ ادا کرے گی۔"

(اخبار سٹیٹمین دہلی 12 رفروری 1949ء بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر صفحہ 131)

● احمدیوں میں دعوت الی اللہ کی تڑپ

۞ احمدیوں میں اشاعتی تڑپ دوسرے مسلمان فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے
(چوہدری افضل حق)

احرار کے فعال لیڈر چودھری افضل حق صاحب اپنی کتاب "فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا تھا مگر حسب معمول جلد ہی خواب گراں طاری ہوگئی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگر چہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔ تاہم **اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔**"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ 46)

پھر اسی کتاب کے صفحہ 41 پر تحریر فرماتے ہیں۔

"سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں دینی مکاتب ہندوستان میں جاری ہیں مگر سوائے احمدی مدارس و مکاتب کے کسی اسلامی مدرسہ میں غیر اقوام میں تبلیغ و اشاعت کا جذبہ طلباء میں پیدا نہیں کیا جاتا۔ کس قدر حیرت ہے کہ سارے پنجاب میں سوائے احمدی جماعت کے اور کسی فرقے کا بھی تبلیغی نظام موجود نہیں۔" (فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ 41)

۞ ہر احمدی مرکز سے حکم پاتے ہی وعظ کا کام شروع کر دیتا ہے (اخبار پرکاش)

ایک آریہ سماج "اخبار پرکاش" لکھتا ہے۔

"ان کے پلیٹ فارم کی مضبوطی کی تو یہ حالت ہے کہ **ہر ایک احمدی سے یہ آشا کی جاتی ہے کہ مرکز سے حکم پاتے ہی وہ با قاعدہ واعظ کا کام کرنے پر تیار ہوگا۔** ورنہ معمولی طور پر تو جو بھی احمدی جس اوستھا میں ہے وہ واعظ کا کام کرتا ہے لیکن اس کا پریس مضبوطی میں آریہ سماج کے مقابلہ میں حیرت انگیز ہے۔ایک قادیان کو لو وہاں سے نصف درجن اخبارات سے کم نہیں نکلتے جن میں دو انگریزی ہیں اور اردو پتروں میں سے ایک ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے۔ عجب نہیں کہ اسے جلد روزانہ کر دیا جائے۔احمدی پریس کا جال سارے ہندوستان میں ہی نہیں۔ باہر نو آبادیوں اور مغربی ممالک تک بچھا ہوا ہے۔ ہر جگہ سے احمدی اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔اس اوستھا میں احمدیت کی تبلیغ کامیاب ہو تو تعجب ہی کیا ہے یہ سارے اخبار پچپن ہزار احمدیوں کے سر پر چل رہے ہیں۔ یہ احمدی تبلیغ کے سوائے کوئی اور کام نہیں کرتے اس لئے احمدیت سے باہر ان کی اشاعت کی کوئی توقع نہیں پچپن ہزار احمدی ہی ہیں جو اپنی کمائی کے حصہ سے انہیں زندہ رکھ رہے ہیں اور کس کے لئے زندہ رکھ رہے ہیں؟ احمدیت کے پرچار کے لئے۔ آریوں کی سنکھیا ماتری بھارت میں ہی دس لاکھ سے کیا کم ہوگی لیکن آریہ سماج کے پریس کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک آریہ کا سر مارے ندامت کے جھک جانا چاہئے۔"

(پرکاش 3 رجنوری 1952ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 4)

۞ عیسائی مشنری، احمدی مبلغین کے سامنے عاجز آ چکے ہیں (جدید اُردو رپورٹر بمبئی)

"آج سے دس سال پیشتر (یعنی 74ء میں) دہلی کے ہفت روزہ اخبار "نئی دنیا" نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا۔

"چونکہ قادیانی (یا بقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور عیسائی مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آ چکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان (مشنری حضرات) کا بڑا ہاتھ ہے۔عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقے کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے۔عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے ذریعے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے نیچے سازش کا بارود بچھانے والا کون ہے۔یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ اور افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود

مسلمانوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کرا دیتی ہے۔"

(جدید اردو رپورٹر بمبئی 20 ردسمبر 1994ء بحوالہ قادیانیت کا سیلاب صفحہ 160-159)

احمدی خیالات دن بدن دنیا میں پھیل رہے ہیں (ارجن سنگھ)

"قادیان کے میرزا صاحب نے اپنا دعویٰ دنیا کے سامنے رکھا۔ اور مسلمانوں سے کہنا شروع کیا۔ کہ میں ایشور کی جانب سے اس کا گیان لے کر آیا ہوں۔ تو مسلمان مولویوں، مسلمان پیروں اور مسلمان لیڈروں نے میرزا جی کے اس مشن کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ بے شمار کتابیں، رسالے، پمفلٹ، ٹریکٹ، پوسٹر اور ہینڈ بل میرزا جی کے خلاف شائع ہوئے۔ جلسوں، وعظوں، لیکچروں اور تقریروں کے ذریعہ مولوی لوگوں نے مسلمانوں کو میرزا جی کی مریدی سے روکا۔ **مگر ہم حیران ہیں کہ اتنی شدید مخالفت، اتنی سخت رکاوٹ کے باوجود آج احمدیوں کے قول کے مطابق لاکھوں مسلمان احمدی بن چکے ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں میرزائی نہ ہوں۔** میرزائیوں کے مبلغ ہر شہر، ہر صوبہ اور ہر ملک میں پرچار کرتے پھرتے ہیں۔ اور اس جوش اور محبت سے کام کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی کوئی سبھا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ احمدی خیالات دن بدن دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ اور لوگ جوق در جوق اس نئے مذہب میں شامل ہو کر دنیا کے لئے نمونہ بن رہے ہیں"۔ (سیر قادیان صفحہ 7-6)

خلافت راشدہ کے بعد تبلیغ اسلام کرنے والی جماعت (شمشیر سنگھ)

مشہور سکھ سکالر سردار شمشیر سنگھ نے لکھا کہ

"احمدی مسلمانوں نے اپنے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے عملی صورت میں جتنی سرتوڑ کوشش کی ہے۔ وہ شائد ہی عرب کے خلفاء (راشدین) کے بعد کسی اور اسلامی جماعت نے کی ہو۔"

(الفضل انٹرنیشنل 18 رجون 2004ء)

تبلیغ اسلام میں جماعت احمدیہ کے کوئی فرقہ ہم پلہ نہیں (عبدالقادر بی اے)

جناب عبدالقادر بی اے جامعہ ملیہ لکھتے ہیں۔

"سب سے بڑی نمایاں خصوصیت جو اس جماعت کے افراد میں پائی گئی ہے وہ ان کا تبلیغی

جذبہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تبلیغ اسلام کا کام جس خوش اسلوبی سے احمدی بھائی انجام دے رہے ہیں۔ شائد ہی کوئی فرقہ اس فرض کو پورا کرتا ہو۔ ہر شخص کو مذہب کی واقفیت پیدا کرائی جاتی ہے یہاں تک کہ قادیان کے اِکے والے بھی مسافروں کو ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے جاتے ہیں۔"
(الفضل 21/جون 1923ء بحوالہ تاثرات قادیان از ملک فضل حسین صفحہ 169)

۞ قادیانی فلاح و بہبود اور سماجی خدمات میں بے حد نمایاں ہیں (قربان انجم)

ملائشیا میں ایک مذہبی تنظیم "الارقم" ہے اس کے بانی ٹیچر اشعری محمد ہیں۔ کچھ ہی عرصہ ہوا حکومت ملائشیا نے اس تنظیم پر پابندی لگادی۔ جناب قربان انجم نے اس تنظیم کے متعلق اپنی معلومات کو رسالہ "زندگی" میں شائع کیا۔ اپنے اس مضمون میں "الارقم" سے موازنہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ایک اور گروہ .... جو "الارقم" سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ عالمی سطح پر اپنا اثر ورسوخ بڑھارہا ہے وہ ہے قادیانی گروہ جو اپنے آپ کو "جماعت احمدیہ" میں منظّم کر کے دنیا کے بیشتر ممالک میں مصروف عمل ہے .... پاکستان سے باہر اس جماعت کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے .... وہ اندرون ملک بھی پھیلتے جارہے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس جماعت کا دائرہ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پھیلا ہے۔ ان کی عبادت گاہوں جنہیں رائج قانون کے احترام میں "مسجد" نہیں کہا جاسکتا .... میں ڈیڑھ گنا اضافہ ہوا ہے۔ باقاعدہ بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی قانونی پابندیوں کے دور میں زیادہ رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ مرزا طاہر احمد لندن میں بیٹھ کر اپنی جماعت کی راہنمائی کررہے ہیں اور ان کے خطابات پاکستان میں بھی ہر جگہ باقاعدگی سے ایک ہفتہ میں دوبار سنے جارہے ہیں اور چونکہ ان کے جواب میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علماء کرام (جو قادیانیوں کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے جانے پر متفق ہیں) مطلوبہ مؤثر کارکردگی نہیں کررہے ہیں۔ بنابریں **بعض حکومتوں کی طرف سے برملا کہا جارہا ہے کہ مرزا طاہر احمد کو جلاوطن کرنے، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے قوانین نافذ کرنے سے فائدہ سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔**

آٹھ ماہ سے جماعت احمدیہ کا اپنا ٹیلی ویژن سٹیشن کام کررہا ہے۔ گزشتہ ماہ لندن میں اس

جماعت کا جو 29واں سالانہ جلسہ ہوا اس کی کارروائی پوری دنیا میں .... براہ راست یا بعض حصوں کی ریکارڈنگ سیٹلائٹ کے ذریعے دکھائی گئی۔ پانچوں براعظموں کے 127 ممالک میں یہ کارروائی دکھائی گئی۔ امیر جماعت کی تقاریر کا سات زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کی گئیں جبکہ جلسہ گاہ سے حاضرین کے لئے ان تقاریر پر پندرہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے ایک ترجمان نے دعویٰ کیا کہ صرف ایک سال کے دوران 27 ہزار یورپی باشندے دائرہ "احمدیت" میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک سال کے دوران عالمی بیعت میں شرکت کرنے والے احمدیوں کی تعداد چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو ہے۔ ان کا تعلق 93 ممالک کے 155 اقوام سے ہے۔ جولائی 1993ء سے جولائی 1994ء تک دنیا بھر میں جماعت کی 1551 نئی شاخیں قائم کی گئی ہیں۔ اس دوران 668 بیوت الذکر (عبادت گاہیں) بنائی گئیں۔ جماعت اب تک 52 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر چکی ہے۔ گیارہ مزید زبانوں میں تراجم پر نظر ثانی مکمل کیے جانے کے بعد یہ تعداد 63 ہو جائے گی۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کے تعلیمی اداروں کی تعداد 349 اور ہسپتالوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی ہے۔

ہم نہیں کہتے تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والی جماعتیں جواب میں ہاتھ پر ہاتھ دھر بیٹھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے پروانے خاموش تو بیٹھے نہیں رہ سکتے مگر یہ جو قادیانی چھائے جا رہے ہیں۔ کیا اس کا مؤثر تدارک کیا جا رہا ہے؟ موثر تدراک کے لئے ایک اہم ضرورت تو یہ ہے کہ علماء کرام اسلام کے داعیانہ مزاج میں ڈھل کر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ وہ مسلمانوں ہی کے نہیں پوری نبی نوع انسانیت کے خادم ہیں کیونکہ قادیانیوں کے بارے میں یہ حقائق ریکارڈ پر ہیں کہ وہ فلاح و بہبود کے کاموں اور سماجی خدمات میں بے حد نمایاں ہیں۔ صومالیہ کے قحط زدگان سے لے کے بھارت کے مفلوک الحال غیر مسلموں تک کی امداد میں پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مسلمانوں میں تفرقہ و تعصب کا روز افزوں رجحان قادیانیوں کے لئے نفع بخش ثابت ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی باہم تکفیر اور قتل عام بھی قادیانیوں کے لئے پھلنے پھولنے اور پھیلنے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور 2 تا 8 ستمبر 1994ء صفحہ 37-36)

۞ قادیانی جماعت مصروف جدو جہد ہے (سید حبیب اللہ)

"اس کے بعد مرزا صاحب کو جو کامیابی ہوئی۔اس کی وجوہ یہ ہیں کہ ہر جدید عقیدہ کے رکھنے والے زیادہ مخلص اور جوشیلے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں خواص جو کامیابی کی کلید ہیں۔اب تک ان کی جماعت میں موجود ہیں۔ جہاں کسی مرزائی کو پاؤ گے اپنے سلسلہ سے اس کا اخلاص قابل تعریف دیکھو گے۔ہر مرزائی ایک مبلغ ہے۔جس کا جوش ہر وقت اُبلتا رہتا ہے۔اور کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا۔میں دہرم سالہ گیا۔وہاں مسلمانوں صفر کے برابر ہیں۔ان میں سیاسی۔مذہبی۔اخلاقی جوش نام تک کو موجود نہ تھا۔مگر کوتوالی بازار کے ایک کونے میں ایک قادیانی دوست کی دوکان تھی۔وہ درزی کا کام کرتے ہیں۔ان کی دوکان ہر اسلامی تحریک کا مرکز بنی ہوئی ہے۔اور وہاں مذہبی مباحث ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔حنفی۔سنی۔شیعہ جو موجود ہیں۔وہ عہدوں پر سرفراز ہیں۔تعلیم یافتہ ہیں۔ان میں سے بعض متقی بھی ہیں۔لیکن ان کے ہاں مذہبی اخلاقی تعلیمی یا تمدنی امور کا ذکر تک نہیں آتا۔یہ اذکار زندہ ہیں۔تو ایک قادیانی درزی کے دم سے۔پھر اگر جہلاء اور نوجوان مسلمان اس سے متاثر ہوں۔تو تعجب کیا۔

اس جماعت کی تنظیم بہت ہی تعریف کی مستحق ہے۔ ہر شخص خیرات زکوٰۃ اور چندہ کا روپیہ قادیان کو روانہ کرتا ہے۔اور وہاں سے تبلیغ عقائد کے لئے مبلغ ہر حصہ ملک کو روانہ کئے جاتے ہیں کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ رسالے شائع ہوتے ہیں اور اخبار نکالے جاتے ہیں۔اس کے برعکس قادیانی عقائد کی اصلاح یا عقائد صحیحہ کی تبلیغ کے لئے عام مسلمان جو کچھ رہے ہیں۔وہ ناقابل ذکر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ علماء اور صوفیا عقائد قادیان کے تردید کرتے رہتے ہیں۔مگر افسوس کہ اکثر حضرات کا طرز بیان واستدلال ایک مسلمان مبلغ کی شان کے شایان نہیں ہوتا......

قادیانی جماعت البتہ مصروف جدو جہد ہے۔اور اگر چہ تبلیغ میں جس قدر عرق ریزی محنت شاقہ' زر پاشی اور جدو جہد سے یہ جماعت کام لیتی ہے۔اس کے لحاظ سے اس کی کامیابی کو نمایاں نہیں کہا جا سکتا۔تاہم حقیقت یہ ہے کہ خواہ نسبت وتناسب کے لحاظ سے اس جماعت کی ترقی کی حقیقت کیسی بھی یاس انگیز کیوں نہ ہو۔من حیث الکل اس جماعت کی ترقی ایسی نہیں جس سے مسلمان بے پرواہ ہوسکیں۔"

(تحریک قادیان طبع مقبول عام پریس لاہور صفحہ 13-10)

۞ جماعت احمدیہ کی منظّم تبلیغ (ہماری زبان)

"موجودہ زمانہ میں جماعت احمدیہ نے منظّم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ لٹریچر، مساجد اور مدارس کے ذریعہ سے یہ لوگ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے دُور دُور گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں ایک گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش! دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق سیکھ سکتے۔"

(ہماری زبان علی گڑھ 23 دسمبر 1958ء بحوالہ الفرقان ستمبر 1976ء)

۞ قادیانی فرقہ علم تبلیغ ہاتھ میں لے کر اٹھا (محی الدین غازی)

برصغیر ہندو پاکستان کے ایک مسلم لیڈر جناب محی الدین غازی لکھتے ہیں:۔

"یورپ وامریکہ کی مذہب سے بیزار اور اسلام کی حریف دنیا میں علم تبلیغ بلند کرنے کی کسی عالمِ دین یا کسی علمی ادارے کو توفیق نہیں ہوئی۔ اگر علم تبلیغ ہاتھ میں لے کر اٹھا تو وہ یہی .... قادیانی فرقہ تھا"۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 19 جدید ایڈیشن)

۞ احمدی عورتوں میں مذہبی اخلاص اور تبلیغی جوش بہت ہے (اخبار تیج)

ماہنامہ مصباح کو پڑھ کر ایک آریہ سماجی اخبار تیج کے ایڈیٹر نے یہ لکھا کہ

"میرے خیال میں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر ایک آریہ سماجی اس کو دیکھے۔ اس کے مطالعہ سے انہیں احمدی عورتوں کے متعلق جو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ پردہ کے اندر بند رہتی ہیں اس لئے کچھ کام نہیں کرتیں فی الفور دور ہو جائیں گی اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ عورتیں باوجود اسلام کے ظالمانہ حکم (بقول ایڈیٹر تیج) کے طفیل پردہ کی قید میں رہنے کے کس قدر کام کر رہی ہیں اور ان میں مذہبی اخلاص اور تبلیغی جوش کس قدر ہے۔ ہم استری سماج قائم کر کے مطمئن ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ احمدی عورتوں کی ہر جگہ باقاعدہ انجمنیں ہیں اور جو وہ کام کر رہی ہیں اس کے آگے ہماری استری سماجوں کا کام بالکل بے حقیقت ہے۔ مصباح کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ احمدی خواتین، ہندوستان، افریقہ، عرب، مصر، یورپ اور امریکہ میں کس طرح اور کس قدر کام کر رہی ہیں ان کا مذہبی احساس اس قدر قابل تعریف ہے کہ ہم کو شرم آنی چاہئے چند سال ہوئے ان کے امیر نے ایک (بیت الذکر) کے

لئے پچاس ہزار روپے کی اپیل کی اور یہ قید لگا دی کہ یہ رقم صرف عورتوں کے چندہ سے ہی پوری کی جائے۔ چنانچہ پندرہ روز کی قلیل مدت میں ان عورتوں نے پچاس ہزار کی بجائے پچپن ہزار روپے جمع کر دیا۔"

(تاثرات قادیان صفحہ 230-231)

یورپ میں مرزائی دوسری مسلمان تنظیموں سے زیادہ فعال اور متحرک ہیں

(صاحبزادہ سعید الرشید عباسی)

ایک مخالف احمدیت صاحبزادہ سعید الرشید عباسی نے برطانیہ میں چند روز گزارے اور واپسی پر ایک مضمون قلمبند کیا۔ جس میں وہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور ختم نبوت کانفرنس کی مایوس کن کارکردگی اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں۔

"ان دونوں تنظیموں کے برعکس مرزائیوں کی جماعتیں اپنے مقصد کے لئے نہ صرف متحد ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے اس نفاق کا بھرپور فائدہ بھی اٹھا رہی ہیں۔ مجھے یقین ہے اگر کوئی مذہبی جماعت برطانیہ میں بالخصوص اور یوروپ میں بالعموم سروے کرائے تو اسے "مرزائی" زیادہ فعال اور متحرک نظر آئیں گے۔ مجھے ایک دوست نے ایک مجلس کے دوران بڑی راز داری سے بتایا کہ پچھلے دو برسوں میں مسلمانوں کی جماعتوں نے اتنے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت نہیں دی جتنے قادیانیوں نے مرزائی بنائے۔

بہر حال یہ سرگوشی اگر سچ نہ بھی ہو تو خطرے کا الارم ضرور ہے۔ کاش تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اکٹھے ہو کر قادیانیت کے سیلاب کے خلاف بند باندھ دیں"۔

(نحن انصار اللہ جنوری تا جون 2003ء بحوالہ جنگ لاہور 19 را کتوبر 1997ء)

ختم نبوت کانفرنسوں کا آخر کیا فائدہ (الزاہد الراشدی)

مولانا زاہد الراشدی گو لبرل ذہن کے مالک ہیں۔ لیکن جماعت کے مخالفین میں شامل ہیں 90 کی دہائی میں ان کے آرٹیکلز اور اداریئے جماعت احمدیہ کے بارے میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ لندن کی ختم نبوت کانفرنسوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان دنوں برطانیہ میں کانفرنسوں کا سیزن ہے...... ان کانفرنسوں میں سیرت کانفرنسوں، سنی

کانفرنسوں اور دعوت اسلام کانفرنسوں کے علاوہ ختم نبوت کانفرنسیں بھی ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے جذبہ کے ساتھ منعقد کی جاتی ہیں۔اس سال اس عنوان پر گزشتہ دو ماہ کے دوران پانچ کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں......

ان کانفرنسوں میں روئے سخن زیادہ تر قادیانیوں کی طرف ہوتا ہے چونکہ برصغیر پاکستان‘ بنگلہ دیش اور بھارت سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کا زیادہ تر سابقہ قادیانیوں سے پڑتا ہے اور اکثر و بیشتر علماء بھی انہی ممالک سے آتے ہیں پھر انہی دنوں قادیانیوں کا عالمی اجتماع بھی لندن میں ہوتا ہے اس لئے قادیانیت ہی ان کانفرنسوں کے مقررین کی گفتگو کا مرکزی عنوان ہوتی ہے **اور علماء کرام روایتی جوش وخروش کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے اگلے سال تک کے لئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ ادا کر دیا ہے۔ان ختم نبوت کانفرنسوں میں ہونے والی گفتگو کا مواد اور انداز بھی وہی روایتی یعنی موچی دروازے اور لیاقت باغ والا ہوتا ہے جس سے پاکستان‘ بھارت اور بنگلہ دیش سے آ کر آباد ہونے والے پرانے حضرات کا ٹھرک تو پورا ہوتا ہے** اور وہ بہت محظوظ ہوتے ہیں کہ کافی عرصہ کے بعد انہیں محبوب خطباء کے خطابات سننے اور پرانی یادیں تازہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے لیکن یہاں پیدا ہونے اور پروان چڑھنے والے نوجوانوں کے پلے کچھ نہیں پڑتا اس لئے ان نوجوانوں کی شرکت کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے......کانفرنس کے بعد جلسہ گاہ سے باہر نکلتے ہوئے ایک نوجوان نے مجھے روک لیا اور کہا کہ راشدی صاحب! ہم صبح دس بجے سے شام سات بجے تک خطبات سنتے رہتے ہیں مگر ان میں صرف آپ کی بات کچھ سمجھ میں آئی ہے یا نذیر غازی صاحب کی گفتگو کو ہم سمجھ پائے ہیں ورنہ سارا دن صرف ثواب کی خاطر بیٹھے رہے ہیں ہمارے پلے کچھ نہیں پڑا۔یہ المیہ کم وبیش ہر کانفرنس میں شریک ہونے والے نوجوانوں کا ہے اور اب تو ان کانفرنسوں کے منتظمین کے اجلاسوں میں دبے لفظوں میں یہ بات زیر بحث آنے لگی ہے کہ ان کانفرنسوں کا آخر فائدہ کیا ہے۔

......ابھی گزشتہ روز کی بات ہے بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب عبدالمقیت جو گزشتہ تیس برس سے یہاں مقیم ہیں۔ایم ون پر واقع بستی ملٹن کینز سے مولانا خدا الرحمٰن درخواستی اور راقم الحروف کو لندن لانے کے لئے گاڑی لے کر وہاں پہنچے وہ علماء سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں مگر ان کی معلومات کا حال یہ تھا کہ مجھ سے پوچھنے لگے مولوی صاحب!

احمدی فرقہ کا بانی کون ہے؟ میں نے بتایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھی تو پھر سوال کیا کہ وہ کون سی صدی میں گزرا ہے؟ اس سے اندازہ کر لیں کہ علماء سے تعلق رکھنے والے اور دینی ذوق رکھنے والے (حضرات) کی معلومات کا حال یہ ہے کہ جو لوگ مسجد اور مولوی کے قریب پھٹکنے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کی واقفیت کا عالم کیا ہوگا اس لئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عنوان سے کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں سے گزارش ہے کہ وہ سطحیت اور جذباتیت کے خول سے باہر نکلیں، حقائق کا ادراک حاصل کریں، نئی نسل کی ذہنی سطح اور نفسیات کا اندازہ کریں اور عالمی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، منکرین ختم نبوت کے تعاقب اور نئی نسل کے عقیدہ وایمان کی حفاظت کے لئے اپنی جدوجہد کی ترجیحات اور طریق کار پر نظر ثانی کریں ورنہ اگر وہ اپنی موجودہ روش پر ہی قانع رہے تو اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں کر پائیں گے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد 19 راگست 1999ء)

۞ انڈونیشیا قادیانی مشنریوں کی شکارگاہ (زاہد الراشدی)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کو عالمی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے سربراہ جب مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو سربراہان مملکت سے بھی ملاقات ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی خدمات کا تمام ممالک کے سربراہ ہی بالخصوص افریقن ممالک کے سربراہان مملکت اس امر کا اظہار ملاقاتوں میں، تقاریر میں، پیغامات وغیرہ میں کرتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد پر بعض ممالک سرکاری پروٹول دیتے ہیں۔ بعض سرکاری گیسٹ قرار دیتے ہیں۔ بعض جگہوں پر شہر کی چابیاں پیش کی جاتی ہیں۔ اور بعض سربراہ اپنے ملک کا باشندہ تصور کرتے ہیں۔ جیسے 2005ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا کا دورہ کیا تو صدر مملکت ہز ایکسیلینسی جے اے کوفر نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار یوں کیا کہ "میں تو آپ کو غانین ہی شمار کرتا ہوں"۔ ابھی حال ہی میں خلافت جوبلی صد سالہ جوبلی کے جلسہ پر بھی صدر مملکت غانا نے اسی طرح کے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جب 2001ء میں انڈونیشیا تشریف لے گئے تو آپ کو سرکاری پروٹوکول فراہم کیا گیا۔ اس پر مولانا الزاہد الراشدی نے انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے کردار اور مقام کا ذکر اپنے ایک آرٹیکل میں یوں کیا ہے۔

"انڈونیشیا میں.........قادیانی گروہ کی سرگرمیاں بھی شروع ہوگئیں اور انہوں نے.........
اچھے خاصے مراکز قائم کر لئے حتیٰ کہ گزشتہ سال قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے انڈونیشیا کا دورہ کیا تو انہیں سرکاری پروٹوکول فراہم کیا گیا اور قادیانی سربراہ نے اپنے اس کامیاب دورے کے اختتام پر اعلان کیا کہ رواں صدی کے اختتام پر انڈونیشیا دنیا کی سب سے بڑی قادیانی ریاست ہو گی.........مولانا منظور احمد چنیوٹی نے بتایا کہ دو سال قبل انہیں جدہ سے ایک خط ملا جو ایک پاکستانی مسلمان کا تھا اس نے خط میں لکھا کہ اس نے انڈونیشیا کی ایک مسلمان خاتون سے شادی کی ہے لیکن جب وہ شادی کے کچھ عرصہ بعد اپنی بیوی کے ساتھ انڈونیشیا گیا تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ اس کے سسرالی گاؤں میں اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ مسلمان بہت کم اور کمزور ہیں۔ گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے جو قادیانیوں کی ہے اور مسلمان بھی انہی کے ساتھ نماز وغیرہ ادا کرتے ہیں"۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد 8 مئی 2001ء)

افریقہ میں تبلیغ اسلام (رضا کار اخبار)

لاہور کے ہفت روزہ شیعی اخبار "رضا کار" نے روزنامہ نوائے وقت سے اس کے نمائندہ حفیظ ملک کا مراسلہ زیر عنوان" افریقہ میں تبلیغ اسلام" نقل کر کے لکھا:۔

"محترم حفیظ ملک صاحب نے اپنے مراسلہ میں احمدی مبلغین اور عیسائی مشنریوں کی افریقہ میں تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے اور اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ احمدی مبلغین کس طرح عیسائی مشنریوں کا سرتوڑ مقابلہ کر کے لاکھوں افریقیوں کو احمدی بنا رہے ہیں۔ اختلاف عقائد کے باوجود حفیظ ملک نے احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششوں کو سراہا ہے اور انہیں خراج تحسین ادا کیا ہے۔"

(ہفت روزہ رضا کار لاہور یکم مئی 1960ء بحوالہ الفرقان فضل عمر نمبر 1942ء)

سیرالیون میں روحانی تبدیلی

جماعت احمدیہ کی منظّم تبلیغ اور مبلغین کی دن رات کی کوششوں سے سارے افریقہ میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا۔ خاکسار کو چونکہ سیرالیوان میں خدمات بجالانے کا موقع ملا ہے۔ درحقیقت احمدیت نے ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کا تذکرہ سنتے ہی ان

کی آنکھوں میں آنسو رواں ہوجاتے ہیں اور فوراً اللھم صل علی محمد کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ سیرالیون کے افریقن بھائیوں کو کوئی بات بھلی لگے تو وہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ پر درود بھیجنا شروع کر دیتے ہیں۔

تمام افریقہ میں احمدیت کی فتوحات کا ذکر تو یہاں مشکل ہوگا۔ سیرالیون کے حوالے سے چند تاثرات پیش ہیں۔

i۔ آنربیل ایم۔ایس مصطفٰے سابق وزیر زراعت ومعدنیات نے بیان دیا کہ۔

"یہ وہ نوجوان (مبلغین) ہیں جنہوں نے اس خطہ سیرالیون میں اسلامی نور کی شعاعوں کو تیز تر کر کے ہمیں جگا دیا ہے۔ یہ لوگ تقریباً عرصہ 20 سال سے مصائب ومشکلات برداشت کرتے ہوئے اس ملک کی دینی اور تعلیمی حالت کو بہتر بنانے میں مشغول ہیں۔ یہ امر بھی قابل قدر وستائش ہے کہ ان نوجوان مشنریوں کی انتھک خدمات صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں اور انہیں تک محدود نہیں بلکہ یہ لوگ ہر ایک کا بھلا چاہتے اور خدمت خلق کا جذبہ ان کے ہر کام اور سکیم میں نمایاں نظر آتا ہے۔ تعلیمی لحاظ سے اس ملک کے سینکڑوں بچے ان کے سکول میں پڑھ کر اور ان کے زیر تربیت رہ کر بہترین شہری بن چکے ہیں۔ اور ملک کے ہر شعبہ اور محکمہ میں پائے جاتے ہیں"۔

(الفضل 30/اکتوبر 1957ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 421-420)

ii۔ پیرامونٹ چیف آف بونے سیرالیون کی احمدیہ کانفرنس منعقدہ 13 تا 15/دسمبر 1957ء میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ ایک فعال جماعت ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔"

(الفضل 12/مارچ 1958ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 421)

iii۔ سیرالیون گورنمنٹ کے سابق وزیر آبادکاری اور پبلک ورکس آنریبل چیف کانڈے بورے نے کہا۔

"میں عام احمدیوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میرے ذریعہ خاندان اور قبیلے کے کئی آدمی احمدی ہوئے ہیں۔ میرے قبیلے کے ان لوگوں میں احمدیت نے جو اخلاقی تبدیلی اور مذہبی دلچسپی پیدا کی

ہے وہ یقیناً حیرت انگیز ہے۔ میں نے کئی بار عام مجالس میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض عام جلسوں میں جہاں کہ بعض نے احمدیت کے خلاف بھی تقریریں کیں۔ میں نے اس بات کو احمدیت کی صداقت میں پیش کرتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ احمدی کوئی بُرا کام تو نہیں کر رہے ہیں۔ آخر تم میں سے جو چند لوگ نکل کر ان سے مل گئے ہیں۔ وہ چور، ڈاکو، جھوٹے تو نہیں بن گئے۔ ان کی اخلاقی حالت تو پہلے سے اچھی نظر آ رہی ہے۔ جو لوگ ان سے معاملہ کرتے ہیں وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ ان کا معاملہ منصفانہ اور نیکیوں والا ہے۔ اگر احمدی حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں۔ تو ہمارا کیا بگاڑتے ہیں۔ آخر ہمارے لوگوں کی حالت کو سدھارتے ہی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ فری ٹاؤن کے احمدیوں کی اکثریت ٹمنی لوگوں کی ہے (یعنی ان کے اپنے قبیلہ کے لوگ) اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ میری کورٹ میں ہر قسم کے لوگوں کے خلاف مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ مگر اب تک کہ مجھے آپ لوگوں کا چیف بنے تیرہ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ میرے پاس کبھی کسی ٹمنی احمدی کے خلاف کوئی مقدمہ آج تک نہیں آیا۔ حالانکہ بطور ٹمنی میری چیف کورٹ میں میرے اور میرے وزراء کے پاس سینکڑوں مقدمات پیش ہوئے ہیں۔ **کیا اس کا صاف یہ مطلب نہیں۔ کہ احمدی چونکہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اور نہ کسی پر زیادتی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں کورٹ میں نہیں لایا جاتا۔"**

(الفضل 19 رجنوری 1958ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 422)

۞ جماعت احمدیہ کی خدمات کے بغیر سیرالیون سے حق نابود ہو جاتا

(ریجنل منسٹر بشیر کمارا)

خاکسار بو میں مقیم تھا جب 1983ء کو بوریجن کی سرکٹ کانفرنس جماعت احمدیہ نے منعقد کی۔ تو آنریبل ریجنل منسٹر بشیر و کمارا بھی اس موقعہ پر تشریف لائے اور انہوں نے جماعت احمدیہ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے جماعت کی تعلیمی و تدریسی کاوشوں کا مختصر ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

"میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان اور گرانقدر خدمات کا شکریہ ادا کرنا تمام مسلمانان سیرالیون کے ذمہ ایک بہت بڑا فریضہ ہے یہ خدمات انہوں نے

حق کی خاطر انجام دیں۔ ہوسکتا تھا کہ اس کے بغیر سیرالیون کی سرزمین سے حق نابود ہو جاتا۔

اگر کوئی مورخ سیرالیون کی تاریخ لکھتے وقت جماعت کی نمایاں خدمات کو نظر انداز کرے اور جماعت کی سنہری حروف سے لکھی جانے والی اسلامی تاریخ کو، تو اس ملک کی تاریخ بالکل مسخ ہو کر رہ جائے گی۔ اس ملک میں احمدیہ مشن کی کوششوں کے آغاز سے لے کر اب تک ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے نہایت کامیابی کے ساتھ یہاں کے لوگوں کو توہمات کی زندگی اور توہمات کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر یقین محکم کی بلند چٹان پر قائم کر دیا اور ظلم وستم سے نجات دلا کر انسانیت کا سبق دیا۔ آج سیرالیون میں اس مشن کی کوششوں کے طفیل بو، فری ٹاؤن، جورو، مسنگبی اور بواجے بو کے علاوہ تقریباً ایک درجن مزید سیکنڈری سکول تعلیمی میدان میں اپنا مقام حاصل کر چکے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں میں نہ صرف لڑکوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام ہے بلکہ لڑکیوں کی تعلیم واسلامی تربیت کا بھی معقول انتظام ہے۔"

(الفضل 25/جنوری 1984ء)

۞ احمدیت دیانت دار گروہ ہے (الحاجی موسیٰ کابیہ)

آنریبل الحاجی موسیٰ کابیہ وفاقی وزیر رورل ڈویلپمنٹ سیرالیون نے 1989ء میں جلسہ سالانہ سیرالیون میں صدر مملکت جناب ڈاکٹر جے ایس مومو کی نمائندگی کی تھی جلسہ میں شمولیت کے بعد Visiting Book میں خاکسار کی موجودگی میں یہ ریمارکس دیئے۔

"سیرالیون میں ایک نوبل اور دیانت دار مذہبی گروپ احمدیت ہے جو اسلام کی تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہا ہے۔"

۞ بیرون ملک اشاعت اسلام کا کام (اظہار رمزی)

ہفت روزہ "شہاب لاہور" کے اظہار رمزی صاحب نے "کچھ غم دوراں" کے زیر عنوان ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"ہم یہ سوچنے لگے کہ ہم سے تو یہی لوگ (احمدی) اچھے جو کم از کم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم یافتہ مشنریوں کو بیرون ملک اشاعت اسلام کے لئے بھیجنا چاہئے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ کس قسم کے اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ ہم لوگ تو اس بات کا وہم وگمان بھی نہیں کر سکتے کہ ہم لوگ آئندہ کسی صدی

میں بیرون ملک اس اسلام کی اشاعت کر سکیں گے جو ہمیں جان و دل سے عزیز ہے۔ہم نے تو تبلیغی سرگرمیوں کا مفہوم فرقہ وارانہ بحث و تمحیص سمجھا ہے اور اسی کام میں مصروف رہ کر اپنی دنیا اور عاقبت کو نہ جانے سنوارتے ہیں یا بگاڑتے ہیں۔"

(شہاب لاہور 26/دسمبر 1965ء بحوالہ الفرقان فروری 1966ء)

ﷺ احمدی اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر اپنے مشن کا پرچار کرتے ہیں

(ایڈیٹر شیر پنجاب)

"اس میں کچھ شک نہیں کہ سکھ اپنی قلت تعداد کی وجہ سے اپنے دھرم کے پرچار کے لئے اتنا روپیہ نہیں خرچ سکتے جتنا ہندو مسلمان خرچ کر رہے ہیں۔مگر سکھوں کو اپنا مقابلہ احمدی مسلمانوں سے کرنا چاہئے۔ جو تعداد میں، دولت میں اور رسوخ میں سکھوں کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ احمدی پرچارک ہندوستان کے کونہ کونہ میں احمدیت کا پرچار کر رہے ہیں۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ، امریکہ اور افریقہ میں بھی اس چھوٹی سی جماعت کے پرچارک پھیلے ہوئے ہیں۔اور نہایت تندہی و وفاداری کے ساتھ اپنے مشن کا پرچار کر رہے ہیں۔لندن میں انہوں نے کئی لارڈوں اور معزز انگریزوں کو مسلمان بنا لیا۔اور وہاں ایک کروڑ روپیہ کے صرف سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرانے کی فکر میں ہیں۔ جرمنی میں انہوں نے مسجد تعمیر کروا دی۔امریکہ میں ان کے مشنری اپنا کام کر رہے ہیں۔افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں احمدی مشنری ڈٹے ہوئے ہیں۔ احمدیوں کی مجموعی تعداد 3/4 لاکھ سے زیادہ نہیں۔ ان میں کوئی راجہ نہیں، مہاراجہ نہیں، کوئی نواب یا نظام نہیں۔عموماً غریب و متوسط الحال لوگ اس جماعت کے ممبر ہیں۔جن کے سینوں میں اپنے مذہب سے محبت کی ایک کبھی نہ بجھنے والی آگ شعلہ زن ہے۔اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر یہ لوگ اپنے مشن کا پرچار کر رہے ہیں۔ان کی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ دھرم پرچار پر صرف ہوتا ہے۔سینکڑوں ہندو اور سکھ گھرانوں کو یہ مسلمان بنا چکے ہیں"۔

(شیر پنجاب 29/اپریل 1928ء بحوالہ الفضل 22/مئی 1928ء)

تحریک احمدیت کے ذریعہ سے پادریوں کی شکست فاش کا اعتراف

(حضرت شاہ رفیع الدین)

برصغیر کے مشہور تاجر کتب مولوی نور محمد صاحب نقشبندی قادری چشتی مالک کارخانہ تجارت کتب دہلی نے حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے دو ترجموں والا "معجز نما کلاں قرآن شریف" شائع کیا۔ جس کے دیباچہ میں تسلیم کیا کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی اور ہندوستان کو عیسائی بنانے کی سازش عقیدہ وفات مسیحؑ کے ذریعہ سے بالکل ناکام بنا دی چنانچہ انہوں نے لکھا۔

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام و سیرت رسول اللہ ﷺ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے پس الزامی و نقلی و عقلی جوابوں سے ہار گیا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ **اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی**"۔

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم صفحہ 30 مطبوعہ 1934ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 231-230 جدید ایڈیشن)

● جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن

۞ احمدی مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم سلیقہ و اہتمام کے ساتھ شائع کر رہے ہیں (علامہ نیاز فتح پوری)

"یہ بلاد مغرب و افریقہ میں جس جوش و انہماک کے ساتھ خدمت ...... میں مصروف ہیں اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم سلیقہ و اہتمام کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ انگریزی، جرمنی، ڈچ اور سواحیلی زبانوں کے ترجمے خود میں نے بھی دیکھے اور ان کے عزم و ولولہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔" (نگار لکھنو ستمبر 1960ء)

۞ ترجمہ قرآن میں احمدی فرقے والے بہت آگے نظر آتے ہیں

(ابوالاسرار رمزی اٹاوی)

"احمدیہ فرقے کے لوگ اس میدان میں بہت آگے نظر آتے ہیں جنہوں نے تقریباً سولہ سترہ زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کرنے میں پہل کی ہے۔"

(ہفت روزہ بلیٹز بحوالہ بدر قادیان 17/ستمبر 1981ء)

۞ احمدی، غیر مسلم اور کافر کہلانے کے باوجود قرآن مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ (مولانا عبدالرحیم مدیر المنبر)

"ایک عبرت انگیز واقعہ جو ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ 1953ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں، قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔ گویا وہ بزبان حال وقال کہہ

رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از جماعت ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ " کافر " قرار دینے پر پرَ تول رہے ہیں غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔"

(المنبر 2/مارچ 1956ء)

۞ مبارک ہے وہ جو تبلیغ واشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی قرار پائے

(عبدالماجد دریابادی)

بنگلور کے ایک علم دوست جناب اے۔ جے خلیل نے مدیر "صدق جدید" کے نام ایک خط میں لکھا۔

"یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیام الٰہی کی چار دانگ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت ہی کوتاہ ہیں۔ میں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلام الٰہی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و اشاعت میں مصروف ہوں لیکن خود میرے اوپر قادیانیت کا الزام لگا اور ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی تبلیغ کرتا رہتا ہے اس لئے کہ یہ کام تو بس قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں۔"

جناب اے جے خلیل کے خط کے اس اقتباس کو نقل کر کے مولانا عبدالماجد دریابادی رقمطراز ہیں۔

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ واشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع واشاعت کو سمجھ لیا جائے۔"

(صدق جدید لکھنو 22/دسمبر 1961ء)

۞ اشاعت قرآن میں حضرت مصلح موعود کا بلند مرتبہ ہے (عبدالماجد دریابادی)

جناب عبدالماجد دریاری، حضرت مصلح موعود کی وفات پر آپ کی خدمت قرآن کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرآن وعلوم قرآن کی عالمگیر اشاعت کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ۔ ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(صدق جدید لکھنؤ 18 نومبر 1965ء)

قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا (محمد اسلم صحافی)

مشہور صحافی جناب محمد اسلم نے قادیان کی روح پرور فضا دیکھنے کے بعد اپنے تاثرات یوں ظاہر فرمائے۔

" گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدوسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اُتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں ۔غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا" (تاثرات قادیان صفحہ 139-138)

سیرت النبی کے جلسوں کا انعقاد اور اغیار کا جماعت احمدیہ کو خراج تحسین

1927ء میں ہندوؤں کی طرف سے آنحضورﷺ کے خلاف کتاب "رنگیلا رسول" شائع ہوئی اور رسالہ "ورتمان" میں آنحضورﷺ کی شان مبارک کے خلاف گستاخیاں انتہا کو پہنچ گئیں اور ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی نہایت خطرناک صورت اختیار کر گئی تب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے عشق رسول سے لبریز دل نے فوراً آنحضورﷺ کی سیرت میں جلسے کرنے کا اعلان فرمایا اور ایک ہزار سے زائد جگہوں پر جلسے منعقد ہوئے جس میں عیسائیوں ، ہندوؤں ، سکھوں کو بھی آنحضورﷺ کی سیرت میں تقاریر کرنے کی درخواست کی گئی۔

حضور کے اس اقدام پر اخبارات نے ریویوز لکھے۔ آرٹیکلز لکھے اور اس اہم اقدام پر خراج تحسین پیش کیا۔ چند ایک بطور نمونہ درج ہیں۔

۞ جماعت احمدیہ کی قابل قدر خدمات (اخبار ناگپور)

اردو اخبار ناگپور 5/جولائی 1928ء نے "جماعت احمدیہ کی قابل قدر خدمات" کی سرخی دے کر مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:۔

"جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے جس سرگرمی سے اسلامی خدمات بجالا رہی ہے وہ اپنے زرّیں کارناموں کی بدولت محتاج بیان نہیں ہے یورپ کے اکثر ممالک میں جس عمدگی کے ساتھ اس نے تبلیغی خدمات انجام دیں اور دے رہی ہے سچ یہ ہے کہ یہ اسی کا کام ہے پچھلے دنوں جبکہ یکا یک شدھی کا ایک طوفان عظیم اُمنڈ آیا تھا۔ اور جس نے ایک دو آدمیوں کو نہیں بلکہ گاؤں کے گاؤں مسلمانوں کو متاثر بنا کر مرتد کر لیا تھا۔ **یہی ایک جماعت تھی جس نے سب سے پہلے سینہ سپر ہو کر اس کا مقابلہ کیا اور وہ کچھ خدمات انجام دیں اور کامیابی حاصل کی کہ دشمنان اسلام انگشت بدنداں رہ گئے اور ان کے بڑھے ہوئے حوصلے پست ہو گئے ۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ واقعہ ہے کہ جس ایثار وانہماک سے یہ مختصر سی جماعت اسلام کی خدمت انجام دے رہی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے اور بلاشبہ اس کے یہ تمام کارنامے تاریخی صفحات پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔** پچھلے دنوں اس کی یہ تحریک کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرت پر 17/جون کو ہندوستان کے ہر مقام پر عام مجمع میں جس میں مسلم وغیر مسلم دونوں شامل ہوں تقریریں کی جائیں اور جس کے لئے اس نے صرف تحریک ہی پیش نہیں کی بلکہ صدہا روپے بھی خرچ کر کے مقررین کے لئے ہزار ہا کی تعداد میں لیکچر زطبع کرا کر مفت تقسیم کئے اور جس کا اثر یہ ہوا کہ 17/جون کو مسلم اور غیر مسلم دونوں جماعتوں نے شاندار جلسے کر کے سیرت نبوی ﷺ پر کمال حسن وخوبی سے اظہار خیالات کئے ہمارا تو خیال ہے کہ اگر اس تحریک پر آئندہ بھی برابر عمل کیا گیا تو یقیناً وہ ناپاک حملے جو آج برابر غیر مسلم اقوام ذاتِ فخر موجودات پر کرتی رہتی ہیں ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے اور وہ ناگوار واقعات جو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اس مبارک تحریک کی بدولت نیست ونابود ہو جائیں گے...... ہم اس شاندار کامیابی پر حضرت امام جماعت احمدیہ مدظلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی اس مبارک تحریک نے مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک مرکز پر کھڑا کر کے اتحاد کا عجیب وغریب سبق دیا ہے۔"

(الفضل 17/جولائی 1928ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 39 جدید ایڈیشن)

۞ سیرت النبی کے جلسوں کی وجہ سے جماعت احمدیہ نے لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر لی ہے (اخبار سلطان)

"جماعت احمدیہ نے 17 / جون کو رسول کریم ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز طاقتور ہو رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر رہی ہے، ہم خود بھی ان کی طاقت کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔"

(اخبار سلطان کلکتہ 21 / جون 1928ء بحوالہ الفضل 6 / جولائی 1928ء)

۞ آنحضور کے مقدس حالات غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے والی یہی جماعت ہے (اخبار مشرق)

"مسلمانوں میں احمدی جماعت جس خلوص کے ساتھ قومی خدمات انجام دے رہی ہے دوسری جماعتیں اس خلوص کے ساتھ یہ خدمات انجام نہیں دیتیں۔ ہم کو اس کا اعتراف ہے یہ احمدی وہی لوگ ہیں جن کو کمزور سمجھ کر دوسرے مسلمان اپنی قوت کے زور پر سنگسار کراتے ہیں افسوس! معلوم نہیں کہ **لا اکراہ فی الدین** کے عامل اس قسم کے جبر وتشدد اور عقیدہ پرستی کہاں سے سیکھ کر آئے ہیں۔ اس ہی احمدی جماعت کے مخلص ممبروں نے پچھلے سال اپنی محنت اور خلوص سے آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات جو غیر مسلموں میں تاریکی کے اندر پڑے ہیں خود غیر مسلموں سے پلیٹ فارموں پر بلا کر ظاہر کرائے ہیں اس ہی جماعت کے اراکین کی جدوجہد سے امسال پھر 2 / جون 1929ء کو حضورؐ کے حالات ملک کے گوشہ گوشہ میں بیان کئے جائیں گے۔"

(اخبار مشرق گورکھپور 9 / مئی 1929ء بحوالہ الفضل 21 / مئی 1929ء)

پھر ایک دفعہ لکھا۔

"اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا

ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جماعت سے مرعوب نہیں اور خالص اسلامی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔" (اخبار مشرق گورکھپور 12/ستمبر 1927ء)

ایک اور موقعہ پر یوں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

"جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ اور اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔"

(اخبار مشرق 25/مارچ 1923ء بحوالہ میری پسندیدہ بستی قادیان صفحہ 53)

۞ 17/جون کی شام مبارک شام کہ 1000 سے زائد جگہوں پر جلسے ہوئے

(کشمیری اخبار)

" 17/جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بیک وقت اور بیک ساعت ہمارے برگزیدہ رسول کی حیات اقدس، ان کی عظمت، ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات و فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔"

(اخبار کشمیری لاہور 28/جون 1928ء بحوالہ الفضل 10/جولائی 1928ء)

● جمعہ کی رخصت پر جماعت احمدیہ کی خدمات

جمعہ کی ادائیگی ایک دینی فریضہ ہے۔ مسلمان ممالک میں تو جمعہ کے روز عام تعطیل ہوتی ہے یا کچھ وقت کا وقفہ برائے ادائیگی نماز جمعہ کر دیا جاتا ہے مگر ایسے ممالک جہاں عیسائی، یہودی یا ہندو حکومتیں ہیں وہاں اتوار کے روز عام تعطیل ہونے کی وجہ سے ان حکومتوں کے زیر سایہ رہنے والے مسلمانوں کو نماز جمعہ کی ادائیگی میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نے

1896ء میں وائسرائے ہند کے نام ایک اشتہار کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کے روز تعطیل کرنے کی تجویز دی۔ بعد ازاں 1911 میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے دور میں شہنشاہ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقعہ پر ایک میموریل تیار کر کے وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جس میں جمعہ کی تعطیل کی درخواست کی گئی۔ اس وقت کے اخبارات نے اس خبر کو بھی سہ سُرخیوں سے شائع کیا جو جماعت احمدیہ کی تاریخ کا سرمایہ ہیں۔

چند ایک بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

اخبار "ملت" (لاہور) نے لکھا۔

"مولوی نورالدین صاحب سے کلی اتفاق کر کے جملہ انجمن ہائے وشاخہائے مسلم لیگ و معزز اہل اسلام و اسلامی پبلک اور معاصرین کرام کی خدمت میں نہایت زور مگر ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ مولانا ممدوح کی خواہش کے مطابق اس میموریل کی پُر زور تائید کریں......امید ہے......کوئی شخص ایسی مبارک اور نیک تجویز کی مخالفت کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔"

اخبار "زمیندار" نے لکھا۔

"اس ضروری اور اہم تحریک کی سعادت مولانا نورالدین صاحب کے حصہ میں آئی ہے جنہوں نے قادیانی جماعت کے پیشوا کی حیثیت سے تمام مسلمانان ہند کی توجہ کو اس طرف مبذول کیا ہے...... اور ہمیں یقین ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا۔ جو ایسے میموریل کے گذرانے کو بہ نگاہِ احسان نہ دیکھے۔"

اخبار "افشان" نے لکھا:۔

"اس میں شک نہیں کہ یہ تحریک نہایت مناسب اور ضروری ہے اور کسی مسلمان کو اس قسم کی ضرورت سے انکار نہیں ہوسکتا۔"

● یورپ میں پہلی عبادت گاہ

جماعت احمدیہ کی منظّم دعوت الی اللہ کا اعتراف تو ہر کس و ناکس کر رہا ہے۔ منظّم دعوت الی اللہ کے ذریعہ یورپ میں بھی اللہ اکبر اور لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ چونکہ یورپ میں سب سے پہلے اللہ کا گھر انگلینڈ کے دارالخلافہ لندن میں تعمیر ہوا اور اسی مبارک گھر کو اللہ تعالیٰ

نے ساری دنیا میں پیغام پہنچانے کے لئے ازل سے مقدر کر رکھا تھا۔اور یہی وہ مبارک مقام بننے والا تھا جہاں سے خلیفۃ المسیح کے ذریعے الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ایک دفعہ پھر پورا ہونا تھا۔اور یوں اب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ اور سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ MTA کے ذریعہ لندن شہر میں ممبر پر کھڑے ہو کر ساری دنیا کو مخاطب کر چکے ہیں۔

اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے اس بیت الذکر کی تعمیر اور افتتاح کی تقریب اغیار کی نظر میں ضرور بیان ہو۔

سنگ بنیاد کے موقع پر بیسیوں اخبارات نے جلی طور پر اس تقریب کی خبر دی اور اخبار ڈیلی گرافگ نے یہاں تک لکھ دیا کہ اس سے مسلمانوں کی روحانیت آشکار ہو رہی ہے۔خان بہادر شیخ عبدالقادر سابق گورنر پنجاب نے نہایت وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ

"اس مسجد کی رسم افتتاح ادا کرنا اس ملک میں احمدیہ سلسلہ کی انتہائی کامیابی کو ظاہر کر رہی ہے۔"اس تقریب میں لندن کے تمام اخبارات کے نمائندگان نے شرکت کی اور اس امر کو سراہا کہ اب اذان کی آواز پٹنی لندن سے سنی جائے گی۔بعضوں نے اسلامی دنیا میں اسے ایک اہم واقعہ لکھا۔امیر فیصل نے پیغام بھجوایا کہ "مغرب میں مسجد بنانے سے وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔"

"ناردن ایکو" کے ایڈیٹر نے 4/اکتوبر 1926ء کی اشاعت میں لکھا کہ

میں احمدیہ فرقہ کا ممبر نہیں اور میں یہ جانتا ہوں کہ اسلام کے بعض بڑے اور پرانے فرقے اس فرقہ کو پسند نہیں کرتے ہیں ......**اس مسجد کے کام کو فرقہ وارانہ نظر سے نہیں جانچنا چاہیے اسلام کو مغربی قوموں کے سامنے اصلی معنوں میں پیش کرنے کے کام کے سامنے فرقہ بندی ہیچ ہے۔**"

یارک شیر پوسٹ نے لکھا کہ

"سلسلہ احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ......خلیق اور شریف آدمی تھے۔وہ اپنے پیراوؤں اور عام لوگوں کو ہمیشہ وفاداری کی دانشمندانہ تعلیم سکھاتے تھے۔جہاں ان کے اپنے مذہب کا سوال اٹھتا تھا وہاں وہ مذہبی جوش سے بھر جاتے تھے۔"

(یارک شیر پوسٹ 4/اکتوبر 1926ء)

مگر اس کے مقابل پر تصویر کا ایک دوسرا رُخ بھی دیکھنے کو ملا۔بعض پادریوں نے باوجود

دعوت نامہ وصول کرنے کے شمولیت نہ کی اور مسلمانوں کی تقریب میں شمولیت کو جائز نہ سمجھا۔ان میں بعض نے تو مخالفت نہ کی مگر بعض نے مخالفت کی اور ان کی مخالفت میں بھی اسلام کی تبلیغ کے بارہ میں فکر مندی کا اظہار تھا جیسے "بلٹپٹ ٹائمز" نے لکھا۔

۞ فرقہ احمدیہ کے ذریعہ اذان کا نعرہ سرزمین یورپ میں سنا جانے لگا ہے

"اس بیت الذکر کی تعمیر کو ایک چیلنج سمجھنا چاہیے۔مغرب اب تک مشرق کو مذہباً اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا رہا ہے مگر افسوس کہ اس نے اپنی طاقت کو گھر میں ہی کمزور کر دیا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب مشرق بھی مغرب کی طرف دیکھنے لگا ہے۔اب مسلمانوں کی آذان کا نعرہ اس سرزمین پر سُنایا جانے والا ہے۔"

(بلٹپٹ ٹائمز لندن بحوالہ تاریخ بیت فضل لندن از ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب صفحہ 106)

اسی طرح مقام کلکٹن میں ایک بحث کے دوران مسٹر لارنس نے بڑا تعجب ظاہر کیا کہ انگلستان کی تمام مسیحی جماعتوں نے کیوں متحد ہو کر ایسا مقابلہ نہ کیا کہ اس سرزمین پر یہ مسجد تعمیر ہی نہ ہو سکتی۔"

(تاریخ بیت فضل لندن از ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صفحہ 106)

● ایم ٹی اے ترقیات کی شاہراہ پر باوجود مخالفین کے سپیڈ بریکرز بنانے کے

جماعت احمدیہ کی آواز جب MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں سنی گئی تو مخالفین ومعاندین جماعت نے اس کو روکنے یا رکوانے کی بہت کوششیں کیں اور ابھی بھی کر رہے ہیں۔مگر یہ نور پھیلتا ہی چلا گیا اور پھونکوں سے یہ چراغ مٹایا نہ جا سکا۔اور تا ابد وہ ایسا کرنے سے قاصر رہیں گے یہ خدا کا اٹل فیصلہ ہے یہ نوشتہ دیوار ہے جو خدائے عزوجل نے لکھ چھوڑا ہے۔

؎ یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کو جب روکنے میں یہ لوگ ناکام رہے تو اس کے مقابل پر ٹیلی ویژن اسٹیشن کھولنے کی کوششیں شروع کیں۔ جس میں پاکستان کے شہرت یافتہ اور اقتدار رکھنے والے علماء کے علاوہ سعودی عرب، مصر اور متحدہ عرب امارات کے علماء بھی شامل تھے اور ہیں۔ انہوں نے اسے روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ تدابیر کیں۔ منصوبے بنائے اس کا توڑ نکالنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھے۔ کچھ عرصہ قبل راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے ایک معاند احمدیت نے جماعت احمدیہ کے MTA کے ذریعہ اسلامی کاوشوں پر تشویش اور پریشانی کا اظہار کر کے یہ تحریک کی کہ اب اس کے مقابل پر امت مسلمہ کو ٹیلی ویژن اسٹیشن قائم کرنا پڑے گا جس کے لئے رقم کی ضرورت ہوگی۔ اگر ہر پاکستانی چھوٹا بڑا پانچ پانچ روپے اس گرانقدر کام کے لئے دے تو ہم بآسانی ایک ٹی وی اسٹیشن قائم کر سکتے ہیں۔ مگر مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس اہم دینی کام پر بھی قوم آگے نہیں آئے گی۔

۞ سعودی عرب میں اسلامک ٹی وی چینل کے قیام کا فیصلہ

اسی طرح کی ایک کوشش سعودی عرب میں اسلامک چینل قائم کرنے کے بارہ میں ہوئی۔ قربان انجم صاحب لکھتے ہیں۔

"ڈاکٹر عبداللہ عمر ناصف نے، جو مسلم ورلڈ لیگ کی شوریٰ کونسل کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ اس چینل (سعودی عرب) کی افادیت بیان کرتے ہوئے کہا۔ **وقت آگیا ہے کہ دنیا کو اسلام کی اصل تصویر پیش کی جائے بالخصوص اس موقع پر جب قادیانی فرقہ نے اپنا ایک ٹی وی چینل شروع کر دیا ہے۔** اس قسم کے چینل کا اجراء اس بناء پر بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ویٹی کن نے بھی جدید ترین میڈیا کو اپنی دعوت عام کرنے کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ویٹی کن کے ایک جریدہ کے مطابق دنیائے عیسائیت کے استفادہ کے لئے ایک بہت بڑا ٹیلی ویژن (اسٹیشن) قائم کیا جائے گا تا کہ وہ سیٹلائیٹ چینل کے ذریعے پوری دنیا کے لئے پروگرام پیش کر سکیں۔

ارنا (اسلامک ری پبلک نیوز ایجنسی) کے مطابق دنیائے اسلام میں قادیانیوں کے پروپیگنڈہ کے توڑ کے لیے مختلف تجاویز زیر غور ہیں۔ ایجنسی کے مطابق قادیانی فرقہ نے اپنا چینل شروع کر دیا ہے۔ اس فرقہ کی بنیاد بھارت کے ایک شہر قادیان میں کم وبیش سو سال قبل رکھی گئی تھی۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جس پر عملدرآمد کے لیے صدر ضیاء الحق کے دور میں بعض قانونی

اقدامات کیے گئے ۔جس کے بعد انہیں اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا گیا ۔اس جماعت کے امیر پاکستان سے برطانیہ منتقل ہو گئے ۔وہاں انہوں نے دعوت اور تشہیر کے لئے انتہائی منظّم مہم چلائی جس کے نتیجہ میں قادیانیت کے حامیوں اور پیروؤں کاروں کی رفتار میں غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ ہوا۔"

(ہفت روزہ زندگی 30ستمبر تا6/اکتوبر1994ء)

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستانی مسلمانو!

اہل حدیث کے رہنما قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری صاحب نے" گردوپیش" کے تحت بعنوان "دینی جماعتوں کے لیے لمحہ فکریہ "جماعت کی ترقیات کا اعتراف کیا ہے ۔بالخصوص MTA کے ذریعہ کل عالم میں خلیفۃ المسیح کے پیغام پہنچنے کا ذکر حسرت ویاس کے ساتھ کیا ہے ۔جو جماعت احمدیہ کی تاریخ کا روشن باب ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

"25/اگست 1992ءکو روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ آخر پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا۔حیران ہوں باطل پرست ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں۔لیکن جماعتیں باہمی سر پٹھول میں مصروف ہیں۔

قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔شوروغل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب وروز مصروف ہیں۔قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔تبلیغ کے نام پر دنیا بھر میں وہ اپنے جال پھیلا چکے ہیں۔ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں ۔بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قُوت لایموت پر قانع ہو کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں' یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں' آسٹریلیا' کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں ۔ادھر ہماری کیفیت یہ ہے کہ دینی جماعتوں کے بجٹ چند لاکھوں سے متجاوز نہیں ہوئے ....

روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔آسٹریلیا' افریقہ' یورپ' ایشیاء۔ ہمارا عالمی روحانی اجتماع

عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے توجہ کی پوری کیفیات اور حرکات وسکنات سیارے کے ذریعے بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔ کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔ مختلف ممالک میں بڑی بڑی سیاسی جماعتیں اور ان کے قد آور سربراہ موجود ہیں اُن کی تقریریں اور بیانات بھی پریس کے ذریعے پھیلائے جاتے ہیں۔ سیارے کے ذریعے کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کئے گئے۔ ہمارے ملک میں دو بڑی قومی سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ جس کے سربراہ جناب محمد خاں جونیجو ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی جن کی قائدہ بنت بھٹو مسز بینظیر زرداری ہیں ...... یہ دونوں جماعتیں باری باری ملک کی حکمران رہتی ہیں۔ ان دونوں لیڈروں کی تقریریں آج تک نہ ٹیلی کاسٹ کی گئیں اور نہ ہی دوسرے ملکوں میں انہیں پہنچایا گیا۔

میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم اور قائد ایوان ہیں۔ صدر پاکستان غلام اسحاق خان' چیف آف سٹاف جنرل آصف نواز جنجوعہ ہیں۔ ان کے خیالات' خطابات اور تقریریں بھی آج تک سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ نہیں کی گئیں۔ کیونکہ سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کر کے دور دراز ممالک تک اپنے خیالات پہنچانا' بہت مہنگا کام ہے جو ہمارے جیسے غریب ملک کی بساط سے باہر ہے۔......

ملک کی مختلف دینی جماعتوں کے سربراہوں کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ ان کی غفلت سے اغیار کس قدر منظّم اور سائنس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ **اب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ دینی جماعتیں آپس کے جزوی اختلافات میں آزاد رہتے ہوئے اسلام کے اجتماعی مفاد کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور دشمنان دین کی خوب سرکوبی کرنا چاہیے ورنہ اغیار ہمیں طعنہ دیں گے کہ "مسلم کا خدا کوئی نہیں۔"**

مقام غور وفکر یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد کو اس قدر فنڈ کہاں سے مل گیا؟ کس کے مالی تعاون کے بَل بوتے پر ان کی تقریریں اور خطبے چار چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں۔ ہم پاکستان کی تمام دینی جماعتوں اور سربراہوں کو یہ دعوت فکر دیں گے کہ خدا کے لئے' اسلام کی عظمت کے لئے' دین کی سربلندی کے لئے' رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے' صحابہؓ کی ناموس کی حفاظت کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ جیسا کہ 1953ء میں اکٹھے ہوئے تھے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے۔

ع تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اقبال مرحوم کی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ

ع تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

بادنیٰ تصرف

~ نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستانی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

تفصیلی مضمون کسی دوسری مجلس میں لکھیں گے۔"

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور 24/ستمبر 1991ء)

موصوف کا یہ مضمون بعض اضافہ جات کے ساتھ ایک پمفلٹ کی صورت میں "دینی جماعتوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جسے مولانا محمد اکرم ہزاروی لاہور نے شائع کیا ہے۔

مضمون کے آخر میں صفحہ 5 پر قارئین سے وہ درج ذیل تین سوالات کرتے ہیں۔

1۔ "ہمارے علماء حضرات یہ خوشخبریاں سُنانے کے عادی ہیں کہ قادیانی جماعت مٹ رہی ہے، بکھر گئی ہے حتیٰ کہ دم توڑ رہی ہے لیکن یہ مضمون بتاتا ہے کہ یہ جماعت مری مٹی نہیں، نہ ہی دم توڑ رہی ہے۔ بلکہ پہلے سے کئی گناہ زیادہ پھیلاؤ اور استحکام پا چکی ہے۔

2۔ مضمون نگار نے مرزا طاہر احمد کے خطبہ کا اقتباس شامل کر کے سادہ ذہنوں کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ کہ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں کے لگ بھگ ہے۔ اور دینی جماعتوں کا بمشکل لاکھوں میں ہے اور یہ کہ سچائی سے رزق میں برکت آتی ہے۔ جھوٹ سے رزق میں کمی آتی ہے۔ کیا مضمون نگار یہی احساس دلانا چاہتا ہے۔

3۔ مضمون نگار کی اس منطق کی سمجھ نہیں آتی۔ کہ دینی جماعتیں آپس کے جزوی اختلافات میں آزاد رہتے ہوئے اسلام کے اجتماعی مفاد میں سر جوڑ کر بیٹھیں۔

جزوی اختلافات میں آزادی کا حق قائم رکھتے ہوئے کس طرح سر جوڑ کر بیٹھا جا سکتا ہے یہ ایک خواب ہے جو شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔"

قادیانی ٹیلی ویژن گھر گھر داخل ہوگیا (عبد الحق)

جناب عبد الحق بھریا روڈ سندھ سے علمائے اسلام سے گزارش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قادیانی ٹیلی وژن پاکستان کے گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت و تفسیر،

درس احادیث، حمد و نعت اور تمام قوموں کے قادیانیوں، خصوصاً عربوں کو بار بار پیش کر کے قادیانی، ہماری نوجون نسل کے ذہنوں پر بُری طرح چھا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارے بزرگان کی پچھلی سو سال کی مساعی پر پانی پھرتا نظر آرہا ہے۔ لوگ ہم سے پوچھنے لگ گئے ہیں کہ سفید داڑھی اور پگڑی والا شخص (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مراد ہیں) جو تمام اسلامی عقائد کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بار بار اپنا آقا کہتا ہے اور ان کی سیرت کے حسین تذکرے کرتے ہوئے رو پڑتا ہے کافر کیسے ہوسکتا ہے۔

میرا دل اس صورت حال پر خون کے آنسو روتا ہے۔ خصوصاً اس وقت ایک شدید افسردگی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ جب یہ احساس ہوتا ہے کہ ہماری اور ہمارے رہبران عظام کی کوششیں صحیح رخ پر نہیں جا رہیں۔ صرف کانفرنسیں کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔......

(علماء کو) امید تھی کہ قادیانی گروہ کے لوگ اپنی شرمناک شکست سے شرمندہ ہو کر ایک کونے میں منہ چھپالیں گے لیکن انہوں نے انتہائی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مذموم سرگرمیاں جاری رکھیں۔

آج اس (1974ء کی اسمبلی کی) کارروائی کو 22 برس ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں قادیانیوں کی سرگرمیاں کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس رپورٹ کو فوراً شائع کیا جائے۔ " (ہفت روزہ الاعتصام لاہور 24 رجنوری 1997ء)

30 لاکھ کا کفر ایک لمحہ فکریہ۔ خدا تعالیٰ قادیانیوں کے ساتھ کھڑا ہے

(ابوبکر بلوچ)

جناب ابوبکر بلوچ حیدر آباد بعنوان "30 لاکھ افراد کا کفر ایک لمحہ فکریہ!" لکھتے ہیں۔

" قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ قادیانیوں کے قتل کو مباح (حلال) قرار دیا گیا مگر یہ ختم نہ ہوئے۔ قتل کے جھوٹے ڈرامے رچائے گئے لیکن بے کار۔ ان سب کوششوں کے باوجود یہ بات سامنے آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سربراہ بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے۔ " چشم عالم نے یہ نظارہ آج سے قبل نہیں دیکھا کہ 30 لاکھ افراد ایک سال میں کسی مذہب میں داخل ہوئے ہوں۔ "

ہمارے معاشرے سے دن بدن امن اٹھ رہا ہے۔ بے حیائی اور گناہ زوروں پر پل رہا ہے۔

رشوت، غبن اور فراڈ ہمارے ماتھے پر کلنک ہیں بڑے بڑوں کے گند کھل کر عوام کے سامنے آ رہے ہیں۔ نائٹ کلب، فیشن شو، ویڈیو اور ڈش کی تباہ کاریاں اخلاقی اقدار کو کچلے جا رہی ہیں۔ اور ہمارے محترم علماء آپس میں دست و گریباں ہیں۔ عوام سے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کا برطانیہ سے صفایا کر آئے ہیں یہ اچھا صفایا ہے کہ ہر سال گمراہ ہونے والوں کی تعداد دو گنا ہو جاتی ہے۔......

قادیانیوں کی روزافزوں ترقی، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا، اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا میلان۔ بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف کھڑا ہے، کیونکہ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ساری امت ایک طرف، اور ایک چھوٹی سی جماعت دوسری طرف۔ تیل کی دولت، حکومتوں کا ساتھ، سوادِ اعظم کا دعویٰ، نتیجہ صفر۔ کفر پھیلتا جا رہا ہے اور یہ مسلمان دن بدن اخلاقی، روحانی، مالی اور دینی انحطاط کا شکار۔ آخر کیوں۔

اگر یہ ساری طاقتیں اور وسائل قادیانیت کا مقابلہ کرنے اور اسے ختم کرنے کے لئے ناکافی ہیں تو پھر ہم سب بارگاہ الٰہی میں گر کیوں نہیں جاتے۔ اس کے مقابل پر ہر مسجد سے یہ اعلان کیوں نہیں ہوتا کہ فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کے لئے ساری امت راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے کہ اے خدا تو نے ہمیں سارے وسائل عطا کئے لیکن ہم آپس کے اختلافات اور اپنی کمزوری ایمان کے باعث اس فتنہ کو کچلنے میں ناکام رہے ہیں۔ اے خدا تُو تو جانتا ہے کہ قادیانی جھوٹے ہیں۔ اس لئے ہم دردمندانہ دعا کرتے ہیں کہ تو ان کی پشت پناہی اور تائید چھوڑ کر انہیں ذلیل اور رسوا کر دے۔ اور ہمیں ان پستیوں سے نکال جن میں گرے ہوئے ہیں۔

میری علماء اور دردمند دل رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس میدان میں نکلیں اور خدا تعالیٰ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا واسطہ دے کر اس سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مٹھی بھر گروہ کے خلاف ہماری مدد فرمائے اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر غور اور عمل نہ کیا تو جس رفتار سے قادیانیت کا یہ سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری دنیا کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی بہا لے جائے گا......۔

اگر علماء حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ قومی اسمبلی نے فیصلہ کر دیا تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اب اور کسی فیصلے کی ضرورت نہیں تو میری عاجزانہ سی درخواست کا جواب دیں کہ کیا خدا کی ناراضگی اور غضب کی یہ علامات ہیں کہ ایک ایسے گروہ کو ترقی پر ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔

جو ساری امت مسلمہ کے فیصلے کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہے اور دوسری طرف اس کی تائید ونصرت اس رنگ میں ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہے بے سہارا' بے بس اور مغلوب ہے۔ افغانستان میں وہ جہاد کے نام پر ایک دوسرے کو بھون رہا ہے۔تو اسرائیل اور کشمیر میں ہنود و یہود کا تختہ مشق بن کر رہ گیا ہے۔کویت اور عراق میں امریکی اسلحے کا نشانہ بن رہا ہےتو پاکستان میں خود ہم وطنوں کی شعلہ زن بندوقوں کی زد میں ہے۔"

(ماہنامہ دفاع کراچی اگست 1997ء صفحہ 40)

۞ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ (رفیق سلطان قریشی)

جناب رفیق سلطان قریشی نے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر اپنے جذبات کا اظہار جس میں جماعت کی ترقی پر فکر مندی کا اظہار تھا یوں کیا۔

"میرا اس اداریہ کو لکھنے کی وجہ صرف علماء کو بیدار کرنا ہے کہ دعوے بہت کیے جاتے ہیں اور چندہ جات بھی قادیانی لہر کو روکنے کے لئے گزشتہ سالوں میں اکھٹے کیے گئے۔حیدر آباد سے خطیب مسجد عامرہ کی ادارت میں نکلنے والے اخبار قرطاس قلم نے چند سال قبل یہ دعویٰ کیا تھا کہ علاقہ ورنگل سے قادیانیوں کا بستر گول کر دیا گیا۔لیکن حقائق یہ ثابت کر رہے ہیں کہ نا صرف ورنگل بلکہ دوسرے اضلاع میں منصوبہ بند طریق سے قادیانیوں نے کر دیا ہے۔اور نلگنڈہ کریم نگر کھمم (الیٹ) گوداوری اور اب سنا جا رہا ہے کہ یہ لوگ اپنا زور نظام آباد میں لگا کر بعض دیہات کو متاثر کر چکے ہیں اور اس وقت تک ان کے سنٹر اضلاع میں 25 سے زیادہ بتائے جاتے ہیں جبکہ پہلے صرف کنڈور کا گاؤں ہی قادیانی تھا اگر یہی حال رہا تو جلد ہی پورا آندھرا پردیش قادیانیوں کی لہر کی لپیٹ میں آجائے گا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں آندھرا پردیش کو خاص پلاننگ کے تحت چُنا گیا ہے ۔کیونکہ اب تو شہر حیدر آباد میں بھی ان لوگوں نے اپنی کوششوں کو بہت تیز کر دیا ہے' گذشتہ چند مہینوں میں تو کہیں ٹیلی ویژن اور کہیں ریڈیو میں ان کے پروگراموں کی تفصیلات دی جا رہی ہیں اور وہ اخبارات جس میں کبھی کبھی ان کی خبریں چھپتی تھیں اب تو ان کے جشن کی تقاریب کی رپورٹوں کی اشاعت اور آوازوں سے کان پھٹ رہے ہیں۔یہ لوگ ایک نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔جس کا ہم لوگوں میں فقدان ہے۔کہیں ان کے امام اپنے خصوصی نمائندہ کے ذریعہ ان کو ہدایات دیتا ہے۔اور یہ پہلے سے زیادہ تیز ہو جاتے ہیں۔......

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس جماعت کو جتنا روکا جاتا ہے اس قدر شدت سے یہ جماعت اُبھرتی ہے۔اس وقت جو اس جماعت کا خلیفہ ہے وہ نہایت قابل اور بہت تیز شعلہ بیان ہے کہ ایک تقریر سے لوگ کروڑوں روپے پیش کر دیتے ہیں۔

ایسا اثر علماء اہل سنت والجماعت میں کیوں نہیں۔ میں نے خود مرزا طاہر احمد صاحب کی تقاریر کے کیسٹ سُنے ہیں۔ نہایت سادہ مگر دلوں میں اثر کرنے والی آواز ہے۔ گذشتہ دنوں ڈاکٹر عبدالسلام جو دنیا کا نامور سائنسدان ہے وہ اٹلی سے ہندوستان پہنچے تو حیدرآباد احمدیہ مشن میں اڑھائی گھنٹے رہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ نامور سائنسدان کو جن کی رسائی اونچے درباروں تک ہے ان کو احمدیہ مشن میں جانے تک تسلی نہیں ہوتی۔ ان تاثرات پر غور کیجئے اور خدا لگتی کہنے سے نہیں رک سکتا کہ اس سیلاب کو بڑھنے سے روکا جائے ورنہ پھر

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(آندھرا پردیش جنرل ہفتہ وار حیدرآباد 2 ر دسمبر 1989ء)

ٹیلی ویژن کے ذریعے ہمارے بیڈروم میں قادیانیت کا قبضہ ہے۔نورانی

جماعت احمدیہ کے ایک بہت بڑے نقاد اور مخالف مولوی شاہ احمد نورانی جو صدر جمعیت علماء پاکستان وملّی یک جہتی کونسل و چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن بھی رہ چکے ہیں جماعت کے MTA پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بدیگر الفاظ کہ جس طاہر کو اس ملک سے نکالا تھا۔ اب اس کے ذریعہ احمدیت گھر گھر داخل ہوگئی ہے۔

"قادیانیوں نے سیٹلائٹ کے ذریعے ہمارے بیڈروم پر پروپیگنڈہ کے ذریعے قبضہ کر رکھا ہے ہمارے بیڈروم میں قادیانیت...... کے نظریات کی پرچار کے لئے ٹیلی ویژن موجود ہے۔"

(روزنامہ خبریں 18 ر فروری 2001ء)

ایک جریدہ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ جس مرزا طاہر کو ہم نے ملک بدر کیا وہ ہمارے گھروں میں داخل ہو گیا ہے۔

Mirza Tahir is now in our rooms.

اور پھر لکھا کہ جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً جرم قرار دیا گیا وہ اب بلا روک

ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔

احمدیہ نشریات بے حد مقبول ہو رہی ہیں (اخبار سعادت لاہور)

"دنیا بھر میں قادیانیوں اور احمدیہ فرقہ کے روحانی پیشوا اور سربراہ مرزا طاہر احمد نے سات جنوری سے ڈش انٹینا کے ذریعے براہ راست احمدیہ ٹیلی ویژن نشریات کا جو عالمگیر اطلاعی سلسلہ شروع کیا ہے وہ اب خاص مقبول ہو رہا ہے۔ لاتعداد اعلیٰ فوجی اور سول افسران، قانون دان، تاجر، طلباء و طالبات، جج اور معیشت و معاشرت سے متعلقہ لوگ اپنے حامیوں دوستوں عزیز و اقارب یا ہم احباب کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے سے متعلق دانشوروں، ادیبوں اور صحافیوں وغیرہ کو خصوصی دعوتیں دے کر مرزا طاہر احمد کے خطبات سناتے اور ان سے اظہار خیال کرتے ہیں **احمدیہ نشریات بے حد مقبول ہو رہی ہیں۔**"

(روزنامہ سعادت 21/جنوری 1994ء)

قادیانی جماعت نے الیکٹرانک میڈیا کا بھرپور استعمال کیا (الجمعیۃ)

جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کے ترجمان الجمعیۃ لاہور نے لکھا۔

"قادیانی حضرات نے اپنی منظّم جماعت اور جماعتی ارکان کے جذبہ وایثار سے کام لے کر الیکٹرانک میڈیا کا بھرپور استعمال شروع کر دیا ہے اور ...... دنیا کے چپہ چپہ پر اب وہ اپنی تحریک کو پھیلانے لگے ہوئے ہیں۔" (الجمعیۃ 10 تا 17/مارچ 1994ء صفحہ 27)

فضائی چینل پر تسلط قادیانیوں کا ہے (عرب گزٹ)

ماہنامہ "اخبار العرب" (Arab Gazette) کے شمارہ اگست 1994ء میں "مسلم ٹی وی قادیانیوں کا نیا فضائی چینل" کے زیر عنوان سعودی جریدہ المسلمون کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"حال ہی میں ٹی وی کے نام سے قادیانیوں نے اپنا ایک فضائی چینل قائم کیا ہے تاکہ نشر و اشاعت کے اس بہتری ذریعے سے اپنی ...... تبلیغ کو دنیا تک پہنچا سکیں ...... قادیانی چینل ڈش انٹینا کے ذریعے روزانہ بارہ گھنٹے (اور اب چوبیس گھنٹے۔ ناقل) اپنی نشریات دکھاتا ہے یہ چینل جو مسلم ٹی وی کے نام سے مشہور ہے اس کا مالک احمدی فرقے کے لیڈر مرزا طاہر احمد سے تعلق رکھتا ہے اس کی نشریات کا رخ جنوب مغربی ایشیا اور خلیج عرب ممالک کے علاقے ہیں۔ علماء نے اس بات پر سختی سے زور دیا ہے

کہ مسلمان ممالک مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا قطعی حل تلاش کریں...... ڈاکٹر عبداللہ الرفاعی جو جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں اطلاعات کے شعبہ میں استاد ہیں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ہماری مشکل یہ ہے کہ...... فضائی چینل پر علمی تسلط غیروں کا ہے۔"

(اخبار العرب اگست 1994ء)

ایم ٹی اے اور ملاؤں کی عبرتناک بے بسی (اکرام الحق ربانی)

اکرام الحق ربانی (لندن ختم نبوت سنٹر) نے ایک انٹرویو کے دوران کہا کہ۔

"(احمدیوں کا) میڈیا اتنا ہائی ہے کہ چوبیس گھنٹے کی نشریات آٹھ زبانوں میں ان کا چینل جاری رکھتا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں سی این این اور بی بی سی میں یہ سکت نہیں کہ وہ اپنی نشریات چار سے چھ زبانوں میں جاری رکھ سکے حالانکہ وہ بین الاقوامی چینل ہیں۔

ملا اکرام الحق سے پوچھا گیا ان کے پرائیویٹ چینل کا کوئی توڑ ممکن نہیں؟

ملا صاحب نے جواب دیا۔

"ابھی تک کچھ ہوا نہیں ہے۔"

(رسالہ جنبش صفحہ 27)

ایم ٹی اے نے عالم اسلام میں اضطراب اور بے چینی کی لہر پیدا کر دی

(رسالہ ختم نبوت)

جماعت احمدیہ سے دشمنی اور عناد میں پیش پیش رسالہ ختم نبوت نے MTA بارے اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا۔

"مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات نے عالم اسلام میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے......اور مسلمانوں کے ارباب حل وعقد پوری دنیا میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص کسی لائحہ عمل تک پہنچنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ تو دوسری جانب ان نشریات نے احمدیوں کے عزائم و حوصلوں کو بھی خاصا بلند کر دیا ہے"۔

(رسالہ ختم نبوت 25 رفروری 2000ء صفحہ 6 بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18 رجون 2004ء)

ایم ٹی اے کی ساری رونق ایک امام سے ہے (سیف اللہ سپرا)

جناب سیف اللہ سپرا نوائے وقت میں بعنوان "بھارتی پراپیگنڈہ کا مؤثر جواب دیا جائے" میں لکھتے ہیں۔

"یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ قادیانی تو ڈش سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں کہ ان کا راہنما مرزا طاہر احمد ڈش پر پوری دنیا میں قادیانیوں کو باقاعدگی سے خطاب کرتا رہتا ہے۔اس پراپیگنڈہ کی یہی وجہ ہے کہ غالباً عرب ممالک میں قادیانیوں کو اصل مسلمان بنا کر پیش کیا جارہا ہے"

(نوائے وقت لاہور 2 ستمبر 1997ء اشاعت خاص)

کفر سازی کی فیکٹری نے احمدیوں کو مظلوم بنادیا ہے (ہفت روزہ میڈیا)

اس رسالہ میں ایک مضمون بعنوان "پاکستان میں کفر سازی کی فیکٹری نے احمدیوں کو دنیا بھر میں مظلوم بنادیا ہے" شائع ہوا جس میں مضمون نگار لکھتے ہیں۔

"روزانہ سینکڑوں افراد مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں قادیانی الگ ٹی وی سٹیشن بنا چکے ہیں۔" (ہفت روزہ میڈیا 16 نومبر 1994ء)

قادیانیت کا حملہ پوری دنیا پر عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ!

انجمن طلباء وفدایان مصطفےٰ پاکستان ایک تحریک ہے۔اس نے اپنے ایک ہینڈ بل میں فکرمندی کا اظہار کیا۔

"دوسرے لفظوں میں جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً جرم قرار دیا گیا تھا وہ اب بلا روک ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہوگئے ہیں۔انہیں اب کسی طریقہ سے روکا نہیں جاسکتا۔آخر کیوں ہوا؟ اس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔اگرچہ اس کا بڑا سبب علمائے اسلام کی نااہلی اور تفرقہ بازی ہے اب حال یہ ہو چکا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر علمائے اسلام نے مکمل چپ سادھ لی ہے۔نہ اخبارات میں کَمَا حَقُّہٗ بیانات، نہ وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ کوئی خاص دفاعی سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔اگر یہی صورت حال رہی تو خدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دنیا میں چھا جائے گی۔"

"میجر منہاس تحریک فہم القرآن نے بھی ایک ہینڈ بل بعنوان قادیانی سیٹلائیٹ ٹیلی ویژن

چینل میں اپنی فکرمندی کا اظہار کیا ہے۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور 4 تا 10 /نومبر 1999ء)

● احمدیوں کی حفاظت اور معاندین کی تباہی

روزنامہ جنگ لاہور میں ایک وقت " نقطہ نظر " کے عنوان سے قارئین کے خطوط اور آراء شائع ہوتی رہی ہیں اور ادارہ کی طرف سے پیشانی پر ایک نوٹ درج ہوتا تھا جو اپنی ذات میں قوم کو دعوت وفکر دیتا ہے۔نوٹ یوں ہوتا تھا" نقطہ نظر کے کالم ایسی سنجیدہ بحث کے لئے مخصوص ہیں جن کا تعلق معاشی، معاشرتی، سماجی اور مذہبی مسائل سے ہے ہمارے گردوپیش ہمہ نوع مسائل موجود ہیں ذاتیات اور فروعی مسائل میں اُلجھے بغیر ہم ملک کے دانشور اور صائب الرائے حضرات کو ان کالموں میں اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں۔

مورخہ 13/دسمبر 1983ء کی اشاعت میں ان عنوان کے تحت اوکاڑہ سے جناب سخاوت حسین صاحب کے خط کا ایک حصہ " کلیدی آسامیوں سے علیحدگی کا عہد " شائع ہوا ہے وہ اپنی ذات میں اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا اور اس کی تائید جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

۞ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ (سخاوت حسین)

پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا انہوں نے اپنے بارے میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام محمد قادیانی (نقل بمطابق اصل) کی اہم کتب کو ضبط کیا لیکن یہ ان کی متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔

پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد واعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنی محسن مرزائی

جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات وزیراعظم پاکستان رہیں گے لیکن ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے **بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔"**

(روزنامہ جنگ 13 دسمبر 1983ء)

۞ فاعتبروا (جمنا داس اختر)

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمنا داس اختر روزنامہ "ہند سماچار" میں لکھتے ہیں کہ کراچی سے شائع ہونے والے ڈیلی نیوز میں ایک ماہر اختر قاری نے لکھا ہے کہ

"جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے...... معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بُری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا...... جنرل ضیاء نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد ان کی آنکھیں وان (یعنی خیرات) کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئی تھیں...... آگے اخبار لکھتا ہے۔

اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا۔ بلکہ اسی طرح اسے دفن کر دیا گیا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے...... لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بُری طرح جل گئے تھے اس بات کا ثبوت ہے کہ دھما کہ اتنا طاقتور تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔"

(روزنامہ ہند سماچار 8 نومبر 1988ء)

● احمدیت۔ سیاسی افراد کی نظر میں

۞ دوسرے مسلمانوں کی نسبت جماعت احمدیہ وسیع القلب اور حقیقت پسند ہے

(جناب سردار گیانی ذیل سنگھ سابق صدر جمہوریہ ہند)

"میں ایک لمبے عرصے سے جماعت احمدیہ کو جانتا ہوں اور مجھے متعدد دفعہ اُن کے مقدس مرکز قادیان کی زیارت کا موقعہ ملا ہے۔ یہ اقلیتی جماعت اپنے من پسند اصولوں اور قانون کا احترام اور باہمی تعاون اور رواداری کے طریقہ کار کے باعث نہ صرف انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں زندہ رہی بلکہ اس جماعت نے اپنے اچھے اثرات پیدا کرتے ہوئے اپنے علاقہ میں ایک عزت اور احترام کا مقام حاصل کرلیا ہے۔ جماعت احمدیہ تمام مذہبی پیشواؤں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ انہوں نے محبت اور خدمت خلق کے جذبہ سے سب لوگوں کے دلوں کو جیتا ہے۔ **احمدیہ جماعت دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ وسیع القلب اور حقیقت پسند اصول اپناتی ہے۔** اور اس نے **ہمیشہ اخلاقی سربلندی اور قومی یک جہتی کے اصولوں کو اختیار کیا ہے۔** انہوں نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں۔"

(سووئینر صد سالہ احمدیہ جشن تشکر بھارت صفحہ 26)

۞ تمام مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کرنے والی جماعت احمدیہ ہے

(میر مشتاق احمد سابق چیئرمین میٹرو پولیٹن کونسل دہلی)

" گزشتہ پچاس سالوں سے میں جماعت احمدیہ اور اس کے تعمیری کاموں سے باخبر ہوں۔ یہ جماعت اسلامی تعلیم کے مطابق حقیقت پسندانہ نظریہ رکھتی ہے۔ اور یہ جماعت ایک پُر امن اور منظّم تحریک کی صورت میں محبت اور امن کے ساتھ دنیا کے تمام کونوں میں اسلام کی تعلیم پھیلا رہی ہے۔ انہوں نے دنیا کے دور دراز علاقوں میں مساجد تعمیر کی ہیں اور درجن سے زیادہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے ہیں۔

اسلام کی صحیح روح کے مطابق یہ دنیا کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کرتے ہیں۔ سیاسی نقطہ نظر سے یہ جماعت **ہمیشہ امن کے اصولوں کو اپناتی رہی ہے اور ان کا نقطہ نظر قومی**

یک جہتی کے حصول میں **مدومعاون** رہا ہے۔ میں ان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔"
(سووئیز صد سالہ احمدیہ جشن تشکر بھارت صفحہ 27)

۞ کوئی اسلامی تنظیم جماعت احمدیہ سے زیادہ باعمل اور مستعد نہیں

(معروف جرنلسٹ جناب سردار خشونت سنگھ)

"مجھے دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشنز دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور ان میں حضرت محمد (ﷺ) کے دین اسلام کو پھیلانے کا جوجذبہ پایا جاتا ہے اس سے میں کافی متاثر ہوا ہوں۔ میرے علم میں کوئی اور اسلامی تنظیم اتنی زیادہ باعمل اور مستعد نہیں ہے جس نے افریقہ جیسے دور دراز علاقوں میں باوجود انتہائی مشکلات کے کامیابی کے ساتھ اسلام کے جھنڈے کو سربلند کرتے ہوئے عیسائی مشنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ یورپین ممالک میں بھی ان کی جدوجہد اسی طرح قابل ستائش ہے جہاں انہوں نے اپنے مدارس اور مساجد تعمیر کی ہیں۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا کہ پاکستان میں ان پر تشدد کیا گیا اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ **میرے علم کے مطابق ہر آدمی کا مذہب کلی طور پر اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ ان کو اذان دینے سے منع کرنا اور تنگ نظری و تعصب کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے غیر مسلم قرار دینا اسلامی روح کے منافی ہے۔**" (سووئیز صد سالہ احمدیہ جشن تشکر بھارت صفحہ 29)

۞ احمدی ملک کے وفادار شہری ہیں (شری جی آر سیٹھی جرنلسٹ)

"احمدیہ جماعت لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان کا مذہبی عقیدہ ہے کہ جس ملک میں بھی وہ رہیں گے اس ملک کے وفادار شہری کے طور پر رہیں گے۔ اسلام کی سچی تعلیم اور روح کے مطابق وہ دوسرے مذاہب کے خلاف نفرت کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ وہ اسلام کی محبت اور رواداری کی سچی تصویر پیش کرتے ہیں۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس قدر امن پسند جماعت کو پاکستان میں بنیادی حقوق سے محروم کر کے ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے۔" (سووئیز صد سالہ احمدیہ جشن تشکر بھارت صفحہ 29)

۞ یہ پُر امن جماعت ہے (ممبر آف پارلیمنٹ لندن مسٹر ٹونی کولیمن)

"یہ پُرامن جماعت ہے۔ برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات مسلمہ ہیں۔"

۞ تعلیم وصحت کے میدان میں نمایاں خدمات (وزیراعظم تنزانیہ فریڈرک سوپے)

" گزشتہ 67 سالوں سے جماعت احمدیہ ان کے ملک میں جو خدمات تعلیم اور صحت کے میدان میں کرتی آئی ہے وہ ان کی قدر کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ احمدیہ جماعت اپنی خدمات کے دائرہ کومزید وسیع کرے گی۔" (میری پسندیدہ بستی قادیان صفحہ 55)

۞ احمدیت سے اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوئی ہیں

(پرتاپ سنگھ جی کیروں چیف منسٹر پنجاب)

"میں ...... بالخصوص جماعت احمدیہ کی رواداری اور وسعت قلبی کو دیکھ کر بہت متاثر ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان خوبیوں والی جماعت کو پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ **جماعت احمدیہ کا حق تھا کہ یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک اس کے لئے خندہ پیشانی سے اپنے دامن پھیلاتے ......احمدی اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں تا کہ......انسانیت اور رواداری کا بول بالا ہو......احمدیہ جماعت نے اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے اس سے اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوگئی ہیں۔"**

(بدر 2 راگست 1962ء بحوالہ میری پسندیدہ بستی قادیان صفحہ 55)

● احمدیت کا کردار عیسائی نقاد کی نظر میں

۞ جماعت احمدیہ کے مبلغین عیسائی مناظرین کے اسلام پر حملوں کا دفاع کرتے ہیں (انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا)

"احمدیہ جماعت کے دونوں گروہ نہایت مخلص اور ایثار پیشہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب رہے۔ یہ لوگ اشتہارات، رسائل اور مناظرات کے ذریعہ مسلسل اشاعت کا کام کررہے ہیں۔ ان کا ایک وسیع تبلیغی نظام ہے۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مغربی افریقہ، ماریشس اور جاوا میں بھی (جہاں ان کی کوششیں بالخصوص اس غرض کے لئے وقف ہیں کہ ان کے ہم مذہب لوگ سلسلہ

احمدیہ میں شامل ہو جائیں) اس کے علاوہ برلن، شکاگو اور لندن میں بھی ان کے تبلیغی مشن قائم ہیں۔ ان کے مبلغین نے خاص جدوجہد کی ہے کہ یورپ کے لوگ اسلام قبول کریں اور اس میں انہیں معتد بہ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اُن کے لٹریچر میں اسلام کو اس شکل میں پیش کیا جاتا ہے کہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے باعث کشش ہے اور اس طریق پر نہ صرف غیر مسلم ہی ان کی طرف کھنچے آتے ہیں بلکہ ان مسلمانوں کے لئے بھی یہ تعلیمات کشش کا موجب ہیں جو مذہب سے بیگانہ ہیں یا عقلیات کی رو میں بہہ گئے ہیں۔ اُن کے مبلغین ان حملوں کا بھی دفاع کرتے ہیں جو عیسائی مناظرین نے اسلام پر کئے ہیں۔" (انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا مطبوعہ 1947ء صفحہ 712-711)

۞ فرقہ احمدیہ کے ذریعہ محمدؐ کو پھر پہلے والی عظمت حاصل ہو رہی ہے

(لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ جان ایلی کوٹ)

1894ء میں جبکہ ابھی احمدیت کا آغاز ہی ہوا تھا اور پادریوں سے جنگ مقدس کے نام پر تاریخی مناظرہ بھی ہو چکا تھا تو لندن میں عیسائی پادریوں نے ایک کانفرنس منعقد کی اور اس عظیم الشان کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا۔

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں...... **یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر محمد کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفریں قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے**...... پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"

(دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس 1894ء صفحہ 64 بحوالہ ماہنامہ خالد جنوری 1983ء صفحہ 75)

۞ ساحل کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی اہم فتوحات (پروفیسر ایس. جی ولیم سن)

گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) کے ایک پروفیسر ایس۔ جی ولیم سن نے اپنی کتاب christ or

Mohammad میں گولڈ کوسٹ میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان تبلیغی سرگرمیوں کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے اور وہاں اسلام کے غالب آنے اور عیسائیت کے مغلوب ہونے پر بڑی تشویش ظاہر کی ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب کے تعارفی نوٹ میں لکھتے ہیں۔

" گولڈ گوسٹ کے شمالی علاقوں میں بڑے بڑے چرچ رومن کیتھولک چرچ کے سوا اب تک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کے لئے میدان خالی کر چکے ہیں ۔گولڈ کوسٹ پرسن بائی ٹیرین چرچ اب شمال کی جانب کھسکنا شروع ہو گئے ہیں ۔اشانٹی اور گولڈ کوسٹ کے جنوبی حصوں میں عیسائیت اب تک نفع میں ہے۔لیکن جنوب کے بعض حصوں میں خاص کر ساحل کے ساتھ ساتھ تحریک احمدیت بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کر رہی ہے ۔گولڈ کوسٹ کے متعلق جو عام طور پر یہ امید تھی کہ یہ علاقہ جلدی عیسائیت قبول کر لے گا۔اب یہ امید جتنا کہ ہم خیال کرتے ہیں اس سے بھی زیادہ خطرہ میں ہے ۔ڈاکٹر پیرنڈر کہتے ہیں کہ جنوب میں بت پرستی مر رہی ہے اور اسلام بڑھ رہا ہے اور اکثریت حاصل کر رہا ہے۔"

(اخبار ویسٹ افریقن فروری 1947ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 14)

۞ جماعت احمدیہ کی مضبوط مورچہ بندی (پادری ویورڈ گار)

سیرالیون میں امریکن مشن کے پادری مسٹر ویورڈ گار نے لکھا۔

"جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے جو اسلامی کمک یہاں پہنچی ہے اس سے روکوپور کے نواحی علاقہ میں اس جماعت کی مضبوط مورچہ بندی ہو گئی ہے اور اب عیسائیت کے مقابلہ میں تمام تر کامیابی اسلام کو نصیب ہو رہی ہے۔مثال کے طور پر اس مقابلہ کی صف آرائی کے نتیجہ میں تھوڑا عرصہ ہوا شہر کا بینہ میں امریکن عیسائی مشن بند کرنا پڑا۔" (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 15 جدید ایڈیشن)

۞ مستحکم تنظیم (نیویارک ٹائمز امریکہ)

اخبار مذکور نے اپنی یکم جون 1984ء کی اشاعت میں لکھا۔

"برصغیر پاک و ہند کی لاتعداد مذہبی جماعتوں میں سے ایک جو اپنے آپ کو "جماعت احمدیہ" کہتی ہے ان معدودے چند جماعتوں میں سے ایک ہے جو اپنی تعداد کی بجائے اپنی مستعدی اور مستحکم تنظیم کی وجہ سے غیر متعصب (سیکولر) دنیا میں زیادہ ذی رسوخ و با اثر ہے۔اس سوسالہ عقیدہ کے

(جس کی جڑیں اسلام میں ہیں) تسلیم کرنے والے احمدیوں کا مرکز چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ایک ایسے سرسبز نخلستان قسم کے قصبہ میں واقع ہے جو پاکستانی پنجاب کے میدانوں میں جھانکتی ہوئی سنگلاخ چٹانوں اوران کی ناہموار چوٹیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔

پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ ماہر طبیعات عبدالسلام احمدی ہیں۔اس ملک کے پہلے وزیر خارجہ سر چوہدری ظفراللہ خان جو بعد میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر اور بین الاقوامی عدالت کے جج بھی ہوئے وہ بھی احمدی ہیں۔......"

(نیویارک ٹائمزامریکہ یکم جون 1984ء بحوالہ ہفت روزہ لاہور 30/جون 1984ء)

۞ فرقہ احمدیہ بہت منظّم اور پرہیز گار ہے (ہربرٹ فیلڈ مان)

ہربرٹ فیلڈ مان اپنی کتاب پاکستان ۔این انٹروڈکشن (Pakistan an Introduction) میں جماعت احمدیہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"فرقہ ہذا بہت منظّم اور پرہیز گار ہے۔یہ لوگ دوسروں کو اپنے فرقہ میں شامل کرنے کے لئے نہایت سرگرم ہیں ۔فرقہ کے افراد محنت و مشقت سے کام کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ احمدی افراد شاذ و نادر ہی غربت میں پھنسے ہوئے پائے گئے ہیں ۔انہوں نے زندگی کے بہت سے دوسرے شعبوں میں کامیابی حاصل کی ہے۔"

(پاکستان این انٹروڈکشن مطبوعہ 1968ء دوسرا ایڈیشن صفحہ 26 بحوالہ الفرقان جنوری 1974ء)

۞ جماعت احمدیہ کا مضبوطی سے دنیا میں پھیل جانا روحانی تاریخ میں ایک عجیب وغریب واقعہ ہے (اخبار برنر ٹگبلٹ)

سوئٹزرلینڈ کے روزنامہ برنر ٹگبلٹ (BERNERTAGBLATT) نے اپنی 11/جون 1961ء کی اشاعت میں لکھا۔

"اس دوران میں یہ جماعت دنیا کے اور بہت سے حصوں میں بھی پھیل گئی ہے جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لندن، ہمبرگ، فرانکفورٹ، میڈرڈ، زیورچ اور سٹاک ہالم میں اب اس جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں ۔امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس اینجلز، نیویارک، پٹسبرگ اور

شکا گو میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں۔اس سے آگے گرنیاڈا' ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گیانا میں بھی یہ لوگ مصروف کار ہیں۔افریقی ممالک میں سے سیرالیون' گھانا' نائیجیریا' لائبیریا اور مشرقی افریقہ میں بھی ان کی خاصی جمعیت ہے۔مشرق وسطی اور ایشیا میں سے مسقط' دمشق' بیروت' ماریشس' برطانوی شمالی بورنیو' کولمبو' رنگون' سنگاپور اور انڈونیشیا میں ان کے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن مجید کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔چنانچہ اب تک ڈچ' جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔اسی طرح عنقریب روسی ترجمہ بھی منظر عام پر آنے والا ہے۔اس جماعت کا نصب العین بہت بلند ہے یعنی یہ کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے۔وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے اس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتے میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔انہیں توقع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوع انسان اسلام کی آغوش میں آ کر مسلمان ہو جائیں گے۔

یہ جماعت خود اور اس کا مولد و مسکن سے نکل کر پوری دنیا پر اس قدر مضبوطی سے پھیل جانا نوع انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ فروری 1962ء)

❁ جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد (الفریڈ گوئیلام)

اسی طرح مشہور مستشرق الفریڈ گوئیلام (Alfred Gullame) اپنی کتاب "Islam" مطبوعہ 1965ء کے صفحہ 126 پر جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ لوگ اپنے عقائد کو پھیلانے اور ان کی تبلیغ کرنے میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہے ہیں۔جنوب مشرقی ایشیا اور افریقہ میں انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو اسلام میں داخل کیا ہے ان کے اس دعویٰ کو کہ اب ان کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ چکی ہے مبالغہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔"

(الفضل 19 رفروری 1957ء)

۞ فرقہ کے اپنے افراد سے قریبی تعلق رکھتے ہیں (رچرڈ ویکس)

امریکی مصنف رچرڈ ویکس اپنی کتاب "پاکستان ہے برتھ اینڈ گروتھ آف اے مسلم نیشن" کے باب "فورسز آف ریلیجین" میں مسلم فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

احمدیت نے مسلمانوں میں تبلیغی جذبہ کو نئی تازگی اور خون بخشا ہے ان کی تبدیلی مذہب کی مہم ایشیاء اور افریقہ میں خوب پھیل گئی ہے جہاں وہ حقیقی اسلام کا صوفیت' زُہد اور جدید آزادانہ خیالات (ماڈرن ازم) سے مناسبت کے ساتھ پرچار کرتے ہیں۔ **پاکستان میں یہ اسماعیلیوں کی طرح اپنے فرقہ کے افراد سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اپنے اسکول اور رفاعی ادارے ہیں دوسرے تمام فرقوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔**"

اسی کتاب کے صفحہ 72 پر لکھا ہے۔

"پنجاب میں بھی مسلمانوں میں احمدیہ فرقہ کے ظہور سے ذہنی شعور کا آغاز ہوا۔...... جماعت کے افراد چُست مبلغین اور سرگرم اساتذہ ہیں۔ ان لوگوں نے ہر ایک مسلمان فرقہ کے مقابل جہالت اور غربت کے خلاف نواحی علاقوں میں بے تھکن کوششیں کی ہیں۔"

(الفرقان جنوری 1974 صفحہ 25-26)

۞ اسلام کے لئے سچا درد' حقیقی تڑپ اور فدائیت کا جذبہ رکھنے والی صرف احمدیہ جماعت ہے (پادری ایچ کریمر)

معاند اسلام امریکن پادری کریمر 1931ء میں مشنری سوسائٹی امریکہ کی طرف سے بھارت آئے۔ قادیان کی زیارت کے بعد اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا۔

"...... جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ جماعت قابل توجہ ہے یہ لوگ اپنی توجہ اور طاقت تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں۔ اور سیاست میں حصہ نہیں لیتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان جس حکومت کے ماتحت ہو اس سے وفادار رہے۔ اور وہ صرف اس بات کی

پرواہ کرتے ہیں کہ کونسی حکومت کے ماتحت ان کو تبلیغ اسلام کے مواقع اور سہولتیں حاصل ہیں ۔اور وہ اسلام کو ایک مذہبی گروہ یا سیاسی نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے ۔ بلکہ اس کو محض صداقت اور خالص حق سمجھ کر تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں ۔اس لحاظ سے یہ جماعت فی زمانہ مسلمانوں کی نہایت عجیب جماعت ہے ۔اور مسلمانوں میں صرف یہی ایک جماعت ہے جس کا واحد مقصد صرف تبلیغ اسلام ہے......ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت کو دیکھ کر بے تحاشا صد آفرین نکلتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ایک زبردست شخصیت کے آدمی تھے......میں جب قادیان گیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں لوگ اسلام کے لئے جوش اور اسلام کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں......ان کو اس بات پر ناز ہے کہ وہ دنیا میں سچائی کا اعلان کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔ اور وہ اسلام کی محبت میں اس قدر اندھے اور مجنون ہو رہے ہیں کہ جس قدر انسانی قلب کے لئے ممکن ہو سکتا ہے ....**اس جماعت کا اثر اس کے اعداد و شمار سے بہت زیادہ وسیع ہے ۔ مذہب میں ان کا طرز استدلال بہت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اختیار کر لیا ہے ۔اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے احمدیوں کا علم کلام عقلاً ماننا پڑتا ہے......حقیقت یہ ہے اگر کوئی جماعت اسلام کے لئے سچا درد، حقیقی تڑپ اور فدائیت کا جذبہ رکھتی ہے تو وہ احمدیہ جماعت اور یقیناً احمدیہ جماعت ہے ۔"**

(تاثرات قادیان صفحہ 199-198)

۞ جماعت احمدیہ کا عقیدہ زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا رہا ہے (پادری زویمر آف امریکہ)

"ہمارا استقبال نہایت گرمجوشی سے کیا گیا ۔ہمیں گھنٹوں کی بجائے دنوں تک قادیان میں ٹھہرنے کی دعوت دی گئی ۔اور ہماری پوری خاطر و مدارت کی گئی ۔اور ہم نے اس جگہ کے مقامات کو دیکھا ۔مثلاً چھاپہ خانہ ۔صیغہ ڈاک ترسیل ۔مدرسہ احمدیہ لڑکیوں اور لڑکوں کے مدارس اشاعت و تبلیغ میں ایک سرگرم گروہ ۔ یہاں سے نہ صرف ریویو آف ریلیجنز شائع ہوتا ہے ۔ بلکہ تین اور میگزین بھی یہاں سے نکلتے ہیں ۔اور لنڈن ۔ پیرس ۔ برلن ۔ شکاگو ۔ سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے ۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان مختلف قسم کی

انسائیکلوپیڈیا۔ ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے ہیں ۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے ۔ اور ایک زبردست عقیدہ ہے ۔ جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے ۔"

(رپورٹ از رسالہ چرچ مشنری ریو یولندن 1931ء بحوالہ میری پسندیدہ بستی قادیان صفحہ 51)

● خلافت کے تحت بننے والے منصوبوں سے عیسائیت کا زوال

آنحضرت ﷺ نے آنے والے حضرت مسیحؑ کے بارے میں "یکسر الصلیب" کی خبر دی تھی۔ آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے خلاف یلغار کی اور بعد میں خلفاء نے اپنے اپنے وقت میں منظم طور پر اسلام اور احمدیت کے پرچار کے منصوبے بنائے جس کے نتیجہ میں یورپ اور افریقہ میں عیسائیت زوال پذیر ہوئی اور " گرجا" لفظی معنوں کے اعتبار سے بھی گر جا ثابت ہوئے۔

۞ عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہو رہی ہے (ٹانگانیکا سٹینڈرڈ)

انہی خطرات کا اظہار گاہے بگاہے عیسائیت کے پلیٹ فارم سے ہوتا رہا۔ چنانچہ Tanganyika Standard یکم نومبر 1955ء کے پرچہ میں تحریر کرتا ہے۔

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جارہی ہے ۔ ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اُٹھانی پڑیں اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آجکل یہ درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے" (الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 15)

☆ پھر اسی اخبار نے دی آرچ بشپ آف ایسٹ افریقہ ریورنڈ نیزڈ کا یہ بیان بھی شائع کیا۔

"چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جارہی ہے ۔"

(ٹانگانیکا سٹینڈرڈ 23 دسمبر 1961ء بحوالہ الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 16)

ﷺ طاقتور انجن جماعت احمدیہ کی راہ میں مضبوط ستون گاڑنا ہوگا (پریس ہالینڈ)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے ہالینڈ کا پریس "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" کے عنوان سے رقمطراز ہے۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہورہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے۔ دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہورہے ہیں۔ اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس تبلیغ کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے۔ ہمیں ان کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا۔"

(الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 17)

ﷺ یہ حالات کلیسیا کے لئے چیلنج ہیں (پروفیسر ایس جی ویلیم سن)

مسٹر ایس جی ویلیم سن پروفیسر یونیورسٹی کالج غانا ان خطرات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

"یہ حالات کلیسیا کے لئے بلاشبہ چیلنج ہیں۔ یہ امر ابھی فیصلہ طلب ہے کہ افریقہ پر صلیب کی حکومت ہوگی یا ہلال کی۔" (الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 20)

ﷺ عیسائیت نے گہری جہالت میں رکھا ہے (Rock)

نیروبی کا عیسائی رسالہ Rock لکھتا ہے۔

"ہمیں اس امر کا انتہائی افسوس ہے اور ہم اس سے کلیتہً اتفاق کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے ہمیں گہری جہالت اور تعصب میں رکھا اور (اسلام پر) ناشائستہ حملے کئے گئے۔"

(Rock 1962ء بحوالہ الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 22)

ﷺ یسوع کی خدائی کا عقیدہ مبہم ہے۔

امریکی رسالہ TIME ایک کتاب Honest to God پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ان کے خیال میں بائبل میں سے تمام ایسی باتیں جو محض کہاوتوں اور بے بنیاد قصوں کی

صورت میں ہیں نکال دینی چاہئیں۔اور یسوع کی خدائی کا عقیدہ نہایت مبہم ہے"۔

(Time اپریل 1963ء بحوالہ الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 22-23)

۞ چرچ مجھے گناہوں سے پاک نہیں کرسکتا (کڈزائی نگارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ "نہ مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور لوگ عیسائیت سے بیزار ہوکر اسلام کی طرف آئیں گے" جماعت احمدیہ کے واقفین زندگی مبلغین، مربیان اور معلمین کے ذریعہ ہم پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔اور عیسائی اپنے مذہب سے بیزاری کا اظہار کررہے ہیں۔

چنانچہ مسٹر کڈزائی نگارا (Kudzai Nagara) سالسبری کے ایک رسالہ Parade اپریل 1964ء میں رقمطراز ہیں۔

"مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے چرچ جانا ترک کردیا ہے۔چرچ صرف ایک ایسی جگہ بن کررہ گیا ہے کہ جہاں جاکر میں دعا کے وقت آنکھیں کھلی رکھ کر عورتوں اور لڑکیوں کی ٹانگوں کو گھورتا ہوں ایسا چرچ میری نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔چرچ کاروباری ادارہ میں تبدیل ہو چکا ہے...... چرچ مجھے گناہوں سے پاک نہیں کرسکتا...... میری نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔مسیح میں ہوکر نہیں بلکہ خدا میں ہوکر میں نجات یافتہ بن سکتا ہوں"۔

(الفرقان اکتوبر 1966ء صفحہ 23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔"

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

● احمدیت عرب کی نظر میں

۞ احمدیوں کی تاثیر و کامیابی میں مسیحیوں کو کوئی نسبت نہیں (مصری اخبار الفتح)

ہندوستان سے باہر جس مسلمان ملک میں پہلی بار جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز کامیابی اور قابل تقلید اسلامی خدمات کا کھلا کھلا اقرار کیا گیا وہ مصر تھا۔ چنانچہ قاہرہ کے اشد ترین مخالف اخبار "الفتح" نے جماعت احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"میں نے دیکھا ہے کہ قادیانی تحریک ایک حیرت انگیز چیز ہے قادیانیوں نے تقریری اور تحریری طور پر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے۔نئی اور پُرانی دنیا کے مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں اور قوموں میں بذل مال کے ذریعہ اپنی تبلیغ کو تقویت پہنچائی ہے۔انجمنیں اور جمعیتیں مرتب کر کے زبردست حملہ کیا ہے یہاں تک کہ ان کا معاملہ عظیم الشان ہو گیا۔اور ایشیا اور یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ان کی تبلیغی مرکز قائم ہو گئے۔جو ہر طرح سے علمی اور عملی طور پر عیسائیوں کے مشنوں کے ہم پلہ لیکن تاثیر اور کامیابی کی رو سے ان میں اور مسیحیوں میں کچھ نسبت نہیں۔کیونکہ قادیانی اسلامی حقائق اور حکمتوں کی وجہ سے عیسائیوں سے بدر جہا زیادہ کامیاب ہیں۔...... **میرے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی جبکہ میں ان لوگوں کو جو علو ہمت اور علوم جدید میں اس درجہ ترقی کر گئے ہیں کہ آج تک کوئی اسلامی فرقہ وہاں تک پہنچا ہوا نہیں دیکھتا** ...... جو شخص معاملہ فہم ہو اور ان لوگوں کے حیرت انگیز کارناموں کو دیکھے۔وہ یقیناً اس چھوٹی سی جماعت کے جہاد کو دیکھ کر حیران اور انگشت بدنداں رہ جائے گا۔اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جس کو کروڑوں مسلمان نہ کر سکے۔ان لوگوں نے اپنے جہاد اور کامیابی کو اپنے دعویٰ کی صداقت پر سب سے بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔ان کے اس بیان کو ان لوگوں کی موت نے تقویت پہنچائی ہے جو ان کے علاوہ اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ، کی تبلیغی کوششوں، احمدیت کے بیرونی مشنوں، ریویو آف ریلیجنز کے ذکر کے بعد لکھتا ہے۔

" کیا ان حالات میں مسلمانوں پر واجب نہیں کہ اہل یورپ و امریکہ کے ذہنوں سے وہ فاسد

خیالات دور کریں جو وہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کے متعلق رکھتے ہیں۔ یقیناً واجب ہے اور یہ مسلمانوں کے سلاطین، علماء، اغنیاء اور فقراء کا فرض ہے۔ مگر کون ہے جو ان اوہام کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہو؟ ہرگز کوئی نہیں۔ صرف اکیلے احمدی ہیں جو اپنے اموال اور جانوں کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں ہاں اگر مسلمانوں کے زعماء اور مصلحین کھڑے بھی ہوں اور چلاتے چلاتے ان کی آواز بھرا جائے اور لکھتے لکھتے ان کے قلم ٹوٹ جائیں تب بھی وہ تمام اسلامی دنیا سے مال اور کارناموں کے لحاظ سے اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کر سکتے جس قدر یہ چھوٹی سی جماعت خرچ کر رہی ہے۔"

(الفتح 20 جمادی الآخر 1351ھ بمطابق 22/اکتوبر 1932ء بحوالہ الفضل 25/دسمبر 1932ء)

۞ جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں تمام امور میں کامیابی سے چل رہی ہیں (الازہر)

جامعہ الازہر کے ترجمان "الازہر" نے جولائی 1958ء کے شمارہ میں مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں تمام امور میں انتہائی کامیاب ہیں۔ان کے مدارس بھی کامیابی سے چل رہے ہیں باوجودیکہ ان کے مدارس کے تمام طلباء اُن کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 142 جدید ایڈیشن)

۞ قادیانی مبلغین اپنے مذہب کی دعوت میں مستعدی اور نشاط سے کام لیتے ہیں (نور الاسلام)

جامعہ ازہر کے ماہوار رسالہ "نور الاسلام" نے بھی انہی دنوں لکھا کہ:۔

"قادیانی لوگ اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے میں مستعدی اور نشاط سے کام کر رہے ہیں اور چونکہ وہ اپنے دین کی بنیاد بعض اسلامی تعلیمات پر رکھتے ہیں۔اس لئے ان کو موقعہ مل گیا کہ اسلام کے مبلغ ہونے کا دعویٰ کریں انہوں نے اپنے مبلغ شام، فلسطین، مصر، جدہ، عراق اور دوسرے بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجے ہیں۔کئی مرتبہ ہمارے پاس بلاد عربیہ اور امریکہ سے خطوط آتے ہیں جن کے لکھنے والوں نے دریافت کیا ہے کہ اس جماعت اور دین کی حقیقت کیا ہے اور ان کا اسلام سے کس قدر تعلق ہے۔"

(رسالہ نور الاسلام رجب 1351ھ جلد 3 نمبر 7 بمطابق اکتوبر/نومبر 1932ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 7-6 جدید ایڈیشن)

۞ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں اسلام کا تابناک مستقبل مقدر ہے

(الحاج عبدالوہاب عسکری)

الحاج عبدالوہاب عسکری ایڈیٹر "اَلسَّلَامُ الْبغْدَادِ یَّه" اپنی کتاب "مُشَاهِدَاتِیْ تَحْتَ سَمَاءِ الشَّرْقِ" میں جماعت احمدیہ کی نسبت لکھتے ہیں۔

"دین اسلام کے لئے ان کی تبلیغی خدمات بہت زیادہ ہیں اوران کے ہاں بہت سے انتظامی شعبے ہیں۔جنہیں بڑے بڑے ماہرین اور علماء دین چلاتے ہیں۔اور وہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے تمام ممکن ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے کوشاں ہیں اوران کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک عظیم کام یورپ،امریکہ اورافریقہ کے مختلف شہروں میں تبلیغی مراکز اور مساجد کا قیام ہے اور یہ مراکز ومساجدان کی ان عظیم خدمات کی منہ بولتی تصویر ہیں جو وہ پہلے اوراب بجالا رہے ہیں۔**اوراس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ان کے ہاتھوں اسلام کا ایک تابناک مستقبل مقدر ہو چکا ہے۔**"

(تاریخ احمدیت جلد6 صفحہ 141-140 جدید ایڈیشن)

● جماعت احمدیہ اور اغیار کی حکمت عملی اعتراف حقیقت

۞ قادیانیت کے سیلاب کو کیسے روکا جائے (اسرار وڑائچ)

جناب اسرار وڑائچ ایک اُبھرتے ہوئے نوجوان صحافی ہیں۔آپ کو احمدیت پر تحقیق کرنے کا موقعہ ملا اوراحمدیت اور مخالفین احمدیت کے طرزعمل میں موازنہ کرکے "قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی "پر ایک کتاب لکھی۔ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی غلط حکمت عملی اوراحمدیوں کے خلاف متشدانہ رویہ رکھنے کی وجہ سے قادیانیت نے ترقی کی ہے اور کتاب کے ٹائٹل پر سیڑھی بنا کر ایک قادیانی کو اوپر چڑھتا دکھایا گیا ہے اور سیڑھی کے زینوں پر بالترتیب 1889-1953-1974-1984 لکھا ہے اوران زینوں کے اردگرد مخالفین کو کلاشن کوفوں،چُھروں،ڈنڈوں،کلہاڑیوں اور برچھیوں کے

ساتھ دکھلایا ہے جبکہ احمدی ان کے دائرہ اختیار سے نکل کر اوپر جا چکا ہے۔

آپ کی اس تحریر پر جناب اشرف سہیل نے جو تبصرہ کیا ہے وہ اپنی ذات میں خلافت کے ذریعہ ملنے والی جماعت احمدیہ کو ترقیات پر ایک واضح دلیل ہے۔

وہ لکھتے ہیں:۔

"قادیانیت کے پھیلاؤ کو سیلاب سے موسوم کر کے اسرار نے پاکستان کے اہل علم وفکر مسلمانوں کو تدبر و حکمت سے اس کے آگے بندھ باندھنے کا مشورہ دیا ہے۔اور اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے کہ اسلام کے نام پر پھیلنے والی اس تحریک کو روکنے کے لئے ہمارے نام نہاد اور مفاد پرست علماء نے تشدد، دہشت اور جبر کے جس راستے کو اب تک اپنایا ہوا ہے وہ نہ صرف انسانیت کے بنیادی اصولوں کی ضد ہیں بلکہ یہ راستہ اسلام کے حقیقی اور منطقی طریقہ کار کی بھی نفی ہے"۔

(قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی دیباچہ صفحہ 10)

مصنف خود اپنی اس تصنیف میں "قادیانیت علماء کی نظر میں" کے تحت تمہیدی کلمات میں لکھتے ہیں۔

"سر دست ہمیں موجودہ دور کے علماء کی قادیانیت کے بارے میں رائے درکار ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت علماء کی اکثریت اپنے تئیں قادیانیت کے مسئلہ کو حل کیے بیٹھی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ اب اس مسئلے پر سر کھپانا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے چنانچہ جب ہم نے مختلف علماء سے مسئلہ قادیانیت پر رائے طلب کی تو ان میں سے بعض کی رائے سے ہم یہ تأثر لینے پر مجبور ہوئے کہ وہ قادیانیت کے بارے میں علم نہیں رکھتے جبکہ بعض علماء نے کچھ اس قسم کا تأثر دیا کہ یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا ہے اب اس پر اظہار خیال کرنے کی ضرورت نہیں اسی بھاگ دوڑ میں ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ صاحب یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا اب اس قصہ کو ختم کیجئے۔

قارئین آپ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ ختم نہیں ہوا بلکہ پہلے سے سنگین صورت میں ہمارے سامنے کھڑا ہے اور ہم سے پہلے سے کہیں زیادہ سنجیدگی اور توجہ کا طالب ہے۔"

(قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ 32)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"قادیانی مسلم کشمکش تو 74ء کے بعد بھی جاری ہے بلکہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے

بعد اس میں مزید شدت پیدا ہو گئی ہے...... 74ء کے بعد قادیانی مسلم کشمکش ایک نئے دور میں داخل ہوئی جو پہلے دونوں ادوار (1947ء-1889ء) اور (1974ء-1948ء) کے مقابلہ میں زیادہ پُرتشدد ہے۔اس دور کے دوران دنیائے عالم میں پاکستان کی زیادہ بدنامی ہوئی اور قادیانیوں نے اپنے کام کی رفتار کو مزید تیز کر دیا۔"

(قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ 160)

"سیلاب" کا لفظ استعمال کرنے پر مجبوری

جناب اسرار وڑائچ نے کتاب کے آخر میں قادیانیت کی رفتار کار بھی بیان فرمائی ہے اور "قادیانیت کا سیلاب" کے تحت لکھا ہے۔

"ممکن ہے سیلاب کے لفظ پر بعض اصحاب کو اعتراض ہو لیکن افسوس کہ ہم یہی لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ 93ء میں 84 ممالک کی 115 قوموں کے 2لاکھ 4ہزار3سو آٹھ افراد نے قادیانیت قبول کر کے مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس موقع پر مرزا طاہر احمد نے اپنی جماعت کو یہ ہدف دیا کہ آئندہ سال یعنی 94ء میں بیعتوں کی تعداد اس سے دوگنا کرنے کی کوشش کی جائے۔ان کے پیروکاروں نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کوشش کی۔اور دیا گیا ہدف پورا کرلیا چنانچہ 94ء میں 93 ممالک کے چار لاکھ اٹھارہ ہزار دوسو چار افراد نے قادیانیت قبول کی۔اس موقع پر پھر آئندہ سال کے ٹارگٹ کو دوگنا کر دیا گیا۔چنانچہ 95ء میں 96 ممالک کے آٹھ لاکھ پینتالیس ہزار دوسو چورانوے افراد نے قادیانیت قبول کر کے مرزا طاہر کے ہاتھ پر بیعت کی۔اب اگر ان تین سالوں کی تعداد کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تین سال کے دوران چودہ لاکھ سٹھسٹھ ہزار آٹھ سو چھ افراد قادیانی ہوئے۔"

(قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ 231)

قادیانیت اور ہماری حکمت عملی

کتاب کے آٹھویں باب بعنوان "قادیانیت اور ہماری حکمت عملی کے تحت" تحریر فرماتے ہیں

"اخبارات میں بیانات اور جلسوں میں تقریروں کے حد تک جیسا کہ ہمارے علماء کرام بیان

فرماتے ہیں فتنہ قادیانیت واقعتاً ختم ہو چکا ہے اور قادیانیوں کو پاکستان میں پر مارنے کی بھی ہمت نہیں ......لیکن ایسا نہیں ہے **بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر آنے والا دن قادیانیت کو مزید عروج کی طرف لے جا رہا ہے اور قادیانیوں کا حلقہ اثر روز بروز پھیلتا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں مزید افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے مذہبی طبقے کا رویہ قادیانیت کے بارے میں منفی ہے۔گزشتہ نصف صدی کے اس منفی رویے کا نتیجہ آج دنیا کے سامنے اس طرح آموجود ہوا ہے کہ گزشتہ تین سال کے دوران ہی لاکھوں افراد نے قادیانیت قبول کی ہے۔**

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گزشتہ ایک صدی پر پھیلی ہوئی قادیانیت کو ختم کرنے کی کوششوں کا جائزہ لیا جانا چاہئے یا نہیں ۔ایک سو سال بعد اپنی حکمت عملی کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے یا نہیں ......قادیانیت ختم کرنے کی ہماری کوششیں کامیاب رہیں یا قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ میں زیادہ کامیاب رہے۔ان سوالوں کے جواب تلاش کرنا بالکل مشکل نہیں۔صورتحال بالکل واضح ہے کہ قادیانی سینکڑوں سے ہزاروں ہو گئے' پھر ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی اور اب دنیا بھر میں قادیانیوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ **آیئے اپنی حکمت عملی اور قادیانیوں کی تبلیغ کے طریقہ کار کا جائزہ لیں اور اپنی پالیسی کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے قادیانیت کے خاتمہ کے لئے نئی حکمت عملی اختیار کریں۔**......

قادیانیت کے بانی اور اس کے بعد کے قادیانی رہنماؤں نے ہمیشہ ہر موقع پر ٹکراؤ کی پالیسی اختیار کرنے سے گریز کرتے ہوئے اپنے کام یعنی دعوت و تبلیغ پر توجہ دی ہے۔حکمت عملی کے حوالے سے یہی بات بنیادی نقطہ ہے جس پر قادیانیت کی بنیاد پر رکھی گئی۔اس کے بعد ہمیں جو چیز قادیانی تحریک میں نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی رہنماؤں نے حالات کے جبر سے مجبور ہو کر "شارٹ کٹ" نہیں اپنایا بلکہ وہ اذہان کی تبدیلی کے لئے ہی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔......

قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جو ایک طویل مدت (اکیاون برس) تک خلافت کے عہدے پر فائز رہے نے اپنے دور میں بے پناہ کام کیا۔انہوں نے قادیانی تحریک کے اندر کئی ذیلی تنظیمیں قائم کیں۔اور قادیانیت کو ایک مضبوط ڈھانچہ فراہم کیا۔یہ سب کچھ صرف اسی لئے ہی ممکن ہو سکا کہ قادیانی قیادت نے کسی بھی موقع پر اپنی توجہ تشدد کی طرف مائل نہیں ہونے دی۔قادیانی قیادت نے بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی کی طرح اپنے قوت کا غلط اندازہ کر کے حکمت عملی تبدیل نہیں کی۔مشکل ترین حالات میں بھی قادیانی تحریک کے رہنماؤں نے اپنے پیروکاروں کا ہمارے

علمائے کرام کی طرح غلط راستے پر نہیں ڈالا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ اپنے غلبے کے لئے جلد بازی کا شکار نہیں ہوئے اور نہ ہی اس جلد بازی کا سایہ انہوں نے اپنے پیروکاروں پر پڑنے دیا ہے۔.....

یہ ہے قادیانیوں کی حکمتِ عملی اور ان کے کام کا طریقہ کار جس کی مثالیں ہم سب اپنے گردوپیش سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ پاکستان بھر میں یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ جب کہیں کسی قادیانی کو قتل یا اس پر تشدد کیا جاتا ہے تو اس کی طرف سے ایف آئی آر تک درج نہیں کروائی جاتی جب کسی جگہ قادیانیوں کے کسی کام میں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے تو وہ فوراً از خود ہی اس کام کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف چل نکلتے ہیں لیکن اپنی توانائیاں ضائع نہیں کرتے اس کے مقابلے میں ان کی تمام تر توجہ اپنی تبلیغ پر مرکوز ہے۔ **قادیانی مبلغین تو خیر 24 گھنٹے ہی اس کام میں صرف کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں لیکن عام قادیانی بھی اس معاملے میں سستی نہیں برتتے چندہ دینے کا معاملہ ہو یا کوئی اور تنظیمی کام ہر قادیانی ہر لمحہ اس کے لئے تیار ہے۔ یہی پُر جوش لوگ، یہی طاقتور لوگ جب ایسے حالات دیکھتے ہیں جہاں ٹکراؤ کا خدشہ ہو تو اس سے گریز کر کے اپنی طاقت کو محفوظ کر لیتے ہیں اور اس طاقت کو دوسری طرف صرف کر کے اس کا پھل کھاتے اور خوش ہوتے ہیں۔"**

(قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ 267-261)

۞ ہماری حکمت عملی سے قادیانیوں کا کلمہ طیبہ سے پیار بہت بڑھ گیا ہے

اس حکمت عملی کا اظہار ایک اور غیر از جماعت نے یوں کیا ہے۔

"مجھے معذرت کے ساتھ کہنے دیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے اس فتنے کا سائنٹیفک طرز پر مقابلہ کرنے کی بجائے گالی گلوچ۔ سبّ وشتم اور الزام تراشی قسم کے حربے استعمال کئے جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ قادیانی کلمہ طیبہ کا بیج لگانے یا لکھنے کے الزام میں جیل خانوں میں ڈال دیئے گئے۔ بیسیوں کو زخمی کر دیا گیا۔ درجن کے قریب قادیانیوں کو قتل کر دیا گیا۔ **یہ امر بجائے خود خدا کی پکڑ کا موجب بن سکتا ہے کیوں کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر مزید مضبوط اور مستحکم ہو رہے ہیں۔ اور اس پر مزید ستم یہ ہے کہ ان کے اکابرین انہیں یہ سبق دے رہے ہیں۔ کہ بالکل اسی قسم کی قربانیاں ہیں جو کفار کے مقابلے میں آنحضور ﷺ پر ایمان لانے والوں کو دینی پڑی تھیں** ۔ اس طرح اس ساری جدوجہد کا نتیجہ صفر کی شکل میں سامنے آرہا ہے۔ وہ اس طرح کہ ابھی تک قادیانیوں کی طرف سے اس

آرڈیننس کو دل سے قبول نہیں کیا گیا۔وہ پہلے کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر پُر سکون اور مطمئن ہیں گویا ان کو کچھ ہوا ہی نہیں۔گو ان کی عبادت گاہوں سے آذانوں کی آوازیں بلند ہونا بند ہو گئی ہیں۔**ان لوگوں کا کلمہ طیبہ سے پیار کا اظہار اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب کوئی مسلمان ان کے کلمے پر ہاتھ اٹھائے بھی تو ایک انجانا سا خوف محسوس ہونے لگتا ہے**۔یہ پہلے سے کہیں زیادہ آزادی سے اپنے عقائد کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔"

(میری پسندیدہ بستی قادیان صفحہ 56)

ہمارے غلط اقدام سے یہ تمام دنیا میں پھیل گئے (علامہ جاوید غامدی)

مشہور تجزیہ نگار اور عالم دین جناب علامہ جاوید غامدی صاحب سے ایک انٹرویو میں احمدیوں کے حوالے سے سوال کیا گیا کہ آئین میں ترمیم کے بعد آرڈیننس جاری کئے گئے اور شعائر اسلام کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی کل کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے نام تبدیل کر لیں؟

جناب علامہ صاحب نے جواباً کہا کہ۔

"یہ غلط طریق کار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انڈے بچے ہیں۔اگر سلیقے سے کام کیا جاتا تو نوبت یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔وہ یہاں ہمارے ملک کے شہری تھے مگر اس اقدام سے بیرون ملک پھیل گئے۔لندن میں مرکز قائم کر لیا۔سیٹلائٹ کے ذریعے پوری دنیا تک مسلسل اپنا "پیغام" پہنچا رہے ہیں۔انہیں گھر سے باہر منتقل کر دیا گیا تو یہ نتائج برآمد ہوئے۔

مصلحت کا تقاضا انہیں اپنے سے دور کرنا ہرگز نہیں تھا......**اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس فتنہ سے نمٹنے کا غلط طریق کار اپنایا گیا۔مناسب طریقہ اپنایا جاتا تو نتائج یقیناً بہتر ہوتے**"۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور ستمبر 1999ء صفحہ 58)

قادیانیت کی مخالفت، شجرہ قادیانیت کے بارآور ہونے میں کھاد کا سا کام کر رہی ہے (ایڈیٹر المنبر)

ہفت روزہ "المنبر" فیصل آباد نے جماعت احمدیہ کے مخالفین کے طرز طریق پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا۔

"اس وقت جو کوشش تحفظ ختم نبوت کے نام سے قادیانیت کے خلاف جاری ہے قطع نظر اس کے کہ کوشش کا اصل محرک خلوص، خدا کے دین کی حفاظت کا جذبہ ہے یا حقیقی وجہ معاشی اور منفی ذہن کے رجحانات کا مظاہرہ ہے۔ ہماری رائے میں یہ کوشش نہ صرف یہ کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہم علی وجہ البصیرت ...... **کامل یقین واذعان کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ جدوجہد قادیانی شجرہ کے بارآور ہونے کے لئے مفید کھاد کی حیثیت رکھتی ہے۔"**

(ہفت روزہ المنبر 6رجولائی 1956ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 447-446)

۞ مخالفین کے مقابلے کے باوجود جماعت احمدیہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی (مدیر المنبر)

مولانا عبدالرحیم اشرف مدیر المنبر نے ایک اور موقعہ پر ان الفاظ میں جماعت کو خراج تحسین پیش کیا۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ جو ان کے ہمسایہ ہوں ...... ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے تقسیم ملک کے بعد اس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنس دان ربوہ آتے ہیں ...... اور دوسری جانب 1953ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 57-1956ء کا بجٹ پچیس لاکھ کا ہو۔"

(اخبار المنبر 23رفروری 1956 صفحہ 10)

ایک موقعہ پر لکھا۔

"ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ مال و جان و دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔"

(المنبر 2/مارچ 1956ء)

۞ دنیا میں تبلیغ کے میدان میں احمدی قابض ہیں (المنبر)

علماء اور لوگوں کی غفلت و بے اعتنائی پر اخبار المنبر نے انہیں یوں خطاب کیا ہے کہ۔

"تبلیغ و اشاعت اسلام سے آپ کی بے اعتنائی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلاد مغرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ ان کے مبلغین اُن علاقوں اور ان جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلباء نے نہیں سنا ہوگا۔ مثلاً فجی، ماریشس، ٹرینیڈاڈ، سیرالیون، نائیجیریا وغیرہ۔"

(المنبر 16/اپریل 1971ء صفحہ 5 بحوالہ الفرقان نومبر 1971ء)

۞ دینی اہل علم و دانش کو دعوت تحقیق (فضل محمود)

روزنامہ دن کے کالم نویس جناب فضل محمود "پس دیوار" کے عنوان کے تحت کالم لکھتے ہیں۔ 2000ء میں گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں احمدیوں کی بیت الذکر میں ہونے والے واقعہ کا ذکر کر کے جماعت کے اسلامی رویہ کے متعلق آپ نے لکھا۔

"قیام پاکستان کے بعد بالخصوص احمدیت کی مخالفت میں جس طرح مختلف تحاریک کو ہوا دی گئی اس سے بھی یہ شبہ تقویت پاتا رہا ہے کہ اس مخالفانہ تحریک یا اس کے پرتشدد انداز کا مقصد محض اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانا ہی ہے۔ حیرت کا پہلو یہ ہے کہ 1953ء، 1974ء اور 1984ء کے دوران ہر بار اس جماعت کے خلاف انتہائی پُرتشدد واقعات ہوئے مگر ان کی تنظیم کی طرف سے نہایت منظم اور مالدار ہونے کے باوجود کبھی کوئی پُرتشدد ردعمل ظاہر نہ ہوا۔ یعنی قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر متذکرہ جماعت نے خود کو مظلوم اور پُرامن جماعت متصور کرالیا۔......

یہی کچھ احمدیہ مخالفت میں بھی جھلکتا نظر آتا ہے۔ مثلاً برسوں پہلے لاہور کے معروف اخبار نویس آغا شورش کاشمیری کے ہفت روزہ چٹان میں شائع شدہ ایک تصویر میں دکھایا اور ثابت کیا گیا تھا

کہ "احمدی کلمہ "میں تحریف ہے اور وہ محمد کی بجائے کلمہ میں احمد کا استعمال کرتے ہیں۔ **بالعموم نابالغ ذہنوں کی طرح اس تجسس کو ذہن میں رکھ کر ہم نے بیسیوں احمدی احباب کے علم میں لائے بغیر ان سے کلمہ، آذان، نماز، نماز کے اوقات، قرآن، حدیث اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے گفتگو کی اور اس میں ایک عام احمدی کی سطح پر کوئی تضاد نہ پایا۔** تضاد تھا تو اس امر پر کہ ان میں سے بعض کے نزدیک مرزا غلام احمد مسیح ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے یا چودھویں صدی میں ان کے دوبارہ زمین پر لوٹ آنے کے فلسفے کے خلاف تھے۔ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے نزدیک مرزا غلام احمد کے خیال میں زندہ اٹھائے جانے کی سعادت اگر اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو عطا کرنی ہوتی تو وہ اس کا مستحق صرف اپنے محبوب ترین پیغمبر، پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرار دیتا مگر کل نفس ذائقة الموت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا لہٰذا یہ بھی ممکن نہ رہا۔ دیکھا جائے تو یہ حضرت محمد ﷺ سے نسبتاً زیادہ عقیدت کا اظہار ہے۔......

وفاقی وزیر مذہبی امور محمود احمد غازی اس ضمن میں شائد نسبتاً زیادہ صاحب علم و بصیرت اور وسیع القلب ہیں۔ جنہوں نے جماعت مجاہدین کے زیر اہتمام لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں برملا کہا تھا کہ وہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ جن عناصر نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا انہوں نے قادیانیت پر کبھی کوئی کتاب کھول کر بھی نہیں دیکھی ہوگی۔" (روزنامہ دن راولپنڈی 13 رنومبر 2000ء)

کفر بازی اور احمدیت

جناب کوثر جمال (لاہور کے صحافی اور کالم نگار) نے ملاں ازم یعنی انتہا پسندوں کی طرف سے اسلام کے نام پر جبر و تشدد کو مذہب کے سرطان سے تشبیہ دی ہے۔ اور اس نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے اس جبر و تشدد کو غیر اسلامی حرکات کا نام دے کر کہا کہ ملاں جماعت کی شاہراہ ترقی میں مذہب کے نام پر سپیڈ بریکر زتعمیر کرتے چلے جا رہے ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کو ظلم اور بعد ازاں جماعت کی ترقی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے کافروں کو زبردستی کلمہ پڑھوایا۔ البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ (کالم نویس امتناع قادیانیت آرڈیننس کے حوالے سے بات کر رہے ہیں) کلمہ

پڑھنے کا یہی مطلب ہے نا کہ اس "کافر" نے اقرار کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں! جناب اکبر الہ آبادی کو شکایت تھی کہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس زمانے میں شاید یہ شاعرانہ مبالغہ آرائی تھی۔ کافر انگریز کی حکومت میں خدا کا نام لینے پر کسی نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی۔ کوئی رپٹ نہیں لکھوائی تھی۔ یہ سعادت "اسلامی" حکومت کو نصیب ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو اللہ کی واحدنیت اور اسلامی معبودیت کے اقرار کی اجازت نہیں۔

غیر مسلم یہاں ایک سوال پوچھتے ہیں جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ امید ہے کہ کوئی صاحب اس پر روشنی ڈال سکیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا اسلامی مملکت میں "رب العالمین" اب فقط "رب المسلمین" رہ گیا ہے۔ کیا اس نے مومنین کے علاوہ "الناس" سے خطاب نہیں فرمایا؟ کیا اب غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی اجازت نہیں؟ کیا غیر مسلموں کو محمدؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کرنے کی اجازت نہیں؟

ان سوالوں کے اثبات میں جواب کے لئے قرآن پاک سے کیا استدلال ہے؟ اور نفی میں جواب کی صورت میں کسی کے کلمہ طیبہ پر پکڑ دھکڑ، گرفتاریاں اور قید و بند چہ معنی؟

علامہ اقبال کو 1928ء میں یہ احساس ہو گیا تھا کہ پیشہ ور ملا کو شہہ دینا کتنا خطرناک ہے۔ ایک مطبوعہ خط میں لکھتے ہیں۔ "آپ نے ٹھیک فرمایا کہ پیشہ ور مولویوں کا اثر سر سید احمد خاں کی تحریک سے بہت کم ہو گیا تھا۔ مگر خلافت کمیٹی نے اپنے پولیٹیکل فتوؤں کی خاطر ان کا اقتدار ہندی مسلمانوں پر پھر قائم کر دیا۔ یہ ایک سنگین غلطی تھی جس کا احساس ابھی تک کسی کو نہیں ہوا۔ مجھ کو حال ہی میں اس کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔ کچھ مدت ہوئی ہے میں نے اجتہاد پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا جو یہاں میٹنگ میں پڑھا گیا تو بعض مولویوں نے مجھے کافر کیا۔"

قرآن پاک کی یہ واضح ہدایت ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے بے انصافی پر آمادہ نہ کر سکے۔ ہر حال میں انصاف کرو اور یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور سچے مومن حق بات کہنے میں کسی کے ملامت کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔

پر مختلف قانون دان حضرات، جج صاحبان، دانشوروں اور علماء کرام سے تبادلہ خیال کیا ہے۔ نجی گفتگو میں وہ سب اس صورت حال پر نالاں ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ بہت ہو چکا ہے اس سے اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی۔ الٹی بدنامی ہو رہی ہے۔ اس سلسلے کو بند ہونا چاہئے البتہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھنے پر بحث ہوتی رہی ہے۔ ایک ایسی ہی محفل میں ایک عالم دین نے گلہ کیا کہ قادیانیوں نے اقوام متحدہ بلکہ ساری دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے سچے جھوٹے افسانوں کی مسلسل اشاعت کرتے ہیں ان کے پبلیسٹی کے وسیع ذرائع ہیں دوسرے ملکوں کے لوگ ہمیں غیر مہذب، جاہل، متعصب اور وحشی تصور کرتے ہیں۔ ایک اور صاحب نے ان کی "تائید" کرتے ہوئے کہا۔ مولانا! یہ صرف قادیانیوں پر ہی منحصر نہیں ہے زمانہ ہی ایسا خراب آ گیا ہے اور لوگ اتنے بے مروت ہو گئے ہیں کہ جس شخص کا بھی گلہ زور سے دبانے کی کوشش کریں وہی آگے سے لال لال آنکھیں نکالتا ہے اور جس کی چارپائی کے نیچے آگ جلائیں وہ بڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتا ہے اور بدکلامی پر اُتر آتا ہے۔ سارا قصور قادیانیوں کا ہی ہے۔ آپ کے بھائی بندوں نے جو شغل اپنا رکھا ہے وہ سب درست ہے۔

؎ وہ مطمئن کہ سب کی زبان کاٹ دی گئی
ایسی خموشیوں سے مگر ڈر لگے مجھے

(مذہب کا سرطان صفحہ 33-31 ناشر لڑکیاں کہانیاں پبلی کیشنز لاہور)

ہم احمدیوں سے وہی سلوک کر رہے ہیں جو مشرک رسول اللہؐ سے کرتے تھے

(مولوی تاج محمد)

احمدیوں پر کلمہ طیبہ کا بیج سینوں پر لگانے کی وجہ سے بھی بہت سے مقدمات غیروں کی طرف سے بنائے گئے۔ ان میں سے ایک مشہور مقدمہ کوئٹہ میں تین مربیان پر بھی بنا۔ استغاثہ کی طرف سے عدالت میں جب کیس کی پیروی ہوئی تو مولوی تاج محمد ولد فیروز الدین ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت کوئٹہ استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے اور اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کیا ہی حقیقت بیان کر دی۔

وہ اپنے بیان کے اخیر میں کہتے ہیں۔

"یہ درست ہے کہ یہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر آدمی کو آزادی ہے کہ وہ مذہب پر عمل کرے۔ میں تحفظ ختم نبوت کا ناظم اعلیٰ ہوں۔ یہ درست ہے کہ ختم نبوت نے اپنی (نقل بمطابق اصل اپنا ہونا چاہئے) مذہبی فریضہ سمجھا ہوا ہے کہ جس احمدی کو کلمہ لگایا ہوا دیکھے تو اسے توہین اسلام کے مرتکب ہونے

کے جرم میں پکڑے اور اسی سلسلے میں ملزمان (اسیران کوئٹہ) کو ہم نے پکڑا۔ مجھے کسی غیر مذہب کے ہاتھ میں قرآن دیکھ کر جوش نہیں آتا البتہ اس کے سینے پر کلمہ لگا ہوا ہو تو اس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو قانون کے حوالے کرے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی غیر مذہب لا اله الا الله محمد رسول الله کا بیج نہیں لگا سکتا۔ یہ درست ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا' اذان دیتا تھا' یا کلمہ پڑھتا تھا۔ اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جواب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔"

(بیان 21ر دسمبر 1985ء روبروئے ای اے سی ii مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ)

۞ پاکستان کی عزت و آبرو بہت پیاری ہے۔ مرزا طاہر احمد

ویسے پاکستان کی تعمیر و ترقی اور استحکام میں جماعت احمدیہ کا نمایاں کردار رہا ہے اور اغیار نے اس کو بہت سراہا۔ پاکستان کے وجود کی مخالفت کرنے والے عناصر نے جب دین سے ہٹ کر سیاست میں عمل دخل شروع کیا تو ان کی طرف سے جماعت احمدیہ کو بہت تکالیف اور مصائب سے گزرنا پڑا۔ بیسیوں احمدی شہید کر دیئے گئے۔ سینکڑوں گھروں کو لوٹا گیا۔ آگیں لگائی گئیں۔ بیوت الذکر یا تو مقفل کر دی گئیں یا انہیں مسمار کر دیا گیا۔ جائیدادیں لوٹی گئیں۔ نمازیں پڑھنے سے روکا گیا۔ کلمہ پڑھنے پر مقدمات درج ہوئے۔ اسلامی اصطلاحات احمدیوں پر ممنوع قرار دی گئیں۔ کلمہ سینے پر آویزاں نہیں کیا جا سکتا۔ اذان نہیں دی جا سکتیں۔ بیوت الذکر کو مساجد کہنے سے روک دیا گیا۔ ہمارے اپنے شہر ربوہ میں جلسوں پر پابندیاں لگا دی گئیں اور مخالفین کو جلسے جلوس کرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔ حکومتوں نے بھی ان شدت پسند عناصر کے ساتھ مل کر قوانین بنا کر احمدیوں کو جکڑنے کی مسموم کوششیں کیں۔

مگر یہ تمام مخالفتیں اور تکلیف دہ حالات مملکت خداداد کی محبت ہمارے دلوں سے نہ نکال سکے۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع جب امریکہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے انٹرویو دیا جو روزنامہ جنگ 8/ اکتوبر 1987ء کی اشاعت میں شائع ہوا جس میں لکھا کہ۔

"مرزا طاہر احمد نے کہا کہ انہیں کانگریس اور سینٹ کے مشترکہ اجتماع سے خطاب کی دعوت ملی تھی۔ جو انہوں نے مسترد کر دی کیونکہ میں سیاسی شخصیت نہیں ہوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ ایسے سوالات کریں گے جن سے پاکستان کی بدنامی ہو سکتی ہے پاکستان میرا آبائی وطن ہے اور میں نہیں چاہتا کہ امریکی کانگریس مجھے پاکستان پر کیچڑ اچھالنے کے لئے استعمال کرے۔"

محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں

عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے افریقہ کے تین ممالک کا تاریخ ساز دورہ فرمایا:

جماعت احمدیہ غانا کے جلسہ سالانہ پر غانا کے صدر مملکت اور نائب صدر نے بھی شمولیت اختیار فرمائی اور جماعت احمدیہ بارے اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کیا۔

- صدر مملکت آنریبل جان اجیکم کوفور (John Agyekum Kufor) نے جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس میں مورخہ 17 ر اپریل 2008ء کو اپنے خطاب میں کہا

"میں خلیفۃ المسیح کے انتہائی روحانی خطاب پر مشکور و ممنون ہوں۔ آپ کا نصب العین Love For All Hatred For None ہمارے لیے بے حد دلکشی کا موجب ہے اور ہم نے غانا میں جماعت احمدیہ کو اس پر عمل کرتے ہوئے پایا ہے۔" (الفضل 2 رمئی 2008ء)

- جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاریخی اور تاریخ ساز دورہ کے آخر میں حضور کے اعزاز میں دی گئی الوداعی تقریب کے موقع پر الحاج علیو محاما (Alhaj Aliou Mahama) نائب صدر مملکت غانا نے 21 ر اپریل 2008ء کو فرمایا:

"احمدیہ مشن نے ہر قسم کی غانین سوسائٹی میں کام کیا ہے۔ خصوصاً غانین کی روحانی اقدار کو مضبوط کیا ہے اور دوسرے مذہبی لیڈران اور آرگنائزیشن کے ساتھ بھی تعاون بڑھایا ہے۔ احمدیہ مشن نے معاشرہ میں محبت اور رواداری قائم کرنے کے سلسلہ میں بڑا اہم اور پُر امن رول ادا کیا ہے اور دوسرے لوگوں اور مذاہب کے ساتھ رابطہ میں امن کے پہلو کو برقرار رکھا ہے۔"

(الفضل 12 رمئی 2008ء)